نمبر ۱	یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء	قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین — صفحہ

اڈیٹران

ظفر الملک علوی — وصی الحسن علوی بی-اے

باہتمام محمد علی

مفید عام پریس-ارادت نگر لکھنو ڈالی گنج مین طبع ہوا

کلیات نعت مولوی محمد محسن

یعنی جناب مولانا محمد محسن کاکوروی مشہور مداح رسول عربی کی ابتدائی عمر سے آخر عمر تک کے کلام معجز نظام کا وہ مجموعہ جسمین بعض قصائد کو بارگاہ رسالت سے خلعت قبولیت بھی حاصل ہو چکا ہی اور نیز وہ نظمین بھی شامل ہین جنھین ایک سچے فدائے رسول کی جوہر دار طبیعت نے بعض احباب کے فائدہ رسانی کی غرض سے دنیاوی ذوی الامور کی شان مین حق گوی اور نادر الکلامی کے تماشے دکھائے ہین ـ

قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک ـ

سکریٹری انجمن اخوان الصفا ـ کاکوری ضلع لکھنؤ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجیے قیمت عہ

ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کالرل بہترین دوا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوے ہین بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن سے طیار ہوا ہی مایا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴ر

باٹلیوالا کا کیٹرونکا مرہم ایکدن مین اچھا کر دیتا ہی قیمت ۴ر

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور شہر سے بھی مل سکتی ہین ـ

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبورٹری ـ دادار ـ بمبئی

الرفیق

اردو کا ایک ماہوار رسالہ جو رنگون سے زیر اڈیٹری مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی نہایت آب و تاب سے شایع ہوتا ہی ـ کاغذ لکھائی چھپائی مضامین کے لحاظ سے ہندوستانکے بہترین رسالونمین شمار کیا جاتا ہی ـ حجم سالانہ ۴۰۰ صفحہ چندہ سالانہ معہ محصولڈاک عمار نمونہ کا پرچہ ۴ر

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہی جس کا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شایع ہوا اور خود ہیرو کی تصنیف سے ہی ـ حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ر

مینجر الرفیق رنگون

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی ـ امین آباد لکھنؤ کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین ـ عرق میرہ جو کہ امراض چشم کیواسطے اکسیر الخاصیت دافع نزول ما ـ جاذب رطوبات جالی مقوی بصر ـ ہرطرح کی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید اور حالت صحت مین بھی اسکا لگانا بیحد فائدہ دیتا ہی ـ

قیمت فی تولہ دو روپیہ علاوہ خرچ ڈاک

بر ورپرایٹر ـ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس مالک کارخانہ آٹس ـ فلور ـ اینڈ آئل ملز ـ لکھنؤ ـ

جملہ فرمائشات ایس ـ اے ـ حکیم مینجر ـ دواخانہ مجربات جڑی ـ بوٹی ـ امین آباد ـ لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئے

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

891.43055
Checked 1975

الناظر

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

تمہید

الناظر کے اجرا کی ضرورت

اردو کا تعلق لکھنؤ سے

صوبۂ اودھ کی تمام تحریکون کے مرکز لکھنؤ کو زبان اردو سے جو نسبت قدیم سے ہے اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین - اور جسقدر کوششین ساکنان و متوطنان شہر لکھنؤ نے اردو زبان کو وسیع کرنے - ترقی دینے - پاکیزہ بنانے اور شستہ بولنے مین کی ہین وہ ارباب سخن سے پوشیدہ نہین - صاحب اختر شاہنشاہی کی تحقیق کے مطابق الحاق اودھ کے بعد سے ۱۸۸۵ء تک تقریباً تیس پینتیس اخبار اور بیس پچیس رسالے و گلدستے خاص لکھنؤ سے اُردو زبان کی خدمتگذاری کے لئے جاری ہوئے اور اس بیس سال مین اگرچہ ہماری رفتار ترقی نسبتاً ویسی تیز نہین رہی پھر بھی متعدد اخبار - رسالے اور گلدستے مختلف مقاصد کے لئے جاری ہوے - اور گو ان تمام اخبارات - رسائل اور گلدستون کو زمانہ کی

ناقدری اہل پبلک کی بے توجہی کی شکایت کم وبیش رہی اور بہتیرے ناقدری اور بے اعتنائی کی باد مخالف کے مقابلے کی تاب نہ لاکر قبل از وقت موت کا شکار ہو گئے لیکن انمین سے بعضے جو اب تک اپنے چشمۂ فیض سے ملکی لٹریچر کی کیاریون کی آبیاری کر رہے ہین اُردو زبان کے حق مین نہایت مفید ثابت ہوئے ہین۔

نئی تحریک

سنہ ۱۹۰۰ء مین لوکل گورمنٹ کے اُس رزولیوشن نے جسکی ناراضامندی کے اظہار کے لئے بارہ دری قیصر باغ مین وہ مہتم بالشان جلسہ منعقد ہوا تھا جو اُردو زبان کی تاریخ مین ہمیشہ زرین حروف سے لکھا رہیگا بجائے اسکے کہ وہ اُردو کی بیخ وبنیاد کو متزلزل کرکے مردہ زبانون کے ناقابل تمیز مجموعہ مین ایک نامعلوم اضافہ کرتا اور سارے ہندوستان کے باشندون کی امید یگانگت واتحاد کا خون کر دیتا اُردو کی ترقی کے رہوار کو مہمیز لگاکر اور اُسکی وسعت اور نشو ونما کے حق مین ابر رحمت ثابت ہوکر حامیان اُردو کے دلون مین ایسی جنبش پیدا کردی کہ اب جبتک وہ اُسے ہندوستانکی لنگوا فرانکا کا صحیح مصداق نہ بنالین اُنھین چین نہ آئیگا۔ ع

خدا شرے برانگیزد کہ درو ے نفع ما باشد

اسی بنا پر ہمین یقین کامل ہی کہ اُردو کی رفتار ترقی کو روکنے کی جو کوشش صوبۂ پنجاب مین اسوقت ہو رہی ہی وہ بھی ہماری مادری زبان کے حق مین گلزار ابراہیم ثابت ہوگی

نظر انداز شدہ فرض

اگرچہ اُن تمام کوششون مین جو اردو کی بہی خواہی مین کی گئین ہیں اور ہمارے صوبہ کے لوگ معقول حصہ لیتے رہے ہین لیکن تعلیم کی کمی اور اس صوبہ کے باشندون کی آرام طلبی کی بدولت ہمارے سرون پر ایک بڑا فرض باقی رہگیا ہی۔ یعنی اُردو لٹریچر کو علمی اور سائنٹفک خیالات کے اظہار کا آلہ بنانے قدرت کی گوناگون نیرنگیون کی تصویرون اور نقشون سے اُسے مالامال کرنے۔ تہذیب واخلاق۔ تمدن ومعاشرت کے اعلےٰ مسائل کو اُسکے ذریعہ سے رواج دینے۔غیر ملکون کے

لٹریچر - آداب معاشرت - تاریخ و جغرافیہ اور وہانکے باشندون کے عادات وخصائل کی مرقعون
کی اُسمین اشاعت کرنے اور اُسکے لئے دنیا کی قدیم وجدید علمی زبانون کے بیش بہا
معدنیات سے علوم وفنون کے جواہر اور تحقیق وتلاش سکے پرصدف سمندرون سے دُرہاے
مضامین لانے مین ہماری کوششین اوتنی وسیع - نمایان اور مفید نہین ہوئین جتنی کہ
اُس مناسبت کے لحاظ سے ہونا چاہیئے تھین جو ساکنان لکھنؤ اور صوبۂ اودھ کے
باشندون کو اُردو سے ہی -

اس فرض کے ادا نکر سکنے کا الزام اگرچہ ایک حدتک صوبہ کے اہل قلم حضرات
اور اڈیٹران اخبار ورسائل پر عائد ہوتا ہی لیکن ہمین ذرا شک نہین کہ اہل صوبہ کی بدمذاقی
اور علوم وفنون کی سرپرستی نہ کرنے کی قابل ملامت واصلاح عادت اس اہم فرض
کے پورا نہونیکی زیادہ تر ذمہ وار ہی -

قابل افسوس

غضب خدا کا خطۂ زرین اودھ کے دارالخلافۃ مین جہان آتش
وناسخ - انیس ودبیر - میرحسن ونسیم ایسے باکمال شعراے اُردو
نے اپنے اپنے زمانہ مین داد سخن دی ہو - جسے فخر الشعراے دہلی میرزا غالب نے
"مردم چشم جہان" کے پرمعنی لقب سے یاد کیا ہو اور جو اس گئی گذری حالت مین
بھی رئیسون - امیرون - نوابون اور تعلقہ دارون کا مسکن وقیامگاہ ہو وہان اہل صوبہ
کی بدمذاقی اور ناقدردانی کی بدولت ایک بھی رسالہ ایسا نہو جو بنگال پنجاب - مغربی
شمالی - ممالک متوسط اور دکن کے معمولی سے معمولی رسالون کے مقابلہ مین بھی اردو علم ادب
کے دسترخوان پر علوم وفنون - تہذیب واخلاق اور تمدن ومعاشرت کے لذیذ اور مفید
کھانے چن سکے -

استثناء

ندوۃ العلماء کا قابل قدر رسالہ الندوہ مستثنیات سے ہی اسلئے کہ وہ
اپنے نہایت اعلیٰ معیار کی بدولت اور نیز اسوجہ سے کہ وہ ایک انجمن کے

آرگن کی حیثیت رکھتا ہی عام پبلک سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔

تعلیم یافتہ گروہ اور اُردو انشا پردازی

ایسے لوگ جو اہل قلم کہے جانے کے مستحق ہون اس صوبہ مین کثرت سے نکلین گے۔ لیکن پبلک اون کو اس حیثیت سے بالکل نہین یا بہت کم جانتی ہی جسکی وجہ کچہ تو اُنکی اپنی کاہلی اور آرام طلبی ہی اور زیادہ تر یہ کہ نہ اس صوبہ مین اُن کے خیالات کے اظہار کے لیئے کوئی معقول ذریعہ ہی اور نہ کوئی قوت اُن کو اُس غنودگی اور مدہوشی سے ہوشیار کرنے والی ہی جسمین وہ کاہلی۔ بے شغلی اور بے توجہی کے باعث پڑ گئے ہین۔

باوجودیکہ ملک بھر مین تنازع للبقا کی برقی قوت نے وہ ہلچل ڈالدی ہی کہ ہر صوبہ کے لوگ شاہراہ ترقی پر محنت۔ صبر و استقلال کے ہتیار لیئے علم و عمل کے مضبوط اور تیز رو گھوڑون پر سوار چلے جا رہے ہین لیکن یہان یہ عالم ہی کہ

چلتے ہین اسطرح کہ قدم کا نشان نہین

اس طرح ہمارے صوبہ کا تعلیم یافتہ گروہ ابھی تک اسطرف متوجہ نہین ہوا ہی کہ اردو زبان کی خدمتگذاری کو بھی اپنے ذمہ ایک فرض سمجھے۔ اور اگرچہ بہت سے لوگ ایسے ہین جو قدرت کے کارخانہ سے انشا پردازی کی خداداد قابلیت لیکر آئے ہین لیکن چونکہ نہ کوئی اُن کو اس قسم کی تحریک دیکر غنودگی و مدہوشی سے بیدار کرنے والا ہی اور نہ اُن کے پیش نظر کوئی ایسا رسالہ ہی جسے وہ اپنی مشق خامہ فرسائی کا جولانگاہ بنائین وہ اپنا زور قلم صرف کرنے سے قاصر رہتے ہین اور ارباب ذوق اُنکی انشا پردازی کے اعلی نمونون سے لذت آشنا نہین ہو سکتے۔

مستورات کی تعلیمی حالت

تعلیم نسوان کی ضرورت کو ملک مین عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہی اور ہر مقام پر مستورات کو موجودہ کس مپرسی اور جہالت کی حالت سے نکالنے کی بانواع مختلفہ جد و جہد ہو رہی ہی۔ صوبہ اودھ مین یہ تحریک کچہ نئی نہین

مولانا عبدالحلیم صاحب شرر اور اُن کے ہم خیال حضرات کے طفیل سے یہان کے باشندہ تعلیم نسوان کی ضرورت اور اہمیت سے نا آشنا نہین لیکن یہ فرقہ اناث بھی اسی بے شغلی۔کم توجہی اور ملکی و قومی اغراض سے بے تعلقی کے مرض مین مبتلا ہے جسمین ہمارے ہان کے ذکور گرفتار ہین۔نتیجہ یہ ہو کہ تعلیم نسوان کا مسئلہ باوجودیکہ اُسکو چھڑے ہوے سالہا سال گذر گئے تا دم حال خشت اول سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا اگر زمانے کے پلٹے ہوے رُخ اور تہذیب نسوان اور خاتون کے اڈیٹرون کی خالص کوششون نے بہتیرے خاندانون مین مستورات کی تعلیم کا خاطرخواہ چرچا نہ کردیا ہوتا۔ اسلیئے ہمارے خیال مین وہ وقت آگیا ہو کہ ہم بھی اپنے ہان کی مستورات کے علمی ذوق کو پورا کرنیکا سامان کرین۔

اگرچہ یہ کام ایسا ہو کہ بغیر مستقل نسوانی اعانت (اڈیٹرلیس) کے باحسن وجوہ سرانجام نہین ہوسکتا لیکن جب تک ایسی اعانت نہ مل سکے اُسوقت تک کے لئے ہوسکتا ہو کہ مستورات کے واسطے علمی غذا مہیا کرنے کا کام چند تعلیم یافتہ خواتین کی وقتی امداد سے ضمنی طور پر شروع کردیا جائے۔

تہیہ

بس ایک نظر انداز شدہ فرض کے ادا کرنے۔ ایک خوابیدہ گروہ کو بیدار کرنے اور ایک محسوس ضرورت کو رفع کرنے کیلیئے رسالہ الناظر کے اجرا کی ہمت کی جاتی ہو اور اگر ہماری امیدون کے مطابق پبلک نے ہمارے مساعی کی قدر کرکے ہماری عزت افزائی کی اور مساعدت زمانہ نے ہماری کشتی امید کو ناگہانی و اتفاقی حادثات اور غیر معمولی و خلاف توقع سانحات کی بلاخیز اور تباہ کن موجون کے تھپیڑون سے بچا لیا تو عجب نہین کہ ہم کامیابی کے ساحل سے ہوتے ہوئے مقاصد کے دور و دراز بندرگاہون تک پہنچکر گوہر مراد حاصل کرکے اردو کی خدمتگذاری کا فخر حاصل کرلین۔

الناظر کی پالیسی

مذہب اور پالیٹکس سے علیحدگی

جو مقاصد ہمنے اوپر بیان کیے ہین اُنمین سے ہر ایک بجاے خود ایک ایسا وسیع مسئلہ ہو کہ ایک نہین بلکہ متعدد اخبارات ورسالے اُن اغراض کے پورا کرنے کے لئے جاری ہون تب بھی حصول مدعا مین عمر صرف ہو جائیگی - اسی بنا پر ہمارا خیال ہو کہ اگر پبلک نے ہماری محنت کی پوری داد دی اور آفات ارضی وسماوی سدراہ نہ ہوئین تو ہم آیندہ چلکر اپنی وسعت کے لحاظ سے ہر ہر شعبہ کو الناظر سے الگ کرکے اُسکے لئے علیحدہ علیحدہ رسالے جاری کرینگے اور اگر کسی کے دردمند دل مین ہماری تحریک نے بھی جوش پیدا کر دیا اور وہ اس کٹھن منزل مین ہمارے ہمسفر بنکر ہمارا ہاتھ بٹانے پر آمادہ ہو گئے تو یہ غایت درجہ اطمینان بخش اور امید پرور ہوگا - پس ایسی صورت مین جبکہ ہمارے موجودہ مقاصد ہی ہمارے رسالے کے محدود صفحات کے لئے کافی سے زیادہ ہین لازم ہو کہ ہم الناظر کو اُن دو بڑی بحثون سے آزاد رکھین جو اگرچہ بجاے خود نہایت مفید اور کارآمد ہین لیکن ہمارے لئے نہ صرف نامناسب رکاوٹن اور بیجا کاہشون کا باعث ہونگی بلکہ اُن کے پھیر مین پڑکر اندیشہ ہو کہ ہم اصل مقصد سے کوسون دور اور حصول مدعا سے لاپروا ہو جائینگے اسلیے

(۱) مذہب کی علمی واخلاقی حیثیت کو چھوڑکر دوسری تمام بحثین عام طور پر اور امور نزاعی خاص طور پر ہمارے ہان جگہ نہ پاوینگے -

(۲) پالیٹکس پر عام اس سے کہ اُسکا تعلق ہندوستان سے ہو یا نہ ہو ہمارے ہان بحث نہ کی جاے گی -

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے قلمی معاونین الناظر کے صفحات کے لئے اِن

دونون امور پر خامہ فرسائی سے احتراز کرینگے اور اپنے مضامین مین اس پہلو کو ہمیشہ مدنظر رکھین گے کہ کوئی بات جو خارج شدہ امور سے متعلق ہو اُسمین جگہ نہ پاوے۔

الناظر کی کیفیت

حجم و ترتیب

فی الحال رسالہ کا حجم ۵۰ صفحہ ہوگا۔ اور اُسکی تقسیم یون کیجائیگی۔

حصہ اول اسمین عام دلچسپی کے مضامین ہونگے۔

حصہ دویم اسمین صرف مستورات کی دلچسپی کے مضامین ہونگے۔

حصہ سویم اسمین خبرین ہونگی۔

پبلک کی قدردانی اور قلمی معاونین کی توجہ کا رنگ دیکھکر ممکن ہو کہ بہت جلد حجم مین اضافہ کیا جاوے۔ اُس صورت مین ترتیب مین بھی ضروری تغیر و تبدل کیا جائیگا

قیمت

فی الحال مقامی خریدارون سے دو روپیہ اور بیرونجات کے اصحاب سے عہ؎ مع محصولڈاک لئے جائینگے۔ اور جہانتک ہمارے امکان مین ہوگا اس بات کی کوشش کیجائیگی کہ رسالہ کی قیمت مین وقتاً فوقتاً کمی ہوتی رہے تاکہ اپنی کم قیمتی کے باعث وہ ملک کے ایسے شوقینون کے ہاتھون مین بھی پہونچ سکے جو اگرچہ قاضی الحاجات سے کم رسم و راہ رکھتے ہین لیکن ذوق سخن کی ہوشمندی مین عیش و عشرت کے دیوتا کی ہمسری کرسکتے ہین۔

طیاری

رسالہ کی طیاری مین سب سے زیادہ جوبات ہمین ملحوظ رہیگی یہ ہو کہ رسالہ صاف چھپا ہو۔ اکثر حضرات رسالون کی ظاہری سجاوٹ کی بہت فکر رکھتے ہین۔ ہم بھی کتاب یا رسالہ کی دیدہ زیبی کے مداح ہین لیکن اپنی توجہ کو اسطرف بہت زیادہ مصروف رکھنا پسند نہین کرتے بلکہ اسکے مقابل مین رسالہ کی اندرونی حالت کے سدھارنے کی زیادہ کوشش کرنا چاہتے ہین۔ پھر بھی الناظر کو اس

قابل بنانے کی ضرور کوشش کیجاے گی کہ ذی مرتبت ناظرین وجلیل القدر خواتین کے ہاتھون مین جانے کے لایق ہو جائے۔

وقت اشاعت اور اُسمین پابندی

الناظر ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو شایع ہوا کریگا۔ ہم اس بات کا خاص انتظام کرینگے کہ پابندی وقت مین انگریزی اخبارات ورسائل کا تتبع کیا جاوے اور کوشش کیجائیگی کہ تاخیر اشاعت کا جو بجا الزام ملک کے تقریباً تمام اردو رسالون پر لگایا جاتا ہی اُس سے ہم بری رہین

اشتہارات

ہم ایسے اشتہارون کے سوا جو مخرب اخلاق کہے جا سکین ہر طرح کے اشتہارات کی اشاعت نہایت کم اجرت پر جو بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتی ہی کرین گے۔

مراسلت

مضامین کے متعلق اڈیٹر سے اور جملہ دیگر امور کے بارہ مین مینجر سے خط وکتابت کیجاوے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

استدعا

اعانت کی اپیل
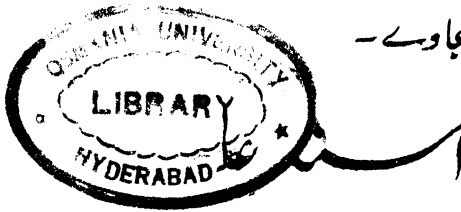
مندرجۂ ذیل سطور مین ہم درجہ بدرجہ اُن حضرات کی خدمت مین اپنی استدعا پیش کرتے ہین جو ہمارے مقاصد مین کسی قسم کی اعانت کر سکتے ہین اور ہمین امید ہی کہ وہ ہمارے حال پر نظر لطف فرما کر حتی الوسع ہماری عرضداشت پر التفات فرمائینگے جو نہ صرف ہماری غایت ممنونیت کا باعث ہوگا بلکہ اردو زبان کی وسعت وترقی کا ذریعہ ہوگا۔

(۱) حضرات اڈیٹران اخبار ورسائل کی خدمت مین عرض ہی کہ وہ ہمارے مقاصد کے متعلق اپنی بر موقع رایون اور خیالات کا اظہار (خواہ پبلک مین خواہ پرائیوٹ طور پر) فرماتے رہین اور وقتاً فوقتاً رسالہ ہذا پر ریویو فرما کر

اُسکے متعلق اپنی صحیح راے ظاہر کرکے ہمین ہماری خامیون پر مطلع اور غلطیون سے آگاہ کرتے رہین تاکہ ہمین اپنی اصلاح کرنیکا موقع رہے -

(ب) ملک کے اہل قلم حضرات سے گذارش ہی کہ وہ اُن مباحث کے متعلق جو ہمارے پروگرام مین شامل ہین یا وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتے رہین الناظر کے صفحات کو اپنے بیش قیمت خیالات کے اظہار کا ذریعہ بناکر ہماری عزت افزائی فرماتے رہین -

(ج) تعلیم نسوان سے ہمدردی رکھنے والی خواتین (خواہ اس صوبہ کی ہون خواہ کسی دوسرے حصہ ملک مین مسکن پذیر ہون) سے التماس ہی کہ وہ اپنے مضامین کی بیش بہا امداد سے رسالہ الناظر کے اُس حصہ کی قدرومنزلت بڑہائین جو مستورات کی دلچسپی کے لیے مخصوص ہوگا تاکہ اُنکی عمدہ مثال کو پیش نظر رکھکر اور اُن کی گرانمایہ تحریرات کو مطالعہ کرکے اُن کی وہ بہنین استفادہ حاصل کرسکین جو اگرچہ تھوڑا بہت لکھی پڑھی ہین مگر نہ اپنے مرتبے کو پہچانتی ہین - نہ اُن قومی اور ملکی کامون سے دلچسپی رکھتے ہین جو اُن کی امداد کے بغیر ادھورے پڑے ہوئے ہین اور نہ اپنے اُن فرائض کو کما حقہ پورا کرتی ہین جو خدا نے - قانون قدرت نے - اصول تمدن نے اُن کے ذمہ رکھے ہین -

(د) ملک بھر کے سرپرستان علم سے عام طور پر اور اس صوبہ کے علمی قدردانون سے خاص طور پر ہماری التجا ہی کہ وہ رسالہ کی خریداری سے مالی اعانت فرماکے اردو کو وسیع کرنے اور ترقی دینے کی کوشش کی تاریخ مین اپنے اسماے گرامی کو زرین حروف سے لکھنے کا موقع دیکر ہمکو اپنا گرویدۂ اخلاق اور آئندہ نسلون کو اپنا ممنون منت بنائین -

(ہ) جو معزز کارخانجات اور ذی وقر تجار اپنے اشتہارات اخبار و رسائل مین شایع کرتے ہون اُن سے درخواست ہی کہ اگر وہ ہمارے صفحات کو اپنے اشتہارات کی اشاعت کا ذریعہ بنانیکو قابل تصور فرمائین تو ہمین اپنے اپنے اشتہارات بھیجکر ممنون و مشکور بنائین

مذہب علمی رنگ مین

شوخ فن عالم دلہانہ بہ لشکر گیرد
گیرد آئینہ بہ کف ملک سکندر گیرد

ہمارے مسلمات اور ہماری معلومات عموماً مندرجۂ ذیل اقسام سے وابستہ ہوتی ہین۔

(الف) علمی

(ب) رسمی

(ج) اعتباری

یا تو ہم علمی رنگ مین کسی شے کسی حقیقت کا اعتراف یا انکار کرتے ہین یا رسمی طور پر یا چند اعتبارات کے ماتحت۔ چاہے وہ اعتبارت ذاتی اجتہاد پر مبنیٰ ہون اور چاہے کسی اور کے وثوق پر۔

کوئی سی بات اور کوئی سی حقیقت لے لو ان تین صورتون سے خالی نہ ہوگی۔ دنیا مین جسقدر اشیا یا وجود پائے جاتے ہین اور جن مین سے اکثر جیستر معلومات مین اگر ہمپر ظاہر ہو چکے ہین اور جنھین ہم مانتے ہین یا اُن سے انکار کرتے ہین اُنکی بنیاد یا تو علمی رنگ مین رکھی گئی ہے اور یا محض رسمی طور پر اور یا چند اعتبارات کے تابع۔ جو امور یا جو اشیا اور معلومات علمی رنگ مین ہین وہ رسمی یا اعتباری امور سے بہت کچھ امتیاز اور فرق رکھتی ہین۔

بہت سی ایسی اشیا یا ایسی معلومات بھی ہین کہ ہم اُنکا اعتراف اور اقتدار محض رسمی رنگ مین اور اعتباری وجوہ سے کرتے ہین لیکن درحقیقت

اُن کا اعتراف اور اُنکی تصدیق یا توثیق علمی رنگ مین ہونی چاہیئے - کیونکہ اُن کی بنیاد اور اُنکی خلقت علمی اصولون کے ماتحت ہوتی ہی -

جتنی اعتباری اور رسمی معلومات یا مسلّمات ہین اوبھین جب علمی رنگ مین منتقل یا تحویل کیا جاتاہی تو اُن کی حقیقت یا تو بالکل پایۂ صداقت سے گرجاتی ہی اور یا اُن کے حواشی اور زوائد الگ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہی - یہ کلیتہً نہین کہا جاسکتا کہ

ہر صورت رسمیہ یالفش اعتباریہ علمی استدلال کے مقابلہ مین نہین ٹھر سکتا یا ان امور رسمیہ اور اعتباریہ مین کوئی صداقت ہوتی ہی نہین -

جبکہ سلسلہ رسوم اور امور اعتباریہ مین بھی چند در چند زاید بیانات اور حواشی فرضیہ مل سکتے ہین تو یہ کسطرح کہا جا سکتاہی کہ

رسوم اور اعتبارات مین حقیقت ہوتی ہی نہین - رسوم اور اعتبارات مین بھی صداقتین اور حقیقتین ہوتی ہین - رسمون اور اعتبارات مین سے بھی ایسے ایسے جواہر اور ریزے نکل سکتے ہین کہ جو اعلی صداقتون کا جزو یا کل ہین -

لیکن چونکہ اعتبارات اور رسوم کا سلسلہ بہت کچھ چند در چند فرضی امور اور کمزور معلومات سے وابستہ ہوتا ہی اس واسطے یہ مان لینا پڑے گا کہ اُنھین علمی رنگون مین لانا یا اُنکی علمی صورتون مین تنقید کرنا اُن مین ایک بڑا بھاری فرق لاتا ہی -

اکثر اوقات لوگ یہ نہین سمجھتے یا سمجھنے کی کوشش نہین کرتے کہ جو امور رسمی اور اعتباری رنگ مین تسلیم کئے جاتے ہین اُن مین اور اُن معلومات یا اُن مسلّمات مین جو علمی رنگ مین مان لئے گئے ہین بلحاظ نتائج اور اغراض کے کیا کچھ فرق ہی - یہ ایک ایسی ضرورت ہی کہ جس کی طرف ایک عام توجہ کی ضرورت اپنا

احساس کے بغیر نہین رہ سکتی۔

اسطرف خاص توجہ نہ ہونے کی وجہ سے صرف تمدنی اور معاشرتی صیغون مین ہی خرابی اور ابتری نہین پیدا ہوتی بلکہ معادی اور عاقبتی امور مین بھی آئے دن بکھیڑے اور خرخشے پیدا ہوتے رہتے ہین جب کوئی امر رسمی اور اعتباری رنگ مین تسلیم کیا جاتاہی تو اُس مین صداقت یا شائبۂ صداقت نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ایک خرابی پیدا ہوتی رہی ہی اور اس خرابی کی جڑ ضد ہوتی ہی۔

ضد اور بیجا ہٹ ہمیشہ اُن معاملات مین پیدا ہوتی اور چمکتی ہی جن کی اصل اور بنیاد چند رسوم اور چند اعتبارات پر ہوتی ہی۔ جن جن امور اور جن جن مسلّمات کی بنیاد دین علمی ہی اُن مین اگرچہ بعض وقت اختلاف تو ضرور ہو جاتا ہی لیکن ایسی ہٹ اور ضد نہین ہوئی جو رسمی امور اور اعتباری خیالات مین پائی جاتی ہی۔

ایک رسم یا ایک اعتباری ولولہ ہمیشہ یہ سکھاتا ہی کہ جو شخص اسکے خلاف جائیگا وہ اس دائرہ سے باہر ہی۔ اس کا اختلاف کرنا یا تائید مین نہ ہونا ایک ایسی تحقیر ہی جو کسی حالت مین بھی عفو کے قابل نہین۔ وہ ایک رسم یا ایک اعتباری مرحلہ کی توہین نہین کرتا بلکہ ایک خاص شخص یا ایک خاص جماعت کی تحقیر کرتا ہی۔

برخلاف اسکے ایک علمی تحقیقات یا ایک علمی اصول یہ سکھاتا ہی کہ کسی کے انکار۔ اعتراض اور اختلاف سے حقیقت شے مین کوئی فرق نہین آسکتا۔ چاہی کوئی مانے یا نہ مانے ایک مثبتہ علمی حقیقت علمی حقیقت ہی۔

علم کا فرض صرف ابلاغ اور اعلان ہی۔

علم وہ قاصد ہی جو پیغام پہنچا کر وما علی الرسول الا البلاغ کہتا ہوا اپنے مرکز پر واپس آجاتا ہی۔

علم وہ اعلان ہی جو تشہیر کے ساتھ ہی بردباری اور تدبر کی ہدایت کرتا ہی۔

علم وہ شمشیر ہی جو دل پر زد کرتی ہی۔

ان دونون مقتضیات اور اعلانات مین ایک بین فرق ہی۔ ایک مین تندمزاجی اور اکھڑپن ہی اور دوسرے مین تدبر اور بردباری۔

دنیا کی اکثر خرابیون اور خرخشون کا موجب بے صبری اور بے اطمینانی ہین۔ اور یہ محض اسوجہ سے کہ بعض باتون یا بعض اشیا کو صرف رسمی اور اعتباری طور پر ماننے کی وجہ سے ہم تدبر اور بردباری کے وسیع دائرہ سے نکل جاتے ہین۔

جو شخص یہ جانتا ہی کہ دو اور دو چار ہوتے ہین اور آفتاب کے طلوع سے دہوپ نکلتی اور غروب سے رات پڑجاتی ہی وہ اُس شخص سے جہالت کی لڑائی نہین لڑتا۔ جو ان دونون حقیقتون سے انکار کرتا ہی۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتا ہی کہ اسکے اعراض اور انکار سے ان حقایق مین کبھی فرق نہین آسکتا۔ اُس کا کام اعلان اور ابلاغ تھا سو وہ کرچکا۔

بر رسولان بلاغ باشد و بس

مذاہب کی اصل اور ماخذ کے ایک ماننے مین شاید ہی کسی کو انکار ہو اور اگر کوئی اسکا انکاری بھی ہو تو اسکے پاس شاید ہی کوئی دلیل واثق اس انکار کے ثبوت مین ہو۔ جب مذاہب اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی اصول سے نسبت رکھتے اور ایک ہی معبود کی طرف لے جاتے ہین تو اُن کے ماننے والون مین باعتبار سبمجھے اور تاویلات کے اختلافات تو ہوسکتے ہین لیکن جب اُن مین بڑے درجہ کی عداوتین اور کاوشین پیدا ہوجاتی ہین تو یہ سمجھا جاتا ہی کہ اُن کی بنیاد بھی چند رسمون ہی کے ماتحت ہی۔

اگرچہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مذاہب مین بھی چند در چند رسمون اور شخصی

اعتبارات کا عنصر بہت کچھ شامل ہی لیکن باین ہمہ یہ کسی حالت مین بھی نہین کہا جا سکتا
کہ اُن مین حقانیت نہین ہی - مذاہب مین حقانیت ہی اور وہ باوجود اس قدر
غلافون اور پردون کے جھلکی دے ہی جاتی ہی - مگر پھر بھی رفتہ رفتہ یہ نقص پیدا ہو گیا ہی
کہ مذہب پرستون مین سے اکثر لوگ مذہب کو محض رسمی رنگ مین ملتے ہین
اور اعتباری رنگ مین اُسکی تصدیق اور تائید کرتے ہین - یہی وجہ ہی کہ اہل مذاہب
مین بجاے آشتی اور صلح کے زیادہ تر عداوت - کاوش اور بغض پایا جاتا ہی -
مذہب شخصیت کے جامہ مین آکر ایک خوفناک صورت اختیار کر چکا ہی
لوگ مذہب کے واسطے بہت کم لڑتے اور جھگڑتے ہین بلکہ مذہب کی موجودہ
لڑائیون کا دار مدار زیادہ تر شخصیت اور ذاتیات پر آرہا ہی - اسکی وجہ
یہی ہو سکتی ہی کہ لوگ مذہب کو علمی رنگ مین نہین مانتے اور نہ علمی رنگ مین اُسکی
تعظیم کرتے - اور ایسی تعظیم کے عادی ہین - اکثر لوگ یہ بھی نہین سمجھتے کہ مذہب بھی ایک
علم یا ایک گران پایہ فلسفہ ہی -

اکثر لوگون کے نزدیک مذہب چند روایات یا چند اعتبارات کے
سواے اور کچھ بھی نہین -

ایسے خیالات ہمیشہ مذہب کی قیمت اور وقعت مین بٹہ یا دھبہ لگاتے
ہین اور اسکا عملی نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ رفتہ رفتہ مذہب ایک بازیچہ طفلان سے
زیادہ وقر اور عظمت نہین رکھتا - اگرچہ ہر موقعہ اور ہر تقریب پر اُسکی
یاد اور پرستش کی جاتی ہی - لیکن چونکہ محض رسمی اور اعتباری رنگ مین اُسکا
خیر مقدم کیا جاتا ہی اسواسطے سواے چند قسم کی مخالفتون اور کاوشون کے اُسکا
کوئی اور نتیجہ یا اثر نمایان نہین ہوتا - ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ بعض
اختلافات کی وجہ سے محض رسمی رنگ مین کاوش اور مناقشت رکھتا ہی -

مذہب مین ہمیشہ دو چیزین یا دو باتین مقدم یا برتر ہوتی ہین۔

(۱) خدا پرستی

(۲) رہبر پرستی

کوئی مذہب ایسا نہین جس کی تمام دفعات مین سے یہ دو دفعات زیادہ تر ضروری، اور لازمی نہ ہون - کوئی مذہب کتاب اور کتاب لانے والے سے خالی نہین ہوتا خواہ ایسی کتاب خاص الفاظ مین ہو خواہ افعال قدرت کے الفاظ مین اسی طرح اس کتاب کا لانے والا یا اسکی تشریح کرنے والا بھی ضرور کوئی نہ کوئی ہوتا ہی -

انھین دونون کی ذریات سے لوگون مین مخاصمتون اور مناقشتون کی بنیاد پڑتی ہی اور انھین دونون پر تمام قسم کی امیدون اور مایوسیون اور اختلافات یا اتفاقات کا انحصار ہی اور انھین پر مذہب کی خوبیون اور برائیون کا خاتمہ ہوتا ہی - ان دونون طاقتون کا ثبوت اور ہستی محض سمعی معلومات یا اعتباری واقعات پر موقوف نہین ہی بلکہ اس مرحلہ مین فراست عقل اور استدلال علمیہ کی ضرورت پڑتی ہی - خدا کا وجود اور خدا کی ہستی گو عوام الناس کے خیال مین محض چند روایات کے ماتحت ہی مانی جاتی ہو لیکن دراصل اسکا ثبوت علمی رنگ مین کیا جاتا ہی اور علمی رنگ مین ہی اسے مانا جاتا ہی -

خدائی افعال کا مقابلہ خدائی اقوال سے کرتے اور اس سے استدلال یا استشہاد ہوتا ہی -

اس سے دوسرے درجہ پر یہ استدلال بھی علمی رنگ مین ہی ہوتا ہی کہ ہر سوسائیٹی اور ہر جرگہ کے واسطے مذہبی رنگ مین ہی نہین بلکہ دنیوی رنگ مین بھی ایک لیڈر کی ضرورت ہی فطری الہامات کے مطابق نظام مذہبی کے واسطے

سب سے زیادہ روشن فطنت شخص کی ضرورت ہی اور روشن فطنت کی تخصیص اور وجوہ تخصیص کے واسطے علمی اصولون سے ہی کام لینا پڑتا ہی۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ مذہب بھی ایک فلسفہ یا ایک علم ہی۔ اسکی بنیاد رسوم یا چند اعتبارات پر نہین رکھی گئی ہی۔ بلکہ علمی نکات پر۔ اگر مذہب کی تائید یا تصدیق علمی رنگ مین کیجاے اور علمی اصولون سے اوسپر بحث کی جاے تو وہ مشکلات جواب رسمی یا اعتباری رنگ مین پائی جاتی ہین نہایت آسانی سے رفع ہو سکتی ہین۔ اب ایک مذہب دوسرون کے سامنے محض رسمی یا اعتباری رنگ مین پیش کیا جاتا ہی جسمین طرح طرح کی ضدین اور کاوشین اور سوے ظن شامل ہوتا ہی۔ مدمقابل ہمیشہ یہ خیال کرتا ہی کہ میرے سامنے ایک خاندان یا ایک کنبہ یا ایک قوم کی چند مسلمہ رسمون کا مجموعہ پیش کیا جاتا ہی اور اسکے مقابلہ مین میرے مجموعۂ مسلّمات کی تحقیر کی جاتی ہی۔ دونون طرف کے یہ خیالات معاملہ کی طنابین دور تک لے جاتے ہین اور رفتہ رفتہ ضد بڑھتی جاتی ہی۔ اگر برخلاف اس کے مذہب علمی رنگ مین پیش کیا جاے تو اگرچہ چند اختلافات ہونگے لیکن کوئی منافرت نہ پیدا ہوگی۔

جب ایک فلسفی دوسرے فلسفی کے سامنے کوئی فلسفہ کا مسئلہ پیش کرتا ہی تو دوسرا فلسفی ہمیشہ یہ سمجھتا ہی کہ ایک علمی مسئلہ اسکے سامنے پیش کیا جاتا ہی۔ اس واسطے چاہے اُسے مانے یا نہ مانے اُسکی طبیعت مین کوئی منافرت نہین پیدا ہوتی کیونکہ وہ یہ خیال کرتا ہی کہ یہ مسئلہ دونون مین سے کسی کے کنبہ اور خاندان سے تعلق نہین رکھتا بلکہ ایک علمی مسئلہ یا بحث ہی جسمین ایک کا دوسرے سے اختلاف کرنا کوئی قباحت نہین رکھتا۔

مذہبی مباحثون مین جبکہ وہ محض رسمی یا اعتباری رنگ مین ہوتے ہین

ہمیشہ فریقین کو یہ خیال ہوتا ہی کہ ہم اپنے چند بزرگون کی باتین پیش کررہے ہین جسکی تائید اور تصدیق یا تعظیم ہر شخص پر لازمی ہی - علمی رنگ مین صرف اعلان مراد ہوتی ہی اور یہ کہ ہم ایک علمی تحقیقات یا مواد تحققات پیش کررہے ہین ہر شخص اُسکی نسبت اپنی راے اور اپنے اجتہاد کے مطابق راے زنی کا اختیار رکھتا ہی -

مذہب کبھی مجبور نہین کرتا کہ جو کچہ ایک شخص مان رہا ہی - ضرور اُسے دوسرا بھی مان لے - مذہب صرف یہ کہتا ہی کہ میری منادی ہر کوچہ مین کیجاے تاکہ کوئی یہ عذر نہ کرسکے کہ اُسنے اُسکی نسبت کچہ نہین سُنا -

مذاہب مین گنہ کی یاداشت مقرر کی گئی ہی اور ثواب کی جزا لیکن مذاہب نے کسی اپنے پیرو کو یہ اختیار نہین دیا ہی کہ وہ سزا اور جزا کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لیکر دوسرون کی نسبت فتویٰ دے -

دوزخ اور بہشت دو جگہین سزا اور جزا کی مذہبی رنگ مین بیشک تسلیم کی گئی ہین اور اُن کے وجود سے فلسفہ مذہبی کی صورت مین انکار نہین کیا جاسکتا لیکن اُن کے ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ایک مذہب کے مقتدیون مین سے چند لوگ ان دونون جگہون کا تمام نظم ونسق اپنے ہی ہاتھ مین لیکر اپنی تجویز کے مطابق اُنکی تقسیم اور قرعہ اندازی کرتے رہین -

جب ہم علمی رنگ مین مذہب کی تفسیر کرتے ہین تو وہ اس معاملہ مین بہت ہی محتاط ثابت ہوتا ہی سیکڑون مذہب اس بحث مین اگر خود خاموش ہوجاتے ہین اور اُنکی ہدایات کا اسبارہ مین یہ لب لباب نکلتا ہی کہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلہ -

وہ صرف ایک دوسرے پر تبلیغ واجبی کا بوجھ رکھتے ہین فیصلہ کن راے نہین دیتے - اُنکی یہ راے ٹھیک علمی اصولون کے مطابق ہی اور ایسا ہی

چاہیئے بھی تھا کیونکہ جب مذہب ایک فلسفہ اور ایک عقل ہی تو لازم تھا کہ اُسکی ہدایات
بھی عقل اور فراست پر مبنی ہوتین ۔

مین ایک مذہب کے تسلیم کرنے سے کیا اغراض رکھتا ہون ؟

(الف) اپنی جان کی بریت۔ اور تزکیہ ۔

(ب) اسے اعلےٰ طاقت کی فرمان برداری ۔

(ج) ایک رہبر اعلےٰ کی تعظیم ۔

ان تینون شقون مین سے پہلی شق الف زیادہ تر مفید ہی۔ جب مذہب کا
معاملہ نفسی نفسی ہی تو پھر کوئی وجہ نہین کہ جب دوسرا شخص ہمارے مذہب سے بالکل
اتفاق نہین کرتا یا کم اتفاق کرتا ہی تو ہم اس اختلاف کی وجہ سے اُسکے جانی دشمن ہوجائین
بہ پابندی اصول بلغ ما انزل الیک ہمارا فرض ہی کہ ہم اپنے مذہب کی خوبیون
اور عمدگیون سے دوسرون کو بھی ہر گاہ واقف کرین اور اُن کے ثابت کرنے پر
زور دین کیونکہ جو چیزین اپنا نگاہون مین مفید اور راحت رسان ہین ضرور ہی کہ
ہم اُنسے اپنے دیگر ابنائے جنس کو بھی خبردار کرین ۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہمارے
اعلان کے مطابق سالک نہ ہو اور اُسکی سمجھ مین نہ آے تو اُسکا یہ نتیجہ نہین ہونا چاہیئے
کہ اُسے ہم دائرۂ انسانیت سے خارج سمجھکر اُس کے ساتھ علائق دنیوی یا رابطۂ تمدنی
بھی قطع کردین اور یہ ہم اُسی وقت کرتے ہین جب مذہب کو رسمی یا اعتباری رنگ مین
مانتے ہین ۔ یہہ عمل مذہب کی محبت کا نتیجہ نہین ہوتا بلکہ محض رسم پسندی کا۔ کیونکہ مذہب
تو اس محبت کا سبق دیتا ہی لا اکراہ فی الدین ۔

ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اگر کوئی نہین سمجھتا تو اُسے بار بار سمجھاؤ اور
نرم دلی سے کام لو۔ جب غیظ و غضب اور تند مزاجی سے کام لیا جائے تو مذہب کی
ہدایات نظر انداز ہوجاتی ہین ۔

زمانہ سکھا رہا ہی کہ لوگ مذہب کی تعظیم اور تصدیق علمی رنگ مین کرین - کیونکہ مذہب بھی ایک فلسفہ اور ایک شریف علم ہی - مذہب جیسے جیسے رسمی حدود سے نکلتا جائیگا ایسے ویسے اسکی تقدیس بڑھتی جائیگی اور مختلف مذاہب کے مختلف فرقے ایک ہی پلیٹ فارم پر آتے جائینگے - مرزا سلطان احمد

تاریخ اجرا

ہمارے گرامی قدر عزیز منشی المرتضیٰ علی صاحب شرر نے ہماری خواہش کے بغیر ذیل کی تاریخ ہمکو بھیجی ہی جو شکریہ کیساتھ درج کیجاتی ہے

مصلح ملک باد الناظر قدردانش شوند اہل زمین

از اڈیٹر دعا پئے تاریخ۔ کہ بود کامیاب ناظر من

۱۳۲۷ھ

(از حضرت شرر کاکوردی)

ہو بات نئی تیرے ہر انداز و ادا مین
شوخی بھی مچلتی رہے آغوش حیا مین

یہ پہلے بہل جائے تیرے پاس نہ خالی
ٹکڑے ہون کلیجے کے میری آہ رسا مین

ہم رند خرابات ابھی دامن تر کو
جاتے ہین سکھا لائینگے جنت کی ہوا مین

سو لطف کے آثار ہین اک چین جبین مین
سو قہر ہین اک تیری تبسم کی ادا مین

دل چھین لے تیرا بھی تر ا دست حنائی
شوخی ہو نئے رنگ کی یہ رنگ حنا مین

کہتے ہین وہ مرتے ہو مگر مر نہین جاتے
معلوم تو ہو فرق بقا اور قضا مین

پڑتی ہی نظر غیر کی ملبوس سیہ پر
اس رنگ سے بیٹھو نہ مری رسم عزا مین

اے شوق ہٹون راہ طلب سے نہ کبھی مین
چبھتے ہی رہین دشت کے کانٹے کف پا مین

آئے بھی تو آئے ہو تم احسان جتاتے
کیا جذب نہ تھا خاک مزار شہدا مین

رو دیتا ہی خود وہ بھی کبھی ہمکو رُلا کر
کچھ رحم کی شرکت بھی ہی ظالم کی جفا مین

کچھ شغل جو باقی ہی شرر شغل یہی ہے
پی تھوڑی سی اور بیٹھ رہے یاد خدا مین

اگلی چہل پہل

یون تو مشرق کی ہر ایک شے مغربی مہذبون کو استعجاب مین ڈالدیتی ہی۔ لیکن دو چیزین ہندوستان کی یوروپین دنیا کے لئے ایک طلسم سے کم نہین ہین۔ ہندوستان کی سر بفلک عمارتین اور رسوم شادی۔

عمارتون مین شاہی عمارات کے دیکھنے والے یوروپین کو ہر قطعہ مکان ایک بھول بھلیان کا مزہ دیتا ہی۔ بیئے کے جھوجے کی طرح تہ بتہ زیر و زبر کوٹھریان۔ صحنچیان۔ برجیان۔ شہ نشین۔ کمرے۔ چورخانے۔ تہ خانے ایک طولانی اور مسلسل لڑیان ملی جلی ہوئی ختم نہ ہونے والی داستان کی طرح کچھ ایسی پہیلیان ہین جنکی نوعیت ایک آزاد خیال کی راے مین ایک قید خانہ سے کم نہین دار السلطنت لکھنؤ کی عمارتون کو جن سیاحون نے ملاحظہ کیا ہی اُنکے دماغ ابتک چکر مین ہین۔ غدر کے بعد آدہا لکھنؤ کھد گیا۔ شہر کی صورت بدل گئی اُسکے بعد اب تھوڑے دنونسے لاٹوش روڈ اور میونسپلٹی کی مجوزہ سڑکون نے اسکی قدیم عمارتون کے مٹانے کی فکر کی ہے۔

مگر یہان پر ہمکو مشرقی شادیون کا تزک اور احتشام دکھانا منظور ہی جو اہل مغرب کے لئے حل معما سے کم نہین۔

لکھنؤ کی چہل پہل ابھی تک برقرار ہی۔ حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بہادر کا زمانہ ہی شہر مین ہن برس رہا ہی۔ نواب خاص محل ملکہ مخدرہ عظمی جو بادشاہ کی پہلی بیوی ہین اُن کے نور چشم ابو المنصور نواب کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علیخان بہادر کوکب کی نسبت نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے قرار پا چکی ہی نواب سرفراز الدولہ بادشاہ کے نسبتی بھائی ہین۔ اُنکی چوٹے بادشاہ کی

چھیتی بیوی نواب معشوق محل صاحبہ نے اپنے صاحبزادے شہزادہ مرزا فرید دن قدر
ہزبر علی خان بہادر کی شادی مدار الدولہ نواب علی نقی خان کی بیٹی سے جو بادشاہ کی
سالی بھی ٹھہرائی ہی —

ایک کو دوسرے سے چشمک ہی نواب خاص محل سیر چشم اور عالی حوصلہ ہین
ذاتی وقار دولت و حشمت بہت کچھ رکھتی ہین ۔ معشوق محل نے یہ چال کی ہے کہ
مدار الدولہ نواب علی نقی خان کو سمدھی بنایا ہی جو کل سیاہ و سفید کے مالک ہین ۔

پہلے مرزا ولیعہد کی شادی کا سامان ہوتا ہی ۔ ذیحجہ کی سولھوین تاریخ (اکتوبر
کی سترھوین) یکشنبہ کو سانچق ۔ دوشنبہ کو مہندی ۔ سہ شنبہ کو برات ۔ چہارشنبہ
کو رخصتی قرار پائی ہی ۔ نواب خاص محل دولہا کی مان داد و دہش مین بہت
مشہور ہین ۔ روپیہ ٹھیکری کی طرح لٹا رہی ہین مگر اُنکے یہان کوئی معتمد بھی خوا کام
کرنے والا نہین ۔ اوسپر بھی عورت ذات اپنی عقل و دانائی سے ہر ایک کام سلیقہ سے
کر رہی ہین —

مانجھے کے دن سے تمام شہر مین روشنی کا سامان ہی ۔ در دولت سے
حسن باغ تک دو رویہ روشنی کی ٹٹیان کھڑی ہین ۔ دو طرفہ تیل کی نہر جاری ہی
جسکا جی چاہے روشنی کے نام سے جسقدر تیل لیجائے ۔ کچھ پرسش نہین ۔ ہر ایک
اپنے بیگانہ کو خلعت بٹے ۔ نوکر دن کو جوڑے ملے ۔ انعام تقسیم ہوے ۔

سانچق کے روز اسقدر مزدور بلائے گئے کہ شہر کے گرد و نواح کی بستیان
اُجاڑ ہو گئین اسپر بھی مزدور کم ہوئے ۔ صبح سے شام تک جو گھڑے چاندی سونے
کے ۔ گنگا جمنی آرایش کے تخت برابر جا رہے ہین ۔ شام کو جو بچ رہے لٹا دئے گئے ۔
مہندی کا بھی یہی رنگ ہی ۔ کشتیان ۔ خوان مزدور اُٹھا نہین سکتے نہ کچھ تعداد
ہی نہ شمار ۔ کشمکش اور بھیڑ سے لوگون کے ہاتھ پانون پھولے جاتے ہین گھر کا راستہ

نہین ملتا۔ مزدورون کے ریلے سے نکلنا دشوار ہی

چہارشنبہ کی شام برات کی رات ہی۔ آتشبازی کا لطف ہی قلعہ کے چھوٹ رہی ہین۔ گھر گھر ناچ گانا ہی۔ صبح کو بارات جانے کا سامان ہی۔ فوج شاہی سجی سجائی تیار ہوئی۔ پیادہ اور سوار۔ نقیب وچوبدار۔ نوبت۔ نشان۔ ماہی مراتب جلوس کا سامان۔ جھنڈی بردار قطار در قطار۔ دفعتہً ایک مکھی نہایت تیز سی آئی جسپر پریون کا غول ہی۔ ہر ایک لباس مغرق سے آراستہ ہی۔ درجہ بدرجہ قرینے سے جلوس کی پریان بنی ہوئی ہین۔ اُسکے بعد ہاتھیون کے دل کے دل ہین جنپر عماریان مکلف ہر کسہ و مہ لباس گلنار مین معہ سرخ جامے۔ زربفت کے پائجامے چوغہ۔ کلغی۔ سرپیچ۔ گوشوارے جواہر مین غرق ہاتھی پر سوار ہی بیچ مین ایک ہاتھی پر بادشاہ جمجاہ ہین۔ گود مین نوشہ جلوہ افروز ہی۔ خود بدولت مٹھیان بھر بھر کے روپیہ اور اشرفیان مینھ کی طرح برسا رہے ہین۔ اسی طرح یہ بارات نہایت تزک اور احتشام سے رخصت ہوئی۔ جہیز اور سامان بیان سے باہر ہی۔

اب نواب معشوق محل کے حوصلے نکالنے کی باری ہی۔ انکی ضد ہی کہ ہر ایک بات خاص محل سے بڑھکر ہو نہین تو میری ناموسی ہوگی۔ منھ نہ دکھاؤنگی۔ شہر سے نکل جاؤنگی۔ اور خاص نواب اختر محل بھی زور دے رہی ہین اسواسطے کہ اُن کی سگی بہن کی شادی ہی۔ بادشاہ پس و پیش مین ہین۔ نواب علی نقی خان سے شورا ہو رہا ہی۔ یہ بھی بیٹی کی شادی مین زیادہ دھوم دھام چاہتے ہین۔

نواب معشوق محل نے نہایت دھوم دھام سے مانجھا رچایا۔ ملازمین نوشاہ رنگ کی مشکین اور گھڑے لئے ہوے۔ کشتیون مین مغرق جوڑے۔ کہارونکی بہنگیون مین اشرفی اور روپیون کے توڑے ہین جو غریب محتاج ملا اُسکو شہاب مین نہلایا پھر جوڑا مکلف پہنایا کچھ روپیہ بھی دیدیا۔

نواب خاص محل کو یہ نوک جھونک ناگوار ہوئی۔ جابجا اپنے فرزند کی شادی مین بوتر پولئے بنوائے تھے وہ نچوا ڈالے۔ بادشاہ نے اس حرکت سے برہم ہوکر سرخ بانات کے تہ پولئے اسیوقت منڈھوا دیئے۔ برج۔ بنگلے۔ تر پولئے بنوا کے ٹھاٹھر دونِ مین پاس پاس گلاس نصب ہوے در دولت سے گئوگھاٹ تک آتشبازی اسِ نئے انداز کی گاڑی۔ کشتیون پر خلق خدا دریا مین کھڑی تماشا دیکھ رہی ہی۔ بیچ مین مینا بازار ہی۔ ہر شئے کا ڈھیر لگا ہی۔ نانبائی۔ حلوائی۔ خوانچے والے موجود۔ تنبولیون کی دوکانون پر بسیئ پان۔ بھنگرنین ماہ پارہ نکھری ہوئی۔ حقے دلکش دھواندھار۔ جابجا محفل رقص وسرود۔ ٹپا ٹھمری اوڑ رہا ہی۔ بھانڈ نقلین کر رہے ہین۔ لونگ۔ چڑے۔ کباب۔ شیرمال۔ تافتان گلی گلی لیلو۔ پھولون کے زیور۔ بیلے چنبیلی کے ہار۔ فرنی کے خوانچے۔ آدمیون کی ریل پیل۔ برات کی دہوم دہام سے میلا لگا ہوا ہی۔ فینس میانی چوپہلے مین زنانی سواریان آتی جاتی ہین۔ بگھی سیج گاڑی۔ ڈولیان بیشمار موجود ہین۔ مخلوق کی ہیدی پڑی ہوئی ہی۔ کھوے سے کھوا چھلتا ہی۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمگھٹے ہین۔ آدمی پر آدمی ڈٹا ڈٹے ہین۔ چھتین ہلتی ہین۔ کڑیان پھٹی پڑتی ہین۔ رنڈیان تماشا دیکھ رہی ہین۔ دن عید۔ رات شب برات ہی۔

سانچق کا سامان ہو رہا ہی۔ دس دس کوس تک مزدور کا نام نہین ملتا سانچق سے چھٹی پائی مہندی کی باری آئی۔ مزدورون نے بتاشا چرا کر ملا۔ پینڈیان جھولے مین بھرلین۔ مہینون کھانے کا سامان جمع کر لیا ہی۔

اب برات کی رات ہی دولہا کے مکان در دولت سے تین کوس کے فاصلہ پر گئوگھاٹ ہی۔ آدمیون کی کثرت ہی۔ سانس لینے کی جگہہ نہین۔ ملازمین اور مہتم سبکو دوہرے خلعت دوہرے انعام ہوے۔ مانجھے کے زرد جوڑے اور برات کے سرخ بٹے۔ شام سے چلنے کی تیاریان ہو رہی ہین۔ امیر امرا کی سواریان کوسون

تک کھڑی ہین - صبح کے تڑکے شہنائیون مین للت الیا لپک رہی ہے - اتنے مین
جلوس نکلا - ترک چلا - بڑے بڑے کنچل ہاتھیون پر نوبت نشان - ماہی مراتب -
زنبورک والے - سانڈنی سوار قرینے بقرینے جا رہے ہین - سوار پیدل دل کے
دل - انگریزی ہندوستانی - فوج قطار در قطار - اختری پلٹن - بانکا ترچھا رسالا -
تلنگون کی سنگینین جگر خراش - آگے آگے انگریزی باجے بجتے ہوئے - صوبہ دار -
جمعدار - حولدار بڑے بڑے عہدہ دار کارچوبی کرتیان سنہری لیس ٹکی ہوئی -
توسدان پر جمائے ہوئے قاعدے سے قدم اُٹھاتے ہین - سپاہ کے افسر دیانت الدولہ
ہمراہ ہین ترک سوارون کے ٹھاٹ جنگی لاٹ سے کم نہین - جھنڈیون کے پھریرے
کھلے گھوڑے تیز و آہستہ آہستہ قدم قدم ٹولیان جماتے ہین - نسیم سحر سے باگین
ملی ہین - گھوڑون پر سوار کا جوبن ہے - غضب کی جھل بل - ستم کا ہنہنانا - ہندوستانی
پلٹنین سب اشراف چیدہ کوٹ گڑھی فتح کئے ہوئے - عربی باجے بجتے ہوئے سب
ہتھ چھٹ جوان - سانڈنی سوار - برچھے والے - نقیب چوبدار - عصا بردار -
ہاتھیون پر ارکان دولت ایک طرف عزیزا قربا سب لباس زرین پہنے ہوئے -
غٹ کے غٹ غول کے غول ہتھنیان - سیکڑون جھول نقرئی ہودج - طلائی عماریون
یاقوت الماس زمرد کی گلکاری - ایک ہاتھی پر قبلۂ عالم نوشہ کو گود مین لئے ہوئے
توڑے کے توڑے لٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم قدم سواری دلہن کے گھر پہنچی -
نقارے کی صدا بلند ہوئی - زنانی فوج کی باری آئی تلنگنون کی پلٹنین - حبشنون کی
کمپنی کندھون پر بندوقین دریائے آہن مین غرق - سنگینین شفاف توسدان کے
بوجھ سے کمر خم - ترک سوارنیان قواعددان - حبشنین - ترکنین - برچھی والیان -
روشن چوکی والیان - کمسن کہاریان بھاری پوشاکین پہنے ہوئے - جڑاؤ گہنے
اطلس اور گلبدن کے لہنگے - پرزر کا شانی مخمل کی کرتیان - ماتھے پر سنہری مچھلیان

سکھپال اُٹھائے ہوئے۔ کچھ خالی جلوس ادہر ادہر چنڈول انمول پالکی نالکی بچکلے جواہر نگار جسمین مخدرات بادشاہ کی سواریان امیرزادیان۔ ہمراہ خواجہ نواب ناظر بندو بست مین۔ اس شان وشوکت سے بادشاہ محل مین پہنچا۔ مبارک سلامت کی آواز گلے اور ساز سے آتی تھی۔ آرسی مصحف اور ٹونٹون سے فراغت پائی تو بات کی نوبت آئی۔ ہر رسم پر نیگ ملتا تھا۔ ڈومنیون نے جب بانو ہنی گائی سب کے دل اُمنڈ آئے ہمجولیان دلہن کے گلے ملکر رونے لگین۔ دولہا نے سہرا چہرہ سے سرکا دولہن کو گود مین اُٹھایا۔ سکھپال مین سوار کیا۔ دولتخواہون نے سکھپال پر سونے اور چاندی کے پھول نثار کیئے اشرفیون کے ڈھیر لٹا دیئے۔ جب دولہن کو بیاہ کے گھر پر آئے بہنون نے لڑجھگڑکر نیگ لیا۔ بکرا ذبح ہوا انگوٹھے مین لہو لگایا گیا۔ بہت سے غریب غربا دولتمند ہوگئے۔ اسی طرح رات دن جشن رہتے تھے عیش وعشرت مین بسر ہوتی تھی کسی کو کھانے پینے کی فکر نہ تھی۔ اب نہ وہ شہر ہے نہ وہ لوگ ہین ہر شخص اپنی اپنی مصیبت مین مبتلا ہے کہنے مین چار دن کی بات ہے لیکن سہ

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی

دل وجان سے فدائے ادا ہوے ہم نہ وفا کے لئے نہ جفا کے لئے
کوئی پوچھے بتون سے یہ دیکے قسم کہ یہ کیسے ستم ہین خدا کے لئے
غم عشق مین کسکے یہ روپ گھٹا تجھے کیا ہوا اے مرے ماہ لقا
ارے آئینہ لیکے تو دیکھ ذرا یہی حسن تھا رخ کی صفا کے لئے
یہ نگارش نقش برآب ہی کیا یہ نمایش سر بہ حباب ہی کیا
یہ تصور موج سراب ہی کیا یہ نمود ہے کیسی بقا کے لئے

میر ولایت علی فردوس

شراب الصالحین

از نادر علی خان صاحب نادر کاکوروی

پہلا جام

صریر کلک شاعر سے دم تحریر ہی پیدا — فنا کا اک نشاط انگیز نغمہ اور وجدانی
یہ نغمے خامشی سے اُٹھکے ہر گوشہ سے دنیا کے — غذا ہیں روح جنتے ہیں پئے تفریح انسانی

یہ دنیا روح کا ہے اک چہ خانہ کہ ظاہر مین — ٹپکتا ہی رگ ہر شاخ سے یان شیر پستان کا
مگر جب شاخ گل کو غور سے دیکھا تو آہ اُسمین — چھلکتا تھا لبالب جام خون بیگناہان کا

غلط کہتے ہین کہنے والے جو اکثر یہ کہتے ہین — کہ رہتا ہی تعلق روح کو دنیائے فانی سے
یہ فکر دنکی - غمون کی - حادثونکی اور عوارضکی — ارے یہ زندگی - موت اچھی ایسی زندگانی سے

اگرچہ جیل مین ہین ہر طرح بیفکریان حاصل — پھر اوس پر لطف یکرنگی پہننے اور کھانے مین
رہا ہو کر کسی قیدی کو یہ کہتے نہین پایا — کہ کٹتی کس مزے سے تھی ہماری جیلخانے مین

یہین کی ساری یہ دلچسپیان ہین بعد ازان روحین — علایق کو نہ روتی ہین نہ یاد احباب کرتے ہین
مگر طوفان سے بچکر تیر کر بحر حوادث کو — کھڑے ساحل پہ سیر کشتی غرقاب کرتے ہین

خزان مین پتیان سوکھی ہوئی صحن گلستانکی — بگولون مین ہوا کے اڑتی ہین اور پھر پھراتی ہین
یہ روحین ہین کہ گویا چھوٹ کر قید حوادث سی — خوشی مین کھیلتی ہین ناچتی ہین اور گاتی ہین

ندائین آرہی ہین صاف شورستان ہستی سے — کہ او سرمست غفلت او مئے دولت کے متوالے
یہ دنیا منزل راحت نہین ہی قعر دوزخ ہی — اُٹھ او فانی نکل دوزخ سے اور جنت کا رستہ لے

رہیگا تابکے آلودہ دنیا کی کثافت سے — ضروری روح کا ہی تیری اکدن خاک ہو جانا
یہ تیرا جسم خاکی خاک کا پتلا ہی اور اک دن — نتیجہ لازمی اسکا یہی ہی خاک ہو جانا

بہت ہشیاریون اور کاوشون کی بسر تو نے — بس اب دنیا و ما فیہا سے غافل بیخبر ہو جا
چھلکتا ہی مئے احمر کا شیشہ دست ساقی مین — ارے اک گھونٹ پی جا اور ہمیشہ کیلئے سو جا

ہمالیہ

کا

ایک باب

ازافکار تازہ حضرت شررعلوی کاکوروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو جائے مری پیاری طبع موزون　　منظوم ہو کوئی تازہ مضمون
مدد سے ہو شمع فکر کی گل　　روشن اُسے پھر کرے تخیل
ظلمت جتنی ہو دور ہو جائے　　پھر بزم خیال طور ہو جائے
خاکستر دل مین ہو جو اخگر　　بن جائے بھڑک کے مہر انور
آجائے نظر عروس مضمون　　مشاطہ ہو اُسکی طبع موزون
کاغذ پہ لگاؤن آج اک باغ　　لگجائے ارم کو رشک کا داغ
پھول اسمین عجیب رنگ کے ہون　　کچھ ہند کے کچھ فرنگ کے ہون
ہون نظم مین مغربی خیالات　　تنہا نہ ہون مشرقی خیالات
اُردو ہی یہ اُردوئے معلے　　انسان ہو اسمین ہر طرح کا
انگریز ہو چین ہو کہ ہندی　　بولین سب اپنی اپنی بولی
وسعت اردو کی ہو نہ محدود　　ہر ایک ہو رنگ اسمین موجود
مغرب کا خیال جو جہان ہو　　مشرق کے لباس مین عیان ہو
پھیکا نہین رنگ دلکو مرغوب　　بالکل ہو جو سادگی نہین خوب
ہان سرخ کی جگہ ہو گلابی　　نیلا نہ ہو رنگ بلکہ آبی
بدلے تھوڑا سا رنگ ترقیم　　تحریر کی طرز مین ہو ترمیم

یہ کلک کہانی چال کے ہین　　انگریزی قلم یہ حال کے ہین
شمشیر قلم ہو صرف تحریر　　تحریر حسین کی ہو تصویر
مضمون دکھائے اپنی شوخی　　لوہے کے قلم سے نکلے بجلی
کھینچو نہین وہ نقش رنگ ارژنگ　　مانی بھی ہو جسکو دیکھکر دنگ
اے ذہن رسا مری مدد کر　　دشوار ہے راہ تو ہو رہبر
مضمون یہ سب تمام ہو جائے　　قرطاس کی صبح شام ہو جائے
اے اشہب خامۂ تیز رفتار　　منظور ہے آج سیر کہسار
ہان جلد زمین سے ہوا ہو　　کوسون ترے پیچھے صبا ہو
ہے کوہ "ہمالیہ" یہ منزل　　پُر پیچ ہے اُسکی راہ مشکل
ہو جائے کہین نہ دل پریشان　　راہین اسکی ہین لف پیچان
قائم رہے پائے ہمت　　راحت ہوتی ہے مزد محنت
دشوار گزار گو ہین راہین　　پہنچین منزل پہ ہم جو چاہین
اونچی چوٹی پہ فکر جائے　　مضمون بہ چوٹی کا ہاتھ آئے
ہو پیک نگاہ گرم رفتار　　ہین خضر طریق سبزہ اشجار
گھر آئین اگر سیاہ بادل　　بجلی سے کہے دکھائے مشعل

ہی کوہ ہمالیہ یہ مشہور قدرت کے حسن سی ہی معمور
کہتی ہی یہ ایورسٹ چوٹی ای پیر فلک مزاج عالی
سب اسکے شجر حجر ہین نیرنگ ہوتی ہی عقل دیکھکر دنگ
ہر سنگ ہی رہنمای عرفان حق بین ہو اگر نگاہ انسان
بوٹہ بوٹہ ہی ندرت آمیز پتہ پتہ ہی حیرت انگیز
قدرت کی ہی ساری دستکاری بینیم بہ نگاہ ہوشیاری
کوئی نہین جیزا اسکی ہیکار بے علم کے جاننا ہی دشوار
چاندی کے کہین طلا کے معدن یاقوت کہین ہین لعل روشن
ہوتا ہی کہین بلور پیدا عالم مین ہی جسکا نور پھیلا
ہی پاس ہی کارخانہ مشہور دیکھو نہین رڑکی کچھ دور
ہی قابل دید اسکی صنعت صنعت ہی کہ ہند کی ہی دولت
صنعت سے غریب ہند کی آس ہو جائیگا اس سے دور افلاس
حیرت انگیز کارخانہ ششدر ہی سب اک زمانہ
بھٹی یورپ کے طرز کی ہی اندر سے آہین گیس دی ہی
ہی موم ہمالیہ کا پتھر پانی ہی گیس سے پگھل کر
حاصل ہو جو عقل کو رسائی دیکھے ہر کام کی صفائی
دیسی صناع سب ہین ہشیار کرتے ہین ظروف خوب تیار
بنتے ہین کام ہر طرح کے ملتے ہین نمایشون مین تمغے
اچھی ہی حصول زر کی ترکیب دیتے ہین اہل ملک ترغیب
یہ اچھی طرح سمجھ لین بے زر صنعت ہی بنائیگی تونگر

اس کوہ مین اسطرح کے اشیا ہوتی ہین بیشمار پیدا
اس کوہ کا شاندار منظر غالب کرتا ہی رعب دلپر
ظاہر ہی یہ شان کبریائی دیکھے اسے منکر خدائی
دلکش ہر ایک سبزہ ہی ہر حصہ کوہ اک پری ہی
بیلین ہین کہین طرح طرح کی نزہت انگیز جنکی سبزی
ہر بیل مین پھول تازہ خوشرنگ تفریح نگاہ و زینت سنگ
پتھر کو چھپای بیل ہر سو سہرہ ڈالے ہی منہ پہ گلرو
آتے ہین نظر سفید بادل ہین بادلہ سبز گھاس مخمل
تازہ تازہ سبک ہوائین چڑیونکی عجب عجب صدائین
ہی طایر خوشنوا کی آواز یا دھیمے سرون مین بجتا ہی ساز
چڑیونکے ہین خوشنما پر و بال کالے ہین سفید سبز ہین لال
نیچے آتے ہین تو گرفتار کوسون لیجاتے ہین خریدار
ہین ایسی بلند بعض چوٹی جنپر ہی ہمیشہ برف رہتی
پڑتی ہی جو تیز دھوپ اسپر ہوتا ہی عجیب روپ اسپر
چاندی ہی برف کی سفیدی ہی دھوپ سے رنگ گنگا جمنی
گنگا جمنا ہین انسے جاری ہی جنکی سفینہ آبیاری
دہقان کی جان آب گنگا معبود کی شان آب گنگا
ہین کوہ مین مذہبی مقامات ہندو ہین قائل کرامات
مشہور ہی بدری نراین ہوتا ہی گزر یونہین درشن
ہی دیو پراگ خوب معمور یہ بھی تیرتھ ہی ایک مشہور

۱؎ در دامن کوہ قریب درہ

آتے جاتے ہین جاترئی روز — اک بھیڑ سی رہتی ہے لگی روز
آتے ہین یہ سب اُٹھا کے زحمت — ہوتی ہی انھین دلی عقیدت
دلمین ہوتا ہی مذہبی جوش — کرتے ہین تکان کو فراموش
یہ کوہ رشی مُنی کا مسکن — اسکا دامن ہی پاکدامن
پھولونسے بھرا ہی اُن کوہ — جنت کی فضا ہی دامن کوہ
ہین جلوہ فروش شاہد گل — قربان ہزار جانسے بلبل
اکوسون پھولا ہوا بنفشہ — گلزار جنان ہر ایک تختہ
ہین بعض درخت ایسے گل پوش — جنکی خوشبو ہی دشمن ہوش
جاتے ہین قریب جب پہاڑی — کھا لیتے ہین ترش چیز کوئی
اسکو جو نہ کھائین جانے پائین — تا حشر نہ ہوش مین کبھی آئین
شہرت ہی مشک کے ہرن کی — سرحد ہی ملی ہوئی ختن کی
وحشی ہین عجب غزال صحرا — ہین شوخ غضب غزال صحرا
چھپ جاتے ہین یہ دکھا کے آنکھین — کرتے ہین جدا ملا کے آنکھین
انکی آنکھونپہ اپنا ہی صاد — آتی ہی خاص آنکھونکی یاد
بن کی ہر چیز بے بدل ہی — مشہور جہانمین عسل ہی

صدہا وحشی ہین انمین مستور — ہاتھی ہین شیر ریچھ لنگور
شہرہ ہی خوب کجلی بن کا — ہوتا ہی ہاتھیونکا کھیدا
اس کوہ مین بعض ایسے ہین غار — رہتے ہین جو دمین تیرہ و تار
قسمین اشجار کی ہین صدہا — آسان نہین شمار جنکا
دو سال وہ دیودار شیشم — گایک جنکا ہی ایک عالم
جنگل مین ہی انتظام سرکار[1] — غیرونکی مداخلت ہی دشوار
ہر رینج مین ایک رینجر[2] ہی — پتے پتے سے باخبر ہی
مامور محافظان صحرا — رہتا ہی شجر شجر پہ پہرا
انسان و وحوش و مار و اژدر — بہمین چلتے ہین انسے بچکر
کیا تاب بشر درخت کاٹے — جب سانپ بھی ڈر کے اسے بچ جاتے
ایسا ہی یہ رعب و داب سرکار — جنگل پہ بھی اُٹھ سکے نہ ہتیار
بیسچ ہی جو قاطع شجر ہی — جنگل اُسکے لئے سقر ہی
ملتی ہی شکار کی اجازت — لیکن تخصیص سے بدقت
ہین حکم سے بعض بند جنگل — جنمین ہی وحشیونکا منگل
آزاد ہین جان کی امان ہی — حکم سرکار حرز جان ہی

باقی آیندہ — از دیرہ دون

عاشق یار جان جان ہے دل — اپنا مشفق ہی مہربان ہی دل
ہی خوشی مین حباب سے ہلکا — رنج مین کوہ سے گران ہی دل

چشم بیناءے صنم تنہا تمہین کیا دیکھتی — اسطرح دیدار دکھلاتے کہ دنیا دیکھتی

فردوس

[1] انتظامی حصۂ جنگل ۔ [2] منتظم حصۂ جنگل جو فارسٹ کالج کا امتحان پاس کرکے مقرر ہوتا ہی۔

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

"عورتون کے بارہ مین ہم کیا کہین گے - انکی تو حالت یہ ہی کہ اگلے زمانہ مین تو وہ گھرون مین تنہا رہا کرتی تھین اور اب انکی ایک جم غفیر کارخانون مین رہتی ہی - جبوقت سے کہ دخانی کلین تجارتی دنیا مین نمایان ہوئی ہین چرخے اور تکلے ٹوٹ گئے اور بننے بیننے والیان اپنے قدیم راز قہ سے محروم ہوکر چمنیون[۱] کے سایہ مین پناہ گزین ہوگئین مائون نے چولھا اور گہوارہ چھوڑدیا - جوان لڑکیون نے اپنے کمزور ہاتھ کارخانون مین لگادیئے - گاؤن کے گاؤن سنسان اور ویران ہوگئے - اینٹون کی بڑی بڑی عمارتین صبح سے شام تک عورتون سے پُر رہتی ہین" ژول سیمان

عورتون کی سوشل منزلت پر اگر کوئی شخص نظر عمیق ڈالے تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ جبتک علم الاقوام (سوشیالوجی) اور علم الحیات (بیالوجی) سے کافی مدد نہ لیجائے یہ مسئلہ صحیح طور پر طے نہین پاسکتا - اسلیئے ہمنے انھین دونون علوم سے مدد لیکر ذیل کا

---

[۱] چمنی کی جمع ہی - لمپ کی چمنی کو تو ہر شخص پہچان گیا ہی مگر یہ چمنی ابھی ملک مین اتنی عام نہین ہوئی جو اسکا صحیح اور ایک ہی مفہوم اوسے لفظ کے ساتھہی ہر شخص کے دماغ مین سما جاے - یہ وہ چمنی ہے جو بڑے بڑے دخانی انجن سے چلنے والے کارخانون مین ایک عالیشان ستون کی شکل مین نظر آتی ہی - اسٹیم بنانے والے ظرف (بوائلر) مین دھوان باہر نکالنے کیلیئے ایک راستہ بنایا جاتا ہی - لیکن اگر دھوان بوائلر سے براہ راست نکالدیا جاوے تو یقینی طور پر یہ نہایت تکلیف دہ اور مضر ثابت ہوگا - اول تو تمام مکان یا قرب جوار کی عمارتون کے سیاہ ہوجانیکا اندیشہ ہی

مضمون لکھا ہی - بعض مقامات پر جانورون کے نام ہکو محض انگریزی مین لکھنا پڑے ہین (جنکی نوعیت کی تفصیل کردیگئی ہی) مگر ظاہر ہی کہ ایسا کرنے پر ہم مجبور ہین کیونکہ اردو زبان مین اصناف حیوانات کے کوئی قاموس موجود نہین -

ہمارے تجارب جہانتک ہماری رہبری کرتے اور جو کچھ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہین اس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہین کہ تمام مخلوقات پر خواہ وہ کسی قسم اور درجہ کے ہون ان کے ماحول اور گرد و پیش کی بعض خصوصیات اور لوازمات کا اثر پڑنا لابدی اور ضروری ہی - اور یہ احتیاج ایسی ہی کہ اگر وہ لوازمات اور خصوصیات معدوم ہو جائین تو اس سے نفس شے کا بھی عدم واجب ہو جاتا ہی - بعض حالتین ایسی ہوتی ہین کہ جہان سب لوازمات بتمامہا موجود نہین ہوتے بلکہ ان کا کوئی حصہ پایا جاتا ہی - وہان گو مخلوقات فنا نہین ہو جاتے لیکن وہ نہایت درجہ صعوبت اور تکلیف کی حالت مین رہتے ہین - مثلاً - آکسیجن[۵۳] جو نباتات اور حیوانات کی بقا کا ایک ضروری عنصر ہی جب معدوم ہو جاتا ہی تو یہ نباتات و حیوانات بھی برباد ہو جاتے ہین - اور اگر یہی آکسیجن موجود ہو اور ناکافی مقدار مین موجود ہو تو ہمارے آلات تنفس کو سانس لینے مین سخت تکلیف ہوتی ہی

(بقیہ نوٹ ۵۱) دوسرے کثیر مقدار مین دہوان باہر نکلے گا تو کارخانہ کے نوکرون اور راہ چلتون کا دم گھٹنے لگیگا اسلئے ان نقصانات کو رفع کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہی کہ بوائلر کو ہوان نکالنے والے راستہ کو نالی کے ذریعے سے ایک کشادہ مقام تک پہنچاتے اور اسی جگہہ پر ایک عالیشان ستون بنادیتے ہین تاکہ دہوان اس مین سے ہو کر نکلے تو قرب و جوار کے مکانات کی بلندی سے اونچا ہو کر ہوا مین ملجاوے -

۵۲ (وومینس شیران پریمیٹو کلچر از پروفیسر ماسس صفحہ ۵) (Women's share in primitive culture

۵۳ ہوا کے ایک عنصر کا نام ہے -

اس قانون تطابق کی شہادتین جو حیوانات اور ان کے ماحول مین قائم ہین علم الحیات اور علم الاقوام مین اس کثرت سے ملتی ہین کہ یہ مسئلہ وہان بالکل ہی صاف ہو جاتا ہی۔

ہان جب ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ افراد اور سوسائیٹی کی بقا اور رضامندی کو ایک دوسرے کے لئے سنگ راہ نہ ہونا چاہیئے تو یہ مسئلہ کسی قدر پیچیدہ ہو جاتا ہی۔ یعنی افراد کو ایسے ماحول اور اسکے لوازمات مین ہونا چاہیئے جو سوسائیٹی کے لئے موزون ہون کہ اس تناسب سے ہماری معاشرت کو عام فائدہ پہونچے۔ جب ہم معاشرت انسانی پر نظر ڈالتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ توافق یہان کمیاب ہی نہین ہی بلکہ اکثر حالات مین بالکل ہی مفقود ہی۔ اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ انسان فطرتاً خودستائی کا بندہ ہی اسلئے ادسکو اپنی خودستائی کے سامنے قوم کی عام بہبود کا خیال کم گذرتا ہی۔ یہ کشمکش اور بعض ضروریات (خواہ وہ فطرتی ہون خواہ اُسکے ہمجنسون کے افعال کا نتیجہ) جو اسکو کسی فعل کے کرنے پر مجبور کرتی ہین بعض حالتون مین اس اصول توافق کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کردیتی ہین۔

اب سائینس کا کام یہ ہی کہ ان لوازمات و خصوصیات ماحول کا سراغ لگا کر یہ امر دریافت کرے کہ وہ منزلت کیا ہی جو بنی نوع انسان کو ارتقار تمدن مین اختیار کرنا چاہیئے۔ گو یہ لوازمات بعض حوائج زندگی کی وجہ سے بعض اوقات ضایع ہو جاتے ہین مگر انھین کا سراغ لگانا سائنس کا مقصد اعلی ہی۔

وہ تمام عملی علوم جنکا نتیجہ مفید اور عملی ہی مثلاً طب۔ معلمی (پیداگوجی) علم النفس بالقوی (سائیکالوجی) زندگی اور مسرت کے لوازمات کی طبعی معاشرتی و تشریحی حیثیت سے جستجو مین مصروف ہین اور انھون نے ایسے قواعد دریافت کئے ہین جو تجربہ اور مشاہدہ کے بعد بالکل صحیح ثابت ہوے ہین۔ انھین اصول کی مطاوعت تمدن کی رفتار کو آگے بڑھاتی ہی۔

اب ہم جب اس اصول کو پیش نظر رکھکے عورت کی بقا کے لوازمات پر نظر ڈالتے ہین جنکا بیان کرنا اس مضمون مین مدنظر ہی تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ اس کا کام جد و جہد حیات مین بہت کم ہی - اسوجہ سے ہم عورت کو معدومۃ الاجتہاد کا لقب دینا موزون سمجھتے ہین - یعنی جسطرح یہ قانون فطرت ہی کہ مردون کو محنت کرنا اور تنازع للبقا مین حصہ لینا چاہیئے اسی طرح یہ بھی قانون قدرت ہی کہ عورت کو مردونکی موجودگی کی حالت مین نہ تو اپنی گذراوقات کے لئے محنت کرنا اور نہ جد و جہد زندگی مین کوئی حصہ لینا چاہیئے - اب ہم اس مسئلہ کی تفصیل علم الحیات اور علم الاقوام کے دلائل سے کرتے ہین -

علم الحیات ہمکو صاف صاف بتاتا ہی کہ کسی نوع کی جسمانی نشو و نما اور ترقی اسکے اصناف کے باہم تقسیم عمل پر منحصر ہی اور جسقدر یہ تقسیم عمل صحیح ہوگی اُسی نسبت سے مدت حیات مین کمی و زیادتی ہوگی - مثلاً جب مادہ اپنی زندگی کی ضروریات مین نر سے مدد نہ لیگی تو اس صورت مین یہ لازمی امر ہی کہ مادہ اپنے اس زمانہ کو جو وہ انڈے سینے یا بچہ دینے مین گذارتی ہی نہایت عجلت کیساتھ گذاریگی - کیونکہ اسوقت اُسکے سر بہت سے جنجال پڑجائینگے - انڈون اور بچون کی حفاظت - سینے کا کام خود اپنی حفاظت اور غذا کا مہیا کرنا - یہ ایسے امور ہین جنکو برداشت کرکے اس کا زیادہ دنون زندہ رہنا غیر ممکن ہی - جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ نوع کی بقا محال ہو جاتی ہی اور اس قسم کے جانور کم زندہ رہتے ہین -

یہی وجہ ہی کہ ادنیٰ درجہ کی مخلوقات جنمین تقسیم عمل کا اصول نہین جاری ہی اور اُن کے اصناف ایک دوسرے کی مدد نہین کرتے بہت کم عمر کے ہوتے ہین کیونکہ وہ حیوانات جو جلد پیدا ہوتے - جلد بڑھتے اور جلد فنا ہو جاتے ہین اپنی نسل تو معقول تعداد مین چھوڑ جاتے ہین لیکن کس حالت مین ؟ بالکل صغرسنی کی حالت جبکہ اُنہین اپنی حفاظت

کرنے کی قابلیت بھی نہین ہوتی - اسکی مثال وہ تتلیان ہین جو صرف ایک ہی مہینہ زندہ رہتی ہین - انھین تتلیون کی ایک قسم ہی جسکو شائڈی[۱] (Pahydea) کہتے ہین - وہ صرف چند گھنٹہ زندہ رہتی ہی - اسی مدت مین وہ پیدا ہوتی ہی. تولید کا کام انجام دیتی ہی اور مرجاتی ہی - ایفیمیرل (Ephemeral) کوڑے کیون ایفیمیرل[۲] کہلاتے ہین صرف اسلیئے کہ وہ چوبیس گھنٹون مین اپنی زندگی و موت کے کام انجام دیتے ہین - بعض حالتون مین انکی جنینی زندگی ولادت سے پیشتر ایک عرصہ تک قائم رہتی ہی مثلاً کاک چیفر (Cockchafer) چار مہینہ تک حالت جنینی مین رہتا ہی - اسوقت ہم بہت زیادہ مثالین نہین دینا چاہتے اگر زیادہ مثالون کی ضرورت ہو تو (انسیکٹ) کوڑون کے متعلق جو کتابین ہین اونکا مطالعہ کرنا چاہیئے - یہان پر ہم اس اصول کی تکرار کرتے ہین کہ چونکہ نر و مادہ مین تقسیم عمل کا اصول جاری نہین - اس لئے ان کیڑون کی عمر طبعی بہت ہی مختصر ہوتی ہی -

اس موقعہ پر ایک ضروری اعتراض کا رفع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ چیونٹی اور شہد کی مکھی کی مادہ کی عمر زیادہ ہوتی ہی حالانکہ وہان اصناف مین یہ تقسیم عمل جاری نہین ہی - اس کا جواب یہ ہی کہ چیونٹی اور مماکھی مین ایک صنف ہوتی ہی جو نر و مادہ کی تصنیف سے بالکل علحدہ ہی - اس کا کام صرف اپنی نوع کی مدد کرنا ہوتا ہی اور اُسے اصطلاح مین کارکن کہتے ہین - یہی اصل وجہ ہی کہ ان کی مادہ کی عمر بڑی ہوتی ہی -

ہمارے اس بیان کے بعد بھی اگر مندرجۂ بالا اصول کی واقعیت مین شبہہ ہو تو ہم اب نر کے متعلق مثالین دیتے ہین کہ انھین بھی اس اصول کے نہ پائے جانے کی وجہ سے خود نر کی عمر بہت مختصر ہوجاتی ہی - شہد کی مکھیون مین

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برطانیہ جلد چہارم صفحہ ۵۹۲ [۲] ایک دن والے

ایک قسم ہی جو دوسری مکھیون کی محنت پر اپنی زندگی گذارتی ہی اور اُسی اشٹریٹ ڈیپٹیرا (Strepsiptera) کہتے ہین - اس کا نر صرف چند گھنٹے زندہ رہتا ہی اور اسکی مادہ آٹھ دن تک - نر تو صرف مناکحت کا فرض ادا کرکے فنا ہو جاتا ہی - کیونکہ بقاے نوع کے واسطے اب اسکی ضرورت نہین رہتی - ہان مادہ کو بچے دینا اور ایک خاص عمر تک اُنکی حفاظت کرنا ہوتی ہی - اس وجہ سے اُسکی زندگی نر کے مقابلہ مین چوبیس گونہ زیادہ ہوتی ہی - اگر نر کے ذمہ کچھ فرایض نوعی باقی رہتے تو یہ یقینی امر ہی کہ انتخاب طبعی کے اصول پر نر بھی مادہ کی عمر پاتا -

مذکورہ بالا مثالون سے ادنےٰ درجہ کے حیوانات مین تو اس اصول کا جاری ہونا ظاہر ہو گیا کہ تقسیم عمل کے تناسب کے لحاظ سے مدت عمر مین کمی و زیادتی ہوتی ہی - یہی اصول اعلیٰ درجہ کے حیوانات مین بھی جاری ہی مگر چند در چند پیچیدہ اور غیر محدود امور کی وجہ سے جنکا اثر اس قسم کے حیوانات پر پڑتا ہی یہ اصول اسقدر قابل تحلیل و تجزی نہین ہو سکتا جیسا کہ پہلی صورت مین -

طیور مین ہم مناکحت کا نظم پاتے ہین جو تقسیم عمل اور اصناف کے باہمی ربط و امتزاج کی نہایت درجہ مکمل صورت ہی - چڑیون کا ایک جوڑا اپنی عمر کا بڑا حصہ اور بعض اوقات تمام عمر ایک ساتھ گذارتا ہی - جس زمانہ مین مادہ انڈے دینے اور سینے مین مشغول ہوتی ہی اُسکا نر اُسکی حفاظت اور اسکے لئے چارہ مہیا کرنے مین اپنا وقت صرف کرتا ہی - گو اسمین شک نہین کہ اسکے علاوہ اور اوقات مین مادہ بھی نر کو چارہ کی تلاش مین مدد دیتی ہی مگر اس تنازع للبقا کی رہبری مین بڑا حصہ نر ہی کا ہوتا ہی اور یہ حالت ادنیٰ مخلوقات (جسمین تقسیم عمل ہی) سے لیکر اشرف المخلوقات تک جاری ہی -

عقاب نر و مادہ دونون ایک ساتھ شکار کرتے ہین مگر اسمین مادہ کی خدمت

بہت ہی معمولی ہوتی ہے۔ وہ صرف شکار کا سراغ لگاتی ہے اور نر اسکو شکار کرتا ہے
یہی تقسیم عمل ہے جسکی وجہ سے عقاب کی نسل کو ترقی ہے اور وہ دنیا کے ہر حصہ
مین کثرت سے پائے جاتے ہین حالانکہ ان کے مخالف اور دشمن ہزارون موجود ہین

دوسرے حیوانات مین جہان اصناف مین باہمی لطف اسقدر نہین ہے
ہمکو صاف نظر آتا ہے کہ نہایت سرعت کے ساتھ ان کی نسلون کا انقضا ہو رہا ہے
بگلے کو دیکھو کہ جب مادہ زیادہ عرصہ تک انڈے سییا کرتی ہے تو نر مادہ کو چھوڑ
بیٹھتا ہے۔ ایسی صورت مین مادہ کو خود اپنا چارہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ بعض ممالک مین بگلون کی نسل بالکل منقطع ہو گئی ہے اور جہان ہے وہان بھی کم ہے

طیور سے آگے بڑھو تو چوپایون مین بھی تقسیم عمل پوری طور پر پائی جاتی ہے۔
یہان بھی تنازع للبقا مین مادہ بہت کم حصہ لیتی ہے مثلاً لکڑ بگھا یا شیر اپنی مادہ
کے واسطے شکار کرتے ہین۔ اور شیر تو اپنی مردانگی اور بلند ہمتی کا یہ ثبوت
دیتا ہے کہ جب تک شیرنی شکار کو کھا نہین لیتی۔ وہ اسکو چھوتا بھی نہین۔ بندر
کی وہ قسم جو ایک یا زیادہ بندریان رکھتے ہین ان مین بھی سالار قافلہ نر
ہوتا ہے۔ اپنے خاندان کی حفاظت۔ راستہ مین رہبری کرنا اور
کوئی دشمن سامنے آجائے تو اُس سے مقابلہ کرنا۔ یہ ہین اس بیچارے کے کام جو بوجہ
سالار قافلہ ہونے کے اُسکے سر پڑتے ہین۔ ان امور مین بندریون سے اُسکو مدد نہین ملتی

عام چوپایون سے ترقی کرکے اب اگر انسان کے افق ادنی یعنی وحشی اقوام پر نظر
ڈالی جائے تو وہان بھی یہ اصول ہمکو ملتا ہے۔ تنازع للبقا کا سب سے مشکل کام یعنی جنگ
مردون کے حصہ مین پڑتی ہے۔ گو اس حالت مین عورت کو بھی سخت وشوار اور مشکل کام کرنا
پڑتے ہین۔ عورت ہی جھونپڑے بناتی ہے۔ عورت ہی کھیت جوتتی ہے۔ عورت ہی بار برداری
کی خدمت انجام دیتی ہے اور اُن قومون مین جو دریا کے کنارہ آباد ہین عورت ہی کشتیبان

احمقون کی جنّت

آج شام کو جبکہ آفتاب جہان تاب اپنا کام ختم کرنے کے قریب تھا ہماری قوت متخیلہ ہمکو ایک پہاڑی پر لے گئی۔ یہ پہاڑی بہت خوشنما تھی اور اسپر دور تک سبزے کا فرش زمردین بچھا ہوا تھا جسپر نیچرنے مختلف گل کاریان کی تھین۔ باد سبک عطر مین بسی ہوئی ساکنان کوہ پر گلاب پاشی کر رہی تھی۔ اس پہاڑی پر جانیکی راہ دشوار گزار نہ تھی۔ اسکی وسیع چوٹی پر دو عورتین مسکن گزین تھین۔ ایک کا نام ہر دلعزیز رائے اور دوسری کا بی خطا بیگم تھا۔ خطا کے تمام اعضا مین احول آنکھین انسان کو اسکی طرف سے بدگمان کرتی تھین۔ رائے کے سر کی جو ان مین سے دو ابلہ فریبی مین خاص طور پر طاق۔ یہ جسکی طرف پھر جاتے اپنی جنبش کے اثر سے انکو خود پسند بنا دیتے تھے۔ ان عورتون تک پہنچنے کے دو راستے تھے ایک سیدھا جاتا تھا دوسرا ذرا پھیر سے ایک خلقت خدا انکی طرف جا رہی تھی۔ مغرور خودرائے انسان بلا تامل بیر براہ راست غلطی تک پہنچتے تھے۔ اور بعض سیدھی سادی خلقت پہلے ہر دلعزیز رائے کے پاس پہنچکر اور وہان اپنی تعریفین سنکر خطا کے دام مین گرفتار ہو جاتی تھی۔ جب ہم اس چوٹی کے کشادہ تر حصہ مین پہنچے جہان ہر دل عزیز رائے متوطن تھی۔ ہمنے دیکھا کہ کچھ لوگ ہم سے پہلے وہان پہنچ چکے اور رائے مذکور کی جادو بیانی سے مسحور ہو رہے ہین۔ یہ پُرفن عورت اپنی تقریری سے سامعین کو اپنا گرویدہ بنا رہی ہی۔ یہ فصیح البیان ہی منھ سے پھول جھڑتے ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے ہزارہا زبانین عطا فرمائی ہین جن سے وہ بنی نوع انسان کو مسرور کر رہی ہی۔ وہ ہر ایک کو یقین دلاتی ہی کہ اسمین ایسی نیکیان ہین کہ بہشت اسکے لئے واجب ہی۔ ہم لوگ جب وہان سے چلے تو ہمارے تمام احمق الذہن رفیق خود پسندی کے نشہ مین چور اور اپنی فرضی خوبیون پر مغرور نظر آتے تھے ہر دلعزیز رائے

کا کہنا گویا آیت حدیث تھا - اُنکو یقین تھا کہ آسایش و دوام کی جنت مین اُنکے قیام کیلئے تمام کمرے نیمتی فرنیچر سے آراستہ ہین بس داخل ہونیکی کسر ہے - آگے چلکر ہم لوگ ایک سایہ دار مقام پر پہنچے اسکے ہر طرف سبز پتیون کی نزہت اور پھولون کی مہک نہایت فرحت انگیز تھی - طیور نواسنج کی خوش آوازیان - بادِ سبک کا عروس نو کی طرح آہستہ آہستہ چلنا - آفتاب کی الوداعی کرنون کا پتون کی آڑ سے کبھی کبھی نظر آجانا دل کے ساتھ وہ کرتا تھا جو کفر ایمان کے ساتھ - جہان بی خطا بیگم صاحب بعز و تمکین جلوہ افگن تھین وہان ایک عجب سمان نظر آتا تھا - لباس کی سفیدی سادگی اور چہرے کا بھولا پن تقدس ظاہر کرتا تھا اور اصل یہ ہو کہ یہ لباس فطرت نے مسٹر صواب مرزا کے لیئے تجویز کیا تھا - القصہ یہ احمقون کی جماعت مست صہباے خود پسندی و جرعۂ نوش خمخانۂ ہر دل عزیز راے جب ممکن رائے پہنچی تو اُسکی ہر ادا کو نظر محبت سے دیکھنے لگی - بیگم صاحبہ نے جب یہ دیکھا کہ یہ عقل کے دشمن دام فریب مین اسیر ہین تو انھون نے رسی کو اور بھی کس دیا اور جادو کی چھڑی کو ایسی جنبش دی کہ وہ تمام منظر اور زیادہ نظر فریب دکھائی دینے لگا - دفعتہً سامنے سے ہلکے فیروزئی بادل نظر پڑے - اُن کے ہٹجانے کے بعد ایک قصر عالیشان دکھائی دیا جسکے دروازے پر بخط جلی قصر خود پسندی تحریر تھا - ہم لوگ اُسکی طرف چلے - اس محل کی بنیاد مشکل سے بنیاد کہی جاسکتی تھی کیونکہ یہ جادو کے زور سے ہوا اور بادلون پر قائم تھا - جس راستے سے ہملوگ چڑھتے تھے وہ قوس قزح کی سی رنگ آمیزیون سے خوشنما نظر آتا تھا - اور جو بادِ سبک ہمارے گرد و پیش اٹکھیلیان کر رہی تھی اُس سے ہماری قوت شامہ محظوظ ہوتی تھی - اس محل کی دیوارون پر نمایشی ملمع کیا ہوا تھا اور سب سے نیچے کے ستون بہت نفیس اور نازک تھے - اس عمارت کا بالائی حصہ گول تھا اور یہ قصر بحالت مجموعی حباب دریا معلوم

ہوتا تھا - پھاٹک پر کوئی دربان نہ تھا مسافر بے دھڑک اندر داخل ہو جاتے تھے ہر شخص
اپنی قابلیت کو پروانہ راہ داری تصور کر کے بلا تامل آگے بڑھتا چلا جاتا تھا - اس
محل کے دیوان عام مین بہت سی خیالی صورتین نظر آتی تھین جو اپنی نوعیت کے
لحاظ سے مرتب تھین ہم لوگون نے زوال پزیر خاندانی عزت کو دیکھا کہ اپنے بزرگون
کے پرانے لباس کو پہنے ہوئے کھڑی تھی جسپر پدرم سلطان بود کا رنگ جھلکتا
تھا نمایش بھی موجود اور خلعت کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی - بانکپن بھی ایک طرف
اکڑتا ہوا نظر آیا - اس دیوان خانہ کے بالائی حصہ مین ایک تخت شاہی بچھا ہوا تھا جسکے
شامیانے کی خوشرنگی نگاہ کو خیرہ کرتی تھی - تخت کے قریب نخوت لباس طاؤسی
زیب تن کئے ہوے تھی اور اُسکے آگے ایک لڑکا خود پسند نامی تمکنت کے ساتھ
نظرین نیچی کئے ہوئے کھڑا تھا - جو اسلحہ اسکے پاس تھے وہ مقابل فریق سے مستعار
لئے گئے اور وہ تیر جو اُسکی کمان مین تھے حریف کی اڈیون کے پرون سے بنے ہوے
تھے - وہ مدبران ملکی کی پیچیدہ تقریرون کا جال اُنھین کے خلاف استعمال کرتا تھا -
اس تخت کے پایہ کے پاس تین مصنوعی خوبیان جلوہ افروز تھین - ایک
بی خوشامد بیگم جنکے ہاتھ مین روغنی رنگ کا برتن تھا دوسری بی بناوٹ خانم
جنکے پاس آئینہ تھا - تیسرے مسٹر فیشن جو لحظہ بلحظہ اپنا لباس تبدیل کرتے تھے
اور یہ سب نخوت کے مصاحب اور ہمدم تھے مگر ہر ایک کا پالیٹکس جدا تھا - خوشامد
مختلف نقش نگار دکھاتی - اور بناوٹ کی نئی نئی ادائین نظر فریب تھین فیشن
عیب پوشی مین مصروف اور غیر ملکون کی خارجی خوشنمایون کو جلوہ آرا کرتا تھا - ہم اپنے
مشاہدے پر غور کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً یہ آواز کان مین آئی - بنی نوع انسان
کی حالت قابل افسوس ہے - دیکھو ہم ہر دل عزیز رائے کے کہنے مین اکثر
خطا کے بس مین آجاتے ہین خود پسندی ہمین تیز کرتی ہے - نخوت کی تعلیم سے

بُرا سبق ملتا ہی اور انجام کار ذلیل اور مفلس ہو جاتے ہین - اس آواز کے ختم ہوتے ہی دیوار شق ہوئی اور ایک سنجیدہ بزرگوار نظر آئے جنھین خدام بارگاہ کشان کشان لئے آتے تھے - معلوم ہوا کہ وہ آواز انھین بزرگ کی تھی - اور وہ گرفتار ہوے اپنی صدا کے باعث - سڈیشن کا الزام انپر قائم تھا - یہ بزرگ چاہتے تھے کہ اپنی بریت کا کچھ ثبوت دین مگر کوئی نہین سنتا تھا - جب یہ لائے گئے تو غرور نے حقارت آمیز تبسم سے انکی طرف دیکھا - خوشامد نے باوجود اس یقین کے کہ یہ راست باز ضرور ہین اُن کی طرف سے آنکھین پھیر لین - ظاہر داری نے منھ چڑہایا اور کہا کہ یہ کوئی حاسد بڈہا ہی فیشن نے ارشاد کیا کہ یہ شخص نہایت بدوضع اور بدقطع ہی - المختصر یہ معقول زمانہ شناس راست گفتار بزرگ پا بدست دگرے دست بدست دگرے وہان سے نکالے گئے اور کمیٹی نے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا "اس کمیٹی کی یہ رائے ہی کہ یہ ناصح صاحب جو نامی اشخاص کو بُرا بھلا کہتے ہین جہان کہین ملین اسی طرح کی عزت و حرمت کے ساتھ نکالے جایا کرین اور انکی ایک بات بھی نہ سنی جائے" مذکورۂ بالا آواز مین جو تنبیہ اور نصیحت مضمر تھی اُس سے ہم بہت متاثر ہوے اور اس نصیحت کے آخری حصہ پر غور کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً باہر شور و غل ہونے لگا بربط نوازون کی آوازین گونجنے لگین حماقت اور بے اعتبائی اندر داخل ہوئی اُنکے پیچھے مصیبت - شرم - رسوائی - افلاس - مختصر یہ کہ تھوڑے عرصہ مین ڈراپ سین والا پردہ گرا وہ محل اور وہ تخت گاہ وہ تماشہ سب نظر سے غائب ہو گیا اور ہم وہین کھڑے ہوے نظر آئے جہان سے اُس پر فضا پہاڑی پر چڑھتے تھے - ناظرہ - از دیرہ دون

اے خدا مین تجھسے دعا کرتا ہون کہ تو میرے باطن کو خوبصورت بنادے - سقراط

اختلاف رائے ہی ایک ایسی خطا ہی جو ایک دوسرے مین قابل عفو نہین ہوتی - ایمرسن

فاطمہ علیا خانم

نوجوان ترکی جماعت کی کوششون کے اہم نتائج نہ صرف سیاسی حلقون مین
حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھے جا رہے ہین بلکہ عام مسلمانون کے سوشل خیالات اور آداب
معاشرت مین نوجوان ترکون کی مثالون نے تقریباً پچاس برس پیشتر سے ایک نئی ہل چل
ڈالدی ہی لیکن بہی خواہان ملک و ملت کے لئے یہ مسئلہ قابل غور ہی کہ جدید تعلیم و خیالات
آزادی کی بدولت فقط وہان کے مرد ہی اس لائق نہین ہوگئے ہین کہ وہ دنیا کی شائستہ
و مہذب قومون مین شمار ہوسکین بلکہ تعلیمیافتہ ترکی مستورات بھی ایسی نمایان ترقیان
کر رہی ہین جنکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کی تہذیب و شایستگی مین چار چاند لگ گئے۔
اگرچہ ہندوستان مین عورتون کو بہائم اور جمادات سے زیادہ وقعت نہین دیجاتی
خاصکر مسلمان خواتین کا یہان یہ حال ہی کہ وہ ابتک تعلیم و تہذیب مین ہندو اور پارسی
لیڈیون سے بھی کوسون دور ہین۔ لیکن موجب مسرت یہ بات ہی کہ ترکی مخدرات کی حالت
ایسی نہین اور وہ اپنی ہمسایہ ارمنی و یونانی عورتون سے اسقدر پیچھے نہین ہین بلکہ اکثر
اُن مین ایسی عالمہ و فاضلہ خواتین موجود ہین جو یورپ کی اعلی سے اعلی تعلیمیافتہ لیڈیز
کی ہمسری کا دعوی کر سکتی ہین۔ ایسی ممتاز خواتین کی ایک نمایان مثال فاطمہ علیا خانم ہی
جسکے مجمل حالات اس مختصر تمہید کے بعد ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔

ہزایکسیلنسی جودت پاشا ممبر جلسہ وزرا کی مشہور عالم صاحبزادی فاطمہ علیا خانم
اکتوبر ۱۸۶۹ء عیسوی مین بمقام قسطنطنیہ پیدا ہوئی۔ اور ایک امیر گھرانے کی چشم و چراغ
ہونے کی وجہ سے فرانسیسی آیاؤن اور دائیون کی نگرانی مین پرورش پاتی رہی۔
فاطمہ علیا نے بہت تھوڑے دنون مین بولنا اور باتین کرنا شروع کر دیا اور عجب ہی

کہ جو لفظ اُسکی زبان سے نکلتا وہ صحیح و فصیح ہوتا تھا اُسکی طبیعت مین غور و تجسس کا ملکہ پایا
جاتا تھا۔ اُسکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ بچپن کی باتین اسکو عرصہ تک یاد رہین جنکو
لڑکپن مین فاطمہ علیا خانم نے اپنی ایک بیاض مین قلمبند کر لیا تھا۔ ان یادداشتون
سے معلوم ہوتا ہی کہ جن و پری کی خلاف عقل اور جھوٹی کہانیان سننے مین اسکا جی نہین
بہلتا تھا بلکہ مختلف ملکون کے حالات اور روزمرہ کے واقعات کو وہ بڑے شوق سے
سنا کرتی تھی اور بچپن مین جب وہ ایک خچر پر بیٹھکے ہوا خوری کو نکلتی تھی تو اپنے ایک
اردلی سے بہت خوش تھی جو سواری مین فاطمہ خانم کو تھامے رہتا تھا اور کبھی کبھی اُسکو
جرأت آزمائی کے لیے چھوڑ بھی دیتا تھا اسوجہ سے کہ وہ سواری سیکھنے کی دُھن مین لگی
رہتی تھی اور راستے کے کھیل تماشون یا دیگر ہمراہی ملازمین کی تمسخرانہ باتون کی طرف
کم متوجہ ہوتی تھی۔ اس طرح کی بہت سی باتین اُسکے ابتدائی حالات مین فاطمہ علیا خانم
کی ہونہاری اور ہوشمندی کا ثبوت معلوم ہوتی ہین۔

فاطمہ علیا خانم جب تین برس کی تھی اسوقت جودت پاشا حلب کے گورنر
مقرر ہوکر گئے اور اپنی عیال و اطفال کو قسطنطنیہ سے ساتھ لیتے گئے۔ حلب مین انگریزی
کونسل اور جودت پاشا سے بہت گہرے مراسم ہوگئے تھے اور انکی یہ دختر نیک اختر
چونکہ ہونہار اور نہایت ہی شیرین حرکات معلوم ہوتی تھی اسوجہ سے انگریزی سفیر
اور اسکے گھر کے سب لوگ فاطمہ خانم کو پیار کی نظر و لنسے دیکھتے تھے اور وہ خود بھی ان
لوگون سے ایسی مانوس ہوگئی تھی کہ دن دن بھر ان کے گھر دن مین جاکے کھیلا کرتی تھی۔
انکی ہر ہر بات کو بڑی دلچسپی سے دیکھتی سنتی رہتی تھی اس لئے اسی زمانے سے یورپین
طرز معاشرت کی عمدگی کا نقش فاطمہ علیا خانم کے دل و دماغ مین جمتا گیا۔ دو سال کے
بعد جودت پاشا واپس بلائے گئے اور اپنے والدین کے ساتھ وہ قسطنطنیہ مین آگئی۔ یہان
آکے پانچ برس کی عمر مین فاطمہ خانم کا مکتب شروع ہوا اور اسکی تعلیم کے لئے ایک معلم صاحب

مقرر کردیے گئے جن کے پاس خاندان کے اور بھی لڑکے لڑکیان پڑھنے آیا کرتے تھے۔
لیکن فاطمہ علیا خانم اس بلا کی ذہین و شوقین تھی کہ اپنا سبق یاد کر لینے کے علاوہ دوسرے
بچون کے بھی سبق سن سنکے یاد کر لیا کرتی تھی۔ تین سال کے عرصے مین اُسنے قرآن مجید
ختم کیا اور مولود شریف اور عقائد کے دو ایک رسالے پڑھ لئے جسکے بعد وہ ترکی
عبارت کو بآسانی پڑھسکتی تھی۔ اسیطرح اُسکی استعداد مین روز افزون ترقی
ہوتی گئی اور لایق سے لایق استاد اُسکی تعلیم کے لئے مقرر ہوتے رہے۔ ساتوین
سال اُسنے لکھنا سیکھنا شروع کیا اور اگرچہ خوشخطی کیجانب اُسکی طبیعت زیادہ مائل
نہین ہوئی لیکن املا نویسی مین جو مضامین پیش نظر رہتے تھے اُنکے مفہوم کو وہ برابر
ذہن نشین کرتی جاتی تھی اسلیئے اُسکی علمی استعداد مین ترقی ہوتی رہی۔ خوش قسمتی
سے اُستاد اُسکو ایسے ہی ملتے گئے جو نئے خیالات اور علوم جدیدہ سے ناواقف
نہین ہوتے تھے اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم کو خلاف شرع باتون اور بعید از قیاس
روایتون پر پورا اعتماد کبھی نہین ہوتا تھا۔

فاطمہ خانم کو دس برس کی عمر تک ترکی علم ادب فقہ اور حساب و ہیئت
وغیرہ مین اچھی خاصی مہارت ہوگئی اور چونکہ جغرافیہ کے ساتھ ہر مقام کے تاریخی حالات
بھی اُسکو بتلائے جاتے تھے اسلیئے تاریخ و جغرافیہ مین اُسنے اسوقت تک عمدہ
لیاقت پیدا کر لی تھی۔ پڑھنے لکھنے کی وہ ایسی شوقین تھی کہ اپنے بیش قرار جیب خرچ
کا زیادہ حصہ مٹھائی اور کھلونون کے بجائے مختلف اخبارات اور رسالے خریدنے مین
صرف کر دیتی تھی۔ اسکے مذاق سلیم کو دیکھکر فاطمہ علیا خانم کا بڑا بھائی علی سعاد بیگ اپنے
کمرے کی درستی اور کتابون کو ترتیب سے رکھنے مین اسی سے اکثر مدد لیا کرتا تھا اور اسکے
سلسلہ مین اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو بہت سے پرانے اخبار و میگزین دیدیا کرتا تھا جسکو وہ بڑی
قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور اُن کے نئے نئے معانی و مطالب پر غور و خوض کرتی رہتی تھی

جسکی وجہ سے اسکی معلومات مین قیمتی اضافہ ہوتا رہا - ان اخبارات مین اکثر
فرانسیسی زبان کے تصویر دار پرچہ بھی ہوتے تھے اسوجہ سے دس سال کی عمر مین
فاطمہ علیا خانم کے دل مین فرانسیسی سیکھنے کا شوق پیدا ہوگیا - اسی زمانہ مین اُس سے
قسطنطنیہ کے ایک تعلیم یافتہ خاندان کی دو لڑکیون سے بہت میل جول ہوگیا تھا اور آپسمین
خوب پینگ بڑھے ہوے تھے وہ دونون لڑکیان فرنچ وضعداری اور زباندانی مین
طاق تھین اس طریقہ پر فاطمہ علیا خانم کا فرنچ زبان سیکھنے کا شوق روز بروز بڑھتا گیا -
حتی کہ جنون کی حد تک پہنچگیا - لیکن وہ اپنے اس علمی شوق کو کسی طرح ظاہر نہین کرسکتی
تھی اسلیئے کہ اسوقت تک ٹرکی مین لڑکیون کو غیر زبانون کی تعلیم دینا معیوب بلکہ کفر سمجھا جاتا
تھا - اس مجبوری سے فاطمہ علیا خانم نے چوری چوری اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہا - پہلے
تو فرنچ اخبارات مین سے ہمشکل حروف کتر کتر کے جمع کرنا شروع کیئے لیکن چند روز
تک پریشان رہنے کے بعد اپنی ایک آیا اور ایک اُستانی سے (جو اسکو سینا پرونا
اور پیانو بجانا سکھلایا کرتی تھی) مخفی طور پر فرانسیسی زبان کی الف بے پڑھنا شروع کی
اور اپنی حرم سرا کے خانۂ باغ مین ایک جھولے پر بیٹھکر اکثر اوقات وہ اپنا سبق یاد کیا
کرتی تھی اسلیئے کہ تنہائی مین اداے تلفظ کے لئے اس سے بہتر موقعہ نہین ملسکتا تھا -
آخر کار یہ راز اسطرح فاش ہوا کہ ایکدن خود جودت پاشا نے اپنی بیٹی کے ہاتھ مین فرانسیسی
الف بے کی تقطیع دیکھ لی اور پوچھا کہ یہ کتاب کہان سے آئی جسکے جواب مین فاطمہ علیا خانم
کو سب حال کہدینا پڑا - روشنخیال باپ نے ان واقعات سے مطلع ہوکر نہ صرف فرانسیسی
زبان کے حاصل کرنے کی اجازت دیدی بلکہ اسکی فرنچ تعلیم کے لئے ایک معقول اُستاد
بھی مقرر کردیا - رفتہ رفتہ اُسنے فرانسیسی زبان مین وہ کمال حاصل کیا کہ دنیا بھر کے اخبارات
مین اُسکی لیاقت اور وسعت معلومات کی دھوم ہوگئی اسلیئے کہ فرانسیسی مین اکثر وہ
یورپ کی سیاح عورتون سے بحث و مباحثے کرتی رہتی تھی - چنانچہ سیاح عورتون کے

متعلق ایک واقعہ اسنے خود لکھا ہی کہ ایک سیاح امریکن لیڈی فاطمہ علیا خانم سے ملنے
کو آئی جو نہایت ہی لایق اور دستکار تھی۔ اس لیڈی کے اصرار پر فاطمہ علیا خانم سنے
ناتجربہ کاری سے اپنی تصویر کھینچنے کی اس لیڈی کو اجازت دیدی تھی مگر اتفاقی طور
پر کوئی بہانا ملجانے کی وجہ سے غنیمت ہی ہوا کہ تصویر کے کھینچنے کی نوبت نہین آسکی
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یورپ و امریکہ کے اخبارات مین فاطمہ علیا خانم کی جو تصویرین
شایع ہوئی ہین وہ غالبًا سب فرضی وقیاسی ہونگی۔

سن تمیز کو پہنچنے پر فاطمہ علیا خانم ترکی عربی فارسی اور فرنچ زبانون کی
ماہر ہوگئی تھی اور اسکا معیار قابلیت بہت اعلیٰ ہوگیا تھا۔ فاطمہ علیا خانم کو محققانہ
وفلسفیانہ مضامین دیکھتے رہنے مین ناولون اور فسانون کے دیکھنے کا موقع کم ملتا
تھا تاہم ناول بینی کے متعلق اسکی یہ رائے ہی کہ اخلاقی وتاریخی ناولون کا دیکھنا
فائدہ سے خالی نہین ہوتا بلکہ پرانے طرز کے اُن بیہودہ قصون کے دیکھنے سے
بہتر ہی جسکا خاتمہ عمومًا ایسے الفاظ پر ہوتا ہی " طالب ومطلوب کے آپسمین ملنے
کے بعد انکی زندگی ہمیشہ عیش وعشرت سے گذری اور جیسے انکی مرادین پوری
ہوئین خدا سب کی امیدین برلائے"۔ اس قسم کی کتابین دیکھنے یا کہانیان سننے
سے لڑکیون کی طبیعت پر کچھ اچھا اثر نہین پڑتا بلکہ وہ ایسے ہی خیالات مین محو
ہوجاتی ہین کہ ؎

خوشتر ان باشد کہ سرِّ دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

نوجوانی کے زمانے مین فاطمہ خانم مسئلہ ازدواج پر بھی حکیمانہ نظر رکھتی تھی۔
اور عشق وعاشقی کی باتون سے بالکل بیگانہ نہ تھی۔ اپنون وبیگانون کی اکثر لڑکیون
سے اُنکی آپ بیتی سنکر سبق لے چکی تھی اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم اور اسکی ایک ہمخیال

وہم مذاق سہیلی نے باہم یہ قرار دے لیا تھا کہ وہ دونون آبادی سے الگ تھلگ رہکر نباتات وجمادات کی سیر مین تجرد کی زندگی بسر کرتی رہینگی - لیکن بعد کو جب فاطمہ علیا خانم کی شادی کی تجویز قرار پائی تو اپنے والدین کی اطاعت اور اصول تمدن کے لحاظ سے اسکو اپنی پہلی راے بدلدینا پڑی - اور سلطانی اسٹاف کے ایک نوجوان افسر فائق پاشا کے ساتھ فاطمہ علیا کی شادی ہوگئی -

فاطمہ علیا خانم اور اُسکے شوہر مین پہلے چند روز تک توکسیقدر تفاوت خیالات کی وجہ سے ان بن رہتی تھی چنانچہ ایک روز اُسکے ہاتھ مین فائق پاشا نے ایک فرانسیسی ناول دیکھا اور چھین کے پھاڑ ڈالا کہ ایسی کتابین شریف مستورات کو نہین دیکھنا چاہیے لیکن زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ فائق پاشا کے خیالات مین بھی آزادی آتی گئی اور اُسنے اپنی لائق بیوی کو علمی ذوق شوق پورا کرتے رہنے کی خوشی سے اجازت دیدی -

اسی زمانہ مین ایک نہایت عمدہ فرانسیسی ناول کا فاطمہ علیا خانم نے ترجمہ کیا اور اسکا نام "المرام" رکھا - یہ ترجمہ فائق پاشا کے ایما سے کیا گیا تھا اور جودت پاشا نے بھی اسکے مسودے کو دیکھکر اظہار پسندیدگی کیا تھا - اسوقت تک ٹرکی مین پریس کی آزادی نہ تھی اسلیے خود فائق پاشا نے "المرام" کو اپنے اہتمام خاص سے چھپواکر شایع کیا جسکی مختلف اخبارات مین خوب خوب تعریفین ہوتی رہین - اس ترجمہ کی اشاعت مین فاطمہ علیا خانم اپنا نام نہین ظاہر کر سکی تھی لیکن احمد مدحت آفندی اڈیٹر اخبار ترجمان حقیقت نے اپنے آزاد خیال دوستون کی جماعت مین آسانی سے پتہ چلا لیا کہ المرام فاطمہ علیا خانم ہی کے حسن قابلیت کا نمونہ ہے

اس تعارف کے بعد سے فاطمہ علیا خانم کے خیالات متواتر آرٹیکلون کی صورت مین ترجمان حقیقت کے ذریعے سے پبلک کی نظر سے گذرنے رہے

جنکی نسبت عام طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ وہ کسی مرد کے لکھے ہوے ہوتے ہین۔
فاطمہ علیا خانم چونکہ ابتدا سے زمانہ طالب علمی سے احمد مدحت کے نئے نئے مضامین
دیکھ دیکھکر اپنے دائرہ معلومات کو وسیع کرتی رہتی تھی اور اپنے طرز تحریر مین ان ہی کی
سلیس و عام فہم عبارت کا رنگ اختیار کئے ہوے تھی اسوجہ سے ایک موقعہ پر
خود جودت پاشا نے ملتی مین اڈیٹر ترجمان حقیقت سے پوچھا کہ فاطمہ علیا کے
نام سے جو مضامین آپ کے اخبار مین شایع ہوتے ہین کیا وہ آپ ہی کے طبعزاد
ہوتے ہین۔ اسکے جواب مین احمد مدحت آفندی نے کہا کہ مین نے تو المرام کا مسودہ
بھی نہین دیکھا تھا لیکن کیا عجب ہی کہ یہ سب آرٹیکل حضور ہی کی جودت طبع کا
نتیجہ ہوتے ہون۔

اخبار ترجمان حقیقت مین جو مضامین فاطمہ علیا خانم کے لکھے ہوے شایع ہوا
کئے اُن کی عام تعریفین سُن سنکر جودت پاشا کی توجہ فاطمہ علیا خانم کی مذہبی معلومات
کی طرف زیادہ ہوگئی۔ انھون نے روزانہ ملاقاتون مین اسکو علمی و مذہبی مسائل پر
آزادانہ گفتگو کرنے کا موقع دینا شروع کیا اور اپنی بیٹی کو مثنوی مولانا روم اور
مقدمہ تاریخ ابن خلدون وغیرہ اکثر شرع و حکمت کی کتابون کی سیر کرائی
اس زمانہ مین فاطمہ علیا خانم کی ایک اور چھوٹی سی تصنیف شایع ہوئی جسکا نام
نسار الاسلام ہی۔ اسمین یورپ کی سیاح عورتون سے مکالمے کے دلچسپ
پیرایہ مین اسلام کی خوبیان اور اکثر اسلامی مسائل کی پاکیزگی دکھلائی گئی ہی
لیکن اسی عرصہ مین سلطان عبد الحمید خان کے وقت کی پولٹیکل سازشون کا
شکار ہونکے جودت پاشا خانہ نشین ہوگئے اور بمجبوری شہر سے باہر اقامت
اختیار کرلی اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم کو اپنے والد ماجد کے عالمانہ خیالات
اور فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا اور اُسکے مشاغل علمی مین

یہ ایک ناگوار رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

اسمین کوئی شک نہین ہو کہ فاطمہ علیا خانم کو اگر اپنے باپ بھائی اور شوہر کی سرپرستی و حوصلہ افزائی سے بیش بہا امداد نہ ملتی تو علمی دنیا مین اسکو کبھی وہ رتبہ حاصل نہ ہوتا جو اب حاصل ہوا۔ تاہم جودت پاشا نے یہ اعتراف کیا ہو کہ فاطمہ علیا نے علم و کمال مین جسقدر ترقی و ناموری حاصل کی یہ سب اسکے اپنے شوق طبیعت اور ذاتی کوششون کا نتیجہ ہو اور اگر باقاعدہ تعلیم و ترتیب دیجاتی تو آج وہ خدا جانے کیا ہوتی۔ فخرالدین احمد

(جناب مولوی فخرالدین احمد صاحب کاکوری کے نوجوان رئیس زادون مین سے ہین۔ آپ اگرچہ زبان انگریزی کی تعلیم سے زیادہ بہرہ اندوز نہین ہوے مگر علوم مشرقیہ مین مہارت تام رکھتے اور ساتھ ہی اسکے زمانہ کی روشنی سے واقف اور موجودہ قومی و ملکی ضرورتون سے آگاہ ہین۔ آپکا دل مغربی تہذیب اور تمدن کا اگرچہ شیدائی نہین مگر آپکا کاسہ دماغ مغربی قومون کے ان مفید ترین اور قابل قدر خیالات کا مخزن ہو جنپر عمل کرنیسے دنیا نے یورپ نے ایسی نمایان اور مہتم بالشان ترقی حاصل کرلی ہو۔

اردو لٹریچر سے جو قدرتی مناسبت اور دلچسپی آپکو ہو اسکا اندازہ کچھ وہی لوگ کرسکتے ہین جنھین آپ کی مجالس مین شرکت کا اتفاق ہوا ہو یا جنکو آپ کی صحبت سے فیض اٹھانیکا افتخار حاصل ہوتا رہا ہو۔ لیکن ہاین ہمہ مضمون نگاری کی محنت شاقہ آپکو گوارا نہین جسکی وجہ سے پبلک کو آپکے بیش بہا خیالات سے متمتع ہونیکا موقع نہین ملتا۔

الناظر کی خوش قسمتی ہو کہ آپنے محض الناظر کی خاطر اس وے گمنامی کو اتار پھینکنے کا ارادہ کرلیا ہو جسمین پسے بڑے رہنا غیر مفید مگر باعث آرام ضرور تھا۔ اور ہمسے وعدہ کیا ہو کہ الناظر کے صفحات کو آپ اکثر اپنے گران بہا مضامین سے مزین فرماتے رہین گے ہم اس عنایت بے غایت کے تہ دل سے شکرگذار ہین اور امید کرتے ہین کہ آپکی طرح اور نوجوانان ملک بھی الناظر کی اپیل پر التفات فرمائینگے اور لٹریری عزلت گزینی کو چھوڑکر مضمون نگاری کے دلچسپ اور مفید مشغلہ کو اختیار کرینگے جس سے انکی دلبستگی اور مادری زبان کی وسعت ہوتی رہیگی۔

بر رسولان بلاغ باشد و بس)

خبرین

فن جراحی مین جو کمالات یورپ و امریکہ کے ڈاکٹرون نے دکھائے اُن سے ایک عالم کو حیرت ہی۔ حال مین جرمنی کے ایک ڈاکٹر لیکذر (Leexer) نامی نے ایک ایسا کمال دکھایا ہی جو حیرت انگیز ہی نہین بلکہ دلچسپ بھی ہی۔ ڈاکٹر موصوف کے پاس ایک مریض آیا جسکو ایک نئی ناک کی ضرورت تھی۔ کچھ دن قبل اُسنے ایک مریض کی ٹانگ کاٹی تھی جو اُسکے پاس موجود تھی اور جسمین ران کی ہڈی مین کوئی نقص نہین آیا تھا۔ چنانچہ اُسنے اسی کے حصہ زیرین مین سے ایک ٹکڑا کاٹ کر ناک کی صورت پر تراشا اور اُسمین دو نتھنے بھی بنائے۔ پھر اُس مریض کے داہنے بازو کو اس ترکیب سے کھولا کہ کھال اور رگون پٹھون کے درمیان جگہ ہوگئی جسمین اس مصنوعی ناک کو رکھکر زخم مین ٹانکہ دیدئے گئے۔

تین مہینے بعد جبکہ بازو کی کھال ناک پر مضبوطی سے چپک گئی تھی ڈاکٹر لیکذر نے ناک کو معہ کھال کے کاٹ لیا اور مریض کے چہرہ پر لگا دیا۔ اس طور پر مریض کو ایک عمدہ۔ مضبوط۔ ہڈی دار ناک ملگئی جو بوجہ اسکے کہ بازو کی زندہ کھال اُسپر چڑھی ہوئی تھی کسی طرح پر بدنما نہین معلوم ہوتی تھی۔

امریکہ کے ایک اخبار مین لکھتے ہوئے ڈچز آف مالبرو تحریر فرماتی ہین۔

"اُسمین کچھ شک نہین کہ ایسے معاملات جنکو عورتون سے قریبی تعلق ہو اُنھین کے ہاتھ سے باحسن وجوہ سرانجام پائین گے۔ قدیم زمانہ مین جیسا کہ ہمکو معلوم ہی گھر کے تمام کام عورتون ہی کے اختیار مین تھے۔ پس کھانیکے سامان۔ دودھ۔ پانی۔ گھر کی نالیون۔ ہوا کی آمد و رفت کے ذرایع مین حفظان صحت کے اصول کی پابندی۔ بچون کی تربیت اون کا کارخانون مین کام کرنا۔ عورتون کی ملازمت کے قوانین محتاجون کی پرورش ان سب امور کا انتظام عورتین بمقابلہ مردونکے زیادہ اچھی طرح کر سکین گی۔ اور وہ وقت قریب ہی کہ اس طرحکے تمام معاملات عورتونکی جماعتونکے زیر انتظام ہونگے۔ کسی کام کو کرنے سے پہلے اُسکی مشق کرنا ضروری ہی اور تمام

عورتون کو چاہیئے کہ وہ اس موقع کے لئے اپنے آپ کو طیار کرین ؞

ممالک متحدہ امریکہ کے اُس محکمہ نے جسکے سپرد موسم کی تبدیلیون کا پتا لگانا اور ملک کو ظاہر کرتے رہنا ہی اپنی صحیح پیشین گوئیون سے اسوقت تک پچاس ہزار ڈالر (پونے دو لاکھ روپیہ) سے زائد زراعت و تجارت مین صرف ہو جانیسے بچائے ہین۔ وہین کا ایک ڈاکٹر لکھتا ہی کہ تمام علامتون سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا علم اُن قوانین کے بارہ مین جو ہوا اور موسم کے متعلق ہین بہت زیادہ ہو جائیگا اور یہ پیشین گوئی کی جاری ہی کہ بہت جلد ہوا کے طبقہ کے ایسے ہی صحیح اور علمی نقشے طیار ہو جائینگے جیسے کہ سمندرون کے تمام بڑے راستون کے موجود ہین۔ اور عام طور پر موسم کی حالت کے متعلق مہینون پیشتر پیشین گوئیان کیجا سکینگی

قوت متخیلہ کا اثر علمی دنیا مین

فرانس کے ایک قصبہ مین ایک سیاہ بال اور کالی آنکھون والے ماں باپ کے تین خوبصورت۔ سنہرے بال اور نیلگون آنکھون والے لڑکے تھے۔ والدین اور اولاد کی صورتون مین اس تفاوت کو دیکھکر لوگ حیران تھے۔ آخر کار لڑکون کی ماں نے اس گتھی کو اسطرح سلجھایا۔ (اس کی زبان مین) "مجھے اپنے شوہر سے ذرا بھی محبت نہ تھی بلکہ صرف والدین کی خوشی پورا کرنے کیلئے مینے نکاح کر لیا تھا جنکو مین کبھی معاف نہین کر سکتی۔ جبوقت سے نکاح ہوا مینے اپنے شوہر کی طرف سے آنکھین بند رکھین اور اُسکی تمام حرکتون کے متعلق یہ خیال کرتی تھی کہ یہ خاص مرے پیارے کی حرکتین ہین جسے مینے ہی امریکہ بھیجا تھا۔ جب مرے بچے پیدا ہوے اور نیز اُن کی پیدایش سے قبل میرے تمام خیالات کا مرکز وہی میرا پیارا تھا چنانچہ میرے جتنے لڑکے ہوے وہ سب صورت مین اُسی کو پڑے۔ یہ مشابہت اُن سبھون پر ظاہر تھی جو دونون خاندان سے واقف تھے" اس طرح قوت متخیلہ کے اثر سے لڑکے باپ و ماں کے ہمشکل ہونے کے بجائے اُس شخص کے ہم شبیہ ہوے جسکی تصویر ہر وقت اُن کی ماں کے دل مین بسی رہتی تھی۔

جامیست جہان نما ہے ہر صفحہ درین
۱۷ ۱۳ھ

الناظر
لکھنؤ

نمبر ۲	یکم اگست ۱۹۰۹ع	قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین — صفحہ

اڈیٹران
ظفر الملک علوی وصی الحسن علوی بی۔اے

حسب فرمایش جناب منشی سخاوت علی صاحب سکریٹری لکھنؤ فلاورملس ومالک رسالہ

مفید عام پریس راجا نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ مین باہتمام محمد علی طبع ہوا

فی پرچہ ۴ /

آئندہ پرچہ مین

غور سے

ملاحظہ فرمائیے گا

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے قیمت عمر

ہیضہ کیلئے **باٹلیوالا کا کالرل** بہترین دوا ہی قیمت عمر

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوے ہین

بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت سے

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری

اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت عمر

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن

سے تیار ہوا ہی - مایا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا

اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴ر

باٹلیوالا کا کیڑونکا مرہم ایک دن مین اچھا کردیتا ہی قیمت ۴ر

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشتہر سے بھی مل سکتی ہین -

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وار لیبوریٹری - وادار - بمبئی

تیس سال کا تجربہ

ہمارے یہان ہر قسم کا انگریزی اور ہندوستانی کپڑا نہایت

اعلیٰ درجہ کا سیا جاتا ہی - کوٹ - شیروانی - ولایتی نمونہ

کے سوٹ جو دہیور بریچیز - قمیص ہر فیشن کے اور ہر فصل کے

مطابق بالکل انگریزی دوکانون کے مقابلہ کے سلوائیے -

سلائی دیدہ زیب - کتر بیونت عمدہ اور طیاری پر

کپڑا تصویر اتارنے کے قابل نظر آوے

تو ہمیشہ ہماری ہی دوکان سے بنوائیے گا -

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج لکھنؤ

دوا خانہ مجربات جڑی بوٹی امین آباد لکھنؤ کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک

مین مشہور ہین - عرق میرہ جو کہ امراض چشم کیواسطے اکسیر کی صیفت دافع

نزول مار - جاذب رطوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرح کی شکایات

متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید

اور ہر حالت صحت مین بھی اسکا لگانا بیحد فائدہ دیتا ہی -

قیمت فی تولہ دو روپیہ علاوہ خرچ ڈاک -

پروپرائٹر - جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس مالک

کارخانہ آٹس - فلور - اینڈ آئل ملز - لکھنؤ -

جملہ فرمایشات ایس - اے - حکیم منیجر - دواخانہ مجربات

جڑی - بوٹی - امین آباد - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین -

نمبر ۲ — یکم اگست سنہ ۱۹۰۹ء

مذہب کی ضرورت

می خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن
ساکن بت خانہ باش و مردم آزاری مکن

کہا جاتا ہی کہ مذہبی پابندی کے ساتھ دینوی ترقی غیر ممکن ہو۔ اور کوئی قوم اسوقت تک شایستگی و تہذیب کے درجۂ کمال تک نہین پہونچ سکتی جبتک کہ وہ مذہب کو الوداع نہ کہے۔ اور اپنے افراد کے دل و دماغ کو تمام فضول قیدون اور سختیون سے آزاد نہ کرے۔

یورپ اسوقت تمام دنیا مین باعتبار علم و فضل و بلحاظ عزت و دولت اپنا جواب نہین رکھتا مگر مذہب کی پابندی ایک مختصر گروہ کے سپرد کردیگئی ہو جو اپنے دیگر برادران قوم کے لئے دعاء خیر مین مصروف رہتا ہی اور انکو موقع دیتا ہی کہ وہ عبادت و ریاضت کے فضول بوجھ سے سبکدوش ہوکر اپنا بیش بہا وقت طلبِ علم۔ تحقیقِ مسائل۔ تحصیلِ زر۔ یا فتحِ ممالک مین صرف کرین۔
ایشیا مین جاپان کی مختصر سلطنت نے ترقی و عروج کے چند مدارج

طے کیے ہین تو وہ بھی مذہب کی فضول قیدسے آزاد ہی - امریکہ مین ریاستہاے متحدہ نے ایک قابلِ لحاظ قوت حاصل کرلی ہی اور وہان کے باشندے علم وفضل کے میدان مین بعض حیثیتون سے اہل یورپ سے بھی گوئے سبقت لے گئے - مگر پابندی مذہب کو پوچھو تو بس نام ہی نام ہی -

یورپ کے مختلف ممالک کو بہ نظرِ غور دیکھو تو جو ملک پابندی مذہب کی مضرت رسان قیدون سے زیادہ آزاد ہی اُسکا مرتبہ منازل ترقی کے طے کرنے مین بڑھا ہوا ہی - انگلستان - جرمنی - اور فرانس نے مذہب کو بالاے طاق رکھا تو انکی منزلت یورپ مین سب سے زیادہ ہی - روس یونانی کلیسا کے اصول کا کسیقدر پابند ہی تو ایک آزاد خیال مشرقی قوم کے ہاتھون ذلیل ہوا - اسپین مین ابھی تک **پوپ** کا اثر ہی تو اسکا دیوالہ نکل گیا - اٹلی کا شمار طاقتور سلطنتون مین اُسوقت سے ہوا کہ اُسنے **پوپ** کی جابرانہ مذہبی حکومت سے آزادی حاصل کی - بلقان کی ریاستین اسوجہ سے ذلیل ہین کہ اُنمین مذہب کا نام زندہ ہی اور یونان اُسوقت تک عزت نہین پاسکتا جب تک کہ وہ مذہب کو فراموش نکرے - ٹرکی بوجہ پابندی مذہب کے مرض الموت مین گرفتار ہی - ترکون کی نئی نسل پابندی مذہب سے کسیقدر آزاد ہی لہذا اُسکا ستارہ اقبال عروج پر ہی -

پچھلی تواریخ کی ورق گردانی کرو تو معلوم ہوتا ہی کہ ازمنہ مظلمہ سے اسوقت تک جن قومون نے قابل ذکر ترقی کی ہی وہ ہمیشہ مذہب کی قیدون سے آزاد رہی ہین اور اگر پابندی مذہب کے ساتھ کسی گروہ نے دینوی ترقی کی کوشش کی تو زمانہ نے اسکی محنت کو بے سود ثابت کیا ہی -

بابل و نینوا - یروشلیم اور کارتھیج وغیرہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کو چھوڑکر جنکا اثر ایک مختصر دائرہ پر محدود رہا اور جنکی قابل اعتماد مفصل تاریخین اسوقت

دستیاب نہین ہوسکتین - ازمنہ منظلمہ مین یونان - مصر - روم - فارس - ہندوستان اور چین - اور ازمنہ متوسطہ مین عرب اور تاتار وہ قومین ہین جنکی ترقیان آجکل مثال کی طور پر پیش کیجاتی ہین -

یونان کے معراج کمال کا وہ وقت تھا جب اسنے فارس کے زبردست حملہ آور ونکو شکست دیکر اپنی خود مختار جمہوری ریاستین قایم کین لیکن اس عہد تک یونانی کسی مستقل مذہب کے پابند نہ تھے

مصر نے شایستگی کا درجہ امتیاز فراعنہ کے عہد حکومت مین حاصل کیا جسپر حسرت کے آنسو بہانے کے لئے قدیم اہرام اسوقت تک کھڑے ہوے ہین مگر مذہب کی جکڑ بند سے وہ اُس زمانہ مین قریب قریب آزاد تھے -

روم نے تہذیب وشایستگی کا معیار نہایت بلند کردیا اور اپنے سایۂ سلطنت مین یونان و مصر اور فارس کے ایک حصہ کو چھپا لیا بلکہ ازمنہ مظلمہ مین یہی ایک سلطنت ایسی بتائی جاسکتی ہو جو دنیا کے تینون دریافت شدہ براعظم یورپ - افریقہ - اور ایشیا کے بہترین حصون پر ایک ہی وقت مین مدت تک قابض رہی - لیکن اس قوم کا مذہب کیا تھا ؟ - قریب قریب کچھ نہین !! چند مقررہ تیوہارون کے دن وہ اپنے دیوتاؤن کے سامنے سر جھکا تے تھے لیکن انکا دل پرستش کی قیدون سے آزاد تھا اور دراصل سواے حب وطن حصول جاہ اور فتح ممالک کے اُنکا کوئی خدا نہ تھا -

مذہب عیسوی کے فرشتہ صفت موجد نے اسی سلطنت کے ایک صوبہ مین جنم لیا اور یہین اپنی دنیوی زندگی کے دن پورے کرگئے - اُنکے جانشینون نے ملک پردانت لگایا اور رفتہ رفتہ اُس عظیم الشان مملکت کے قیصر کو جسکے ایک ادنیٰ صوبہ دار کے اشارہ سے مورخان انجیل کے قول کے

موافق مسیح کو سولی دیگئی تھی مجبور کردیا کہ وہ گلیلی کے ماہی گیرون کو اپنا ہادی طریق اور رہبر و رہنما سمجھے۔ قسطنطین اعظم کی مبارک کوششون سے مذہب عیسوی کا بنیادی پتھر نہایت مستحکم ہو گیا لیکن سلطنت روم کا زوال بھی دراصل اُسی عہد سے شروع ہوا۔ یہانتک کہ قسطنطین کا ناقابل فتح جدید دارالحکومت وحشی ترکون کا شکارگاہ بنگیا اور قسطنطنیہ کی دیوارون کے اندر یہی بحث ہوتی رہی کہ یونانی کلیسا کے اصول پر کاربند رہنا چاہیئے یا اپنا مذہبی انتظام پوپ کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

فارس جبتک لا مذہب تھا یا کم سے کم کسی مذہب کی سخت زنجیرون مین جکڑا ہوا نہ تھا ایشیا کا بہترین حصہ اُسکے زیر اثر تھا اور ہزارون برس گذرنے کے بعد بھی اُسکی عظمت و شوکت۔ جاہ و جلال۔ دولت و ثروت کی جھوٹی سچی کہانیان آجتک فردوسی کی زبان مین ملتی ہین مگر جب سے کہ زندواستا کا غلام ہوا ترقی کا ستارہ بدلی کے ٹکڑے مین چھپ گیا۔ مصر مین شکست پائی۔ یونان سے ہارا۔ روم سے مغلوب ہوا۔ اور عرب کی حکومت کا داغ اسوقت تک اُسکی پیشانی پر موجود ہی۔

ہندوستان اور چین نے علم و فضل صنعت و حرفت مین کمال حاصل کیا لیکن مشرقی ایشیا کی خاک مین مذہب کے زہریلے اجزا اسقدر شامل تھے کہ ہند و چین کی ترقیان نوع انسانی کی شایستگی بڑھانے مین زیادہ عرصہ تک مدد نہ دے سکین۔ چین تو بودہ مذہب کا پابند ہوتے ہی نشہ مین آگیا اور ہندوستان برہمنون کے زیر اثر رہکر اپنی قدیم تاریخ کا سنہرا ورق بالکل بھولگیا۔

ازمنہ متوسط مین پہلے عرب کی ایک نئی قوم دنیا کے سامنے پیش ہوئی جسکے فتوحات کا سیلاب گاتھ۔ ونڈال۔ اور منگول سے بھی زیادہ

سراج السیر تھا۔

کہتے ہین کہ ہرقل قیصر روم نے جب فارس کو شکست دی اور اصلی صلیب جو چند برسون سے آتش پرستون کے قبضہ مین تھی دوبارہ حاصل کی تو اس فتح عظیم کی خوشی مین بڑے بڑے جلسے کئے گئے اور بہت جشن منائے گئے ہرقل بڑے جلوس کے ساتھ یروشیلم مین حاضر ہوا اور صلیب کو اپنے سامنے دوبارہ نصب کرایا۔ جب وہ اس مبارک خدمت سے فارغ ہو کر دار السلطنت کو واپس جارہا تھا۔ راستہ مین خبر ملی کہ اُسکے مشرقی صوبہ کے ایک سرحدی موضع کو عرب کے بدوون نے لوٹ لیا اور قریب کے شہر سے سپاہیون کا دستہ جو موضع کی حفاظت کے لئے گیا تھا اسکو بھی کاٹ کر پھینک دیا۔

اس خبر بد کی ایسے فتح و ظفر کے عشرت انگیز موقع پر کچھ پروا نہ کی گئی قیصر بدستور جشن مین مصروف رہا اور اُسی جاہ و جلال سے وطن کو واپس گیا۔ اس بد فالی کے چند ہی سال بعد جبکہ ہرقل ہنوز تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا اُسکے تین سب سے زیادہ زرخیز صوبے یعنی شام و مصر و فلسطین وحشی عربون کے دست تصرف مین آگئے اور فارس کی زبردست سلطنت جو صدہا سال سے روم کی مدمقابل تھی اور متعدد میدانون مین اس سے کلہ بکلہ لڑی تھی بالکل نیست و نابود ہو کر عرب کا ایک صوبہ بنگئی۔

مسلمان ان فتوحات پر بڑا ناز کرتے ہین اور اُن کے زمانہ حال کے مورخ ان واقعات کو بڑی آب و تاب سے لکھتے ہین لیکن اگلے وقتون کی تاریخین پڑھو اور انصاف سے کام لو تو معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی کے وحشیون وسط ایشیا کے ڈاکوؤن اور خصوصاً تاتار قوم کے فتوحات ان واقعات سے کچھ کم تعجب انگیز نہین ہین۔ بلکہ نکتہ رس تو یون کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین

ہنیبال - سکندر - ایلرک - جنسرک - عہد متوسط مین چنگیز - ہلاکو - تیمور - اور زمانہ حال مین نیپولین اور نادر شاہ کے کارنامے عرب کی چندروزہ بلند اقبالی سے زیادہ قابل قدر ہین اسوجہ سے کہ عرب کی شجاعت مذہبی جوش کا نتیجہ تھی - اُنکی کامیابی سے اشاعت تہذیب کو زیادہ نفع نہین پہنچا اور اُنکی سریع ترقی دراصل مذہب اسلام کی فتح تھی نہ کہ وحشی عربون کی پولیٹکل کامیابی !!!

بہرصورت یہ تسلیم کرنا تو لازمی ہی کہ عرب نے عہد بنی عباس سے پیشتر تہذیب و شایستگی کے مدارج طے کرنے مین کوئی نمایان کامیابی نہین حاصل کی - بنی امیہ کے دور بلکہ آغاز سلطنت عباسیہ تک عرب پر بدویت کا پورا اثر باقی تھا اور حضریت کے برکات کو وہ لغو سمجھتے تھے - اُنکی شاعری - اُنکی نثاری - اُنکی تصنیفات اُنکے ایجادات سب اس قول کے شاہد ہین کہ وہ ابھی تک تمدن کے اُس درجہ سے بھی دور ہین جسپر اُنکے پاس پڑوس کی قومین مدت سے پہنچ چکی ہین - روزانہ ضروریات کی معمولی معمولی چیزون کے لئے یہ دیگر اقوام کی اعانت کے محتاج ہین اور اُنکے یہان تالیف و تصنیف مین یا صنعت و حرفت مین جو بڑی سی بڑی ایجاد کیجاتی ہی وہ دوسری قومون کی نقل ہوتی ہی - ظاہر ہی کہ جو قوم کی قوم اپنا سارا عزیز وقت مذہب کی پابندی اور بانی مذہب کے اقوال و افعال پر غور کرنے مین صرف کرے اس سے کسی حیرت انگیز ایجاد کی امید ہی کیا ہوسکتی ہی -

بنی عباس کے عہد مین بغداد کی دلکش آب و ہوا کے اثر سے آزاد خیالون کا گروہ پیدا ہوا - مختلف اقوام کی نادر کتابون کے ترجمے ہوے - مذہبی عقائد مین ضعف آیا - عیش و عشرت کے بازار گرم ہوے تو عرب نے شایستگی و تہذیب کی پہلی منزل مین قدم رکھا - محقق دعوے سے کہتے ہین کہ مسلمانون مین عہد بنی عباس سے اسوقت تک جس فردنے کوئی نمایان ترقی حاصل کی ہی

خواہ وہ باعتبار علم وحکمت کے ہو یا صنعت وایجادات کے۔ اُسکا تعلق ہیئت ونجوم سے ہو یا فلسفہ وطبیعات سے۔ اُسکی سچی سوانح عمری پڑہو تو معلوم ہوگا کہ وہ یا تو مذہب کے اصول واحکام کا پابند نہ تھا یا اُسکے عقائد مذہبی جمہور سے مختلف تھے اور اسلیئے وہ احکام شریعت کی بجا آوری سے نسبتاً آزاد تھا۔ یہین سے بعض دانشمندون نے اخذ کیا ہو کہ ائمہ اثنا عشر کے تابعین چونکہ جمہور اہل اسلام سے عقائد مین اختلاف رکھتے تھے اور اپنے فرایض مذہبی دشمنونکے خوف سے علی الاعلان بجا نہ لا سکتے تھے؛ اسلیئے مسلمانون مین ابتک جتنے فلاسفر۔ حکیم۔ اور طباع۔ ایسے گذرے ہین کہ اپر فخر کیا جا سکے وہ سب کے سب نہین تو انمین سے بہت زیادہ شیعہ مذہب تھے۔

سچ یہ ہو کہ عرب کے باشندے ترقی تمدن مین مدد دینے کے لئے موزون نہ تھے اور اسیوجہ سے تنازع للبقا کے اصول کے موافق اُنکے چشمۂ تہذیب سے دنیا کو زیادہ فیض یاب ہونیکا موقع نہ ملا تھا کہ تاتاری جو پابندی مذہب کی قید وبند سے آزاد تھے وسط ایشیا کے ریگستان سے بگولے کیطرح اُٹھے اور چشم زدن مین عرب کے تمام کارخانے درہم برہم اور اُنکے کل عشرتخانے بے چراغ کر گئے۔

یہ مذہب اسلام کی دوسری فتح تھی کہ اُسنے ان وحشی رہزنون کو عرب کے معصوم رہنما اور بے پڑھے لکھے فلاسفر کا حلقہ بگوش غلام بنا دیا۔ لیکن تاتاریون کے "درخت اقبال" مین اُسی روز سے "دیمک" لگ گئی۔

چنگیز اور ہلاکو تو دنیا کو پہلے ہی تہ وبالا کر چکے تھے اب افاقۃ الموت مین یلدرم وتیمور۔ محمد وبابر۔ سلیمان واکبر نے جنم لیا مگر وہ قدیم اصول کہ مذہبی پابندی کے ساتھ دینوی ترقی غیر ممکن ہو ایک طرف تو دیا نا کی

دیوارونکے سامنے ظاہر ہوا۔ لپانٹو مین زہریلے پھل لایا۔ اور یونان کی
آزادی سے ترکی سلطنت کو نیم مردہ بنا گیا اور دوسری طرف راجپوتانہ کی بغاوت
دکن کی سرکشی۔ مرہٹون کی شورش۔ اور سکھون کے فسادنے اسکا چراغ
ہی ٹھنڈا کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری

الغرض ابتداے آفرینش عالم سے تا ایندم کوئی قوم ایسی نہین بتائی جاسکتی جسنے
مذہبی پابندی کے ساتھ عروج ترقی کے اعلیٰ مدارج تک رسائی حاصل کی ہو۔
ممکن ہو کہ مذہبی جوش جو انسان کے دل و دماغ کیلئے زہر سے زیادہ مہلک ہو چند
ساعت کیلئے فانوس خیال کے سے تماشے دکھاے لیکن یہ کھیل چند روزہ۔ یہ
ہمت نمایشی۔ یہ جوش فوری اور یہ کامیابی ہمیشہ سطحی ثابت ہوتی ہو۔

یہ ہین وہ مدلل اسباب جنسے ہمارے ملک کی نئی تعلیم یافتہ نسل
نتیجہ نکالتی ہو کہ اگر کاتبان تقدیر نے ہندوستان اور ایشیا کا دوبارہ عزت و
منزلت حاصل کرنا ازل کے رجسٹرون مین مندرج کیا ہی تو لازم ہو کہ یہان کے
باشندے مذہبی جھگڑونکو دفع کرین۔ اصول شریعت کی پابندی سے آزاد
ہون۔ طلب دنیا کے لئے خالصتہً للدنیا کمرہمت باندھین اور اپنے آسمانی
خداوندونکو یا تو کسی خاص جماعت کی حفاظت مین دیدین یا اُنکو قطعاً فراموش
کردین کہ وہ کچھ روز تک اپنی خبر آپ لیتے رہین کیونکہ ایشیا جب تک مذہب کی
آہنی زنجیرون مین جکڑی رہیگی میدان ترقی مین تیز گامی محال ہی۔ ہم خدا خواہی
وہم دنیاے دون + این خیال است ومحال است وجنون + تعلیم یافتہ جماعت کی
لفاظی جو اس تمہید مین مفصلاً نقل کیگئی تھوڑی دیر کے لئے متحیر اور ساکت
کردیتی ہو مگر مشکل یہ ہو کہ

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہد دن
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

جب ہم اسی تاریخی تصویر کا دوسرا رُخ دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ آج تک روئے
دنیا پر نہ کوئی ایسی قوم سرسبز ہوئی ہی نہ کسی ایسے ملک کا نام بتایا جا سکتا ہی جسنے
تمدن کے زینے پر قدم رکھا ہو اور اُسمین مذہب کا خیال موجود نہ ہو۔ وہ خواہ درختون
کی پرستش کرتی ہون۔ یا پتھرون کو پوجتے ہون۔ پہاڑ۔ دریا اور ہوا اُنکے معبود
ہون۔ یا آسمان پر چمکنے والی چیزین اُنکی خداوند ہون۔ مختلف انسانی قوتون اور
خواہشات کی سنگی تصویرین اُنکے خیال مین قادر مطلق ہون یا سپر و شمشیر۔ کاغذ و قلم۔
سمندر اور جہاز کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہون۔ ہر ایک غیر معمولی اور خلاف فطرت
منظر کو مہبط شان الٰہی سمجھتے ہون یا کسی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتا انکا شعار قومی
ہو لیکن کسی نہ کسی طاقت کو اسقدر بلند مرتبت اور رفیع الشان ضرور سمجھتے ہین
کہ اُس سے جزا و سزا کی امید رکھتے ہین اور اُسکے خوف سے دنیا مین امن
و امان قائم رکھنے پر مجبور ہوتے ہین۔ جاننے والے جانتے ہین کہ مذہب کی
پابندی سخت تکلیف دہ ہی اور انسان مذہب کے ہاتھون دنیا کے بچپن سے
اسوقت تک یکسان مصیبت مین گرفتار رہا ہی۔ لہذا ضروری تھا کہ تنازع للبقا
نے یہ مہلک دشمن ضرور فنا کر دیا ہوتا اگر کسی خاص وجہ سے تمدن دنیا کیلئے
اُسکی زندگی ضروری اور لازمی نہ ہوتی۔ اب ہمکو سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا اسباب ہین
جنکی وجہ سے مذہب آجتک زندہ ہی بلکہ اسکو حیات جاوید حاصل ہوئی ہی۔

ایک فلاسفر کا قول ہی کہ دعوے کے ثبوت مین مثال ہمیشہ بہترین اور
قریب ترین انتخاب کرنا چاہیئے۔ لہذا فرض کرو کہ بیسوین صدی مین جبکہ لکھنؤ
سلطنت عالیہ برطانیہ کے زیر حکومت ہی اور ضابطہ فوجداری و تعزیرات ہند بلکہ

قوانین اسلحہ و بغاوت بھی نافذ ہین اس شہر کے کل باشندے دفعتہً مذہب کی حکومت سے آزاد ہو جایئن تو یہان کا کیا حال ہوگا اور شایستگی و تہذیب مین لکھنؤ کا مرتبہ کسقدر بلند ہو جائیگا۔ امام باڑے۔ مسجدین۔ مندر۔ اور گرجے مسمار ہو کر سڑکین کشادہ اور عمارتین ہوادار ہو جائینگی۔ خانقاہون و ہرم سالون اور مقبرون کے منہدم ہونے سے زراعت کے لئے زیادہ زمین میسر آئیگی۔ جو عزیز وقت عبادت و ریاضت مین فضول ضایع ہوتا ہے دنیا کے کام دہندون مین لگایا جائیگا۔ تحصیل زر کے ذرایع وسیع ہون گے۔ شہر کی آبادی کا ایک معتدبہ حصہ جو مذہبی اوقاف یا دوسرون کی آمدنی سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے تلاش معاش مین سرگرم ہوگا۔ صنعت و حرفت مین کسیقدر ترقی ہوگی۔ مینوسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی آمدنی مین اضافہ ہوگا۔ حفظان صحت کی طرف زیادہ توجہ کیجاسکیگی اور غریب باشندہ کو برقی روشنی۔ سختہ تھیٹر۔ اور ٹریموے کے برکات سے فیضیاب ہونیکا موقع ملجائیگا۔ لیکن اسیکے ساتھ ساتھ نکاح بیاہ موقوف۔ خیرات زکوٰۃ بند۔ صدق و خلوص القط۔ مان باپ کی عزت برطرف۔ بھائی بہن کے ساتھ سلوک بیکار۔ چوری اس خوبی سے کیجاے کہ کسیکو خبر نہ ہو تو قطعاً جائز۔ شوہر کی رضامندی سے یا اسکی لاعلمی مین زناکاری بیشک حلال۔ شراب۔ تاڑی۔ بھنگ۔ گانجہ۔ چرس جس حد تک کہ صحت کے لئے زیادہ مضر نہ ہون شیر مادر۔ جھوٹ۔ دغا۔ اور فریب جبتک کہ تعزیرات ہند کی دفعہ مین نہ آتا ہو نہایت مفید اور انکا استعمال برمحل نہایت مناسب۔ خودستائی۔ خودپسندی۔ عجب و تکبر داخل حسنات۔ دل آزاری۔ حق ستانی۔ اور اخلاقی مظالم بالکل بے گناہ۔ کہین رقص و سرود کا جلسہ ہے تو مہینون تک جشن جمشیدی سے فراغت نہین۔ کسی سے بغض و عداوت یا کینہ ہے تو دشمن کی فکر ضرر رسانی سے

ایک دم مہلت نہین - جب کسیکا دل دکھانا جرم نہین تو قتل نفس و خونریزی اس منزلِ تہذیب کا دوسرا زینہ ہی - تعزیرات ہند نے قتل عمد کا عیوض مقرر کیا لیکن خودکشی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہی - وہ مرغ بے ہنگام تو پہلے ہی قتل کر دیا گیا جو اقدام خودکشی کے وقت ہاتھون کی قوت اس آواز سے سست کر دیتا تھا کہ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

نواب صاحب اپنے بچہ کو گود مین لئے بیٹھے ہین - اُس سے ہنس ہنسکر باتین کرتے اور اپنا دل بہلاتے ہین - بھائی کا یتیم لڑکا سامنے کھڑا ہی مگر اُسکی طرف مخاطب نہین ہوتے - ناسمجھ لڑکا اپنے مرحوم باپ کو یاد کرکے افسردہ ہوتا ہی - غم و غیرت سے اُسکا سر جھک جاتا ہی اور زمین و آسمان اُسکی حسرت پر ترس کھا کر لرزہ مین آ جاتے ہین لیکن نواب قانونی مجرم نہین ہین - اب مذہب تو باقی نہین ہی جو ملامت کرے کہ

چو بینی یتیمے سرافگندہ پیش
مدہ بوسہ بر روے فرزند خویش

مصرجی بندوق کاندھے پر رکھے ہوے شکار کو جا رہے ہین - سارس کا جوڑا کھیت مین کلیلین کر رہا ہی - شاہین قضا نے نشانہ لگایا - نر گرا اور مادہ کو دائمی مفارقت کا داغ دے گیا - وہ زندگی بھر پہاڑون اور بیابانون مین اس ظلم و ستم کی فریاد کرتی ہی لیکن عدالت فوجداری سے کچھ چارہ جوئی نہین ہو سکتی - اب مذہب کہان ہی جسکا قانون مصرجی کو اس دفعہ کی خلاف ورزی مین ماخوذ کرتا کہ

میازار مورے کہ دانہ کش است کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

سیٹھ جی کاغذ کے کارخانے مین حساب کی جانچ پڑتال کر رہے ہین - ایک نوعمر مزدور کی چادر مشین مین پھنس گئی غلطی سے چھڑانیکی کوشش کی - ہاتھ لپٹ گیا اور چند لمحون مین اسکی جان معرض خطر مین آگئی - سیٹھ جی نے یہ سب تماشہ دیکھا لیکن شرح اجرت کے نقشہ کی میزان دے رہے تھے اگر عنانِ خیال کو دوسری طرف منعطف کرتے تو شاید حساب مین کچھ پائیون کا فرق پڑ جاتا لہذا "دم بکشیدم" پر عمل کیا - کاریگرون کی جان کی حفاظت سیٹھ جی کے سپرد نہ تھی لہذا تعزیرات ہند انکو کوئی سزا نہین دے سکتا - اب مذہب تو مفقود ہی جو یہ تلقین کرے کہ

چو می بینی کہ نابینا و چاہست | اگر خاموش نشینی بس گناہست

اس درجہ ادنیٰ کی مثالین کہانتک شمار کیجائین - ایوان ترقی کے منزل اعلیٰ مین قدم رکھا تو لکھنؤ کے ایڈیٹون مین اسپارٹا کے بہادرونکی روح پھونکدی عورتین مشترک - بچے مشترک - اسباب خانہ داری مشترک - جائداد غیر منقولہ مشترک اٹھنا بیٹھنا - کھانا پینا - سونا جاگنا سب مشترک - اور اگر زندگی اور موت کے بنانے کا کوئی آلہ اوسوقت تک امریکہ والون نے ایجاد کر دیا تو وہ بھی مشترک - جسکا انجام یہ ہوا کہ شیطان کے دارالسلطنت کی تصویر جو ملٹن نے اپنی مشہور نظم مین کھینچی ہی - لکھنؤ مرحوم کی گلیون کا فوٹو ہو گئی اور بجائے تہذیب و شایستگی مین ترقی کرنے کی ہاتھ کی اپنی بھی جاتی رہی -

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی | کین رہ کہ تو میروی بترکانست

حقیقت یہ ہی کہ متمدن دنیا ایک لحظہ کے لیے بھی امن و آسایش سے اپنا وقت بسر نہین کر سکتی اگر مذہب کا خیال مفقود ہو جائے اور یہی وجہ ہی کہ بنی آدم کے ہر ایک گروہ کو جب اُسنے بیابان وحشت و سرگردانی سے نکلکر منزل شایستگی مین قدم رکھنے کا قصد کیا ہی ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی خاص مذہب

کی پابندی کیجاے تاکہ اسکے اثر سے اخلاق کی اصلاح ہو اور خداوندی جزا وسزا کے اندیشہ سے ان لغزشون سے احتراز کیا جاے۔ جنکے لئے کوئی جابر سے جابر حاکم بھی قانون نہین بنا سکتا۔ بلکہ بعض دانشمندونکا تو یہ خیال ہو کہ مذہب وتہذیب لازم وملزوم یا شرط وجزا کی سی حیثیت رکھتے ہین۔ کوئی لا مذہب قوم مہذب نہین شمار کیجا سکتی اور ہر ایک مہذب گروہ کے لئے ضروری ہو کہ وہ چند خاص اصول اخلاق کا پابند ہو جنکو ہم مذہب کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ ظاہرا اس اجتماع ضدین کی تطبیق دشوار معلوم ہوتی ہو کہ ایک طرف تو تعلیم یافتہ جماعت مذہبی پابندی کے ساتھ دنیوی ترقی غیر ممکن بتاتی ہو اور دوسری طرف تاریخ ثابت کرتی ہو کہ کوئی متمدن قوم دنیا مین ابتک ایسی نہین گذری جو لا مذہب ہو۔ لیکن یہ بحث دراصل لفظی مجادلہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی اور اختلاف کا سبب صرف یہ ہو کہ ہمنے مذہب کا مقصود اور مفہوم غلط سمجھا ہو۔ آؤ۔ کارخانۂ قدرت کے چند تماشے دیکھین تو یہ سارا عقدہ حل ہو جاے۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران — گفتہ آید در حدیث دیگران

پہلے مسجد کے مولویون۔ مندر کے پجاریون۔ گرجا کے پادریون۔ اور دیگر مقتدایان مذاہب کو دیکھو کہ وہ اپنے اپنے عبادات مذہبی مین مصروف ہین کسینے نماز کی نیت باندھی تو گھنٹون ایک طرف کو ٹکٹکی لگائے کھڑا ہو۔ کوئی مہادیو کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا تو کئی کئی پہر گذر گئے اور اسکی آنکھ اپنے معبود کی طرف سے نہ ہٹی۔ کسی نے سجدہ کے لئے گردن جھکائی تو اسکی دعاؤن کا سلسلہ کسیطرح ختم ہی نہین ہوتا۔ مگر اندرونی خیالات اور پرائیویٹ حالات کی تحقیق وتفتیش کرو تو معلوم ہوگا کہ انہین سے کوئی باخدا بزرگ عبادت خانہ سے واپس جاکر لہو ولعب مین مشغول ہوتا ہو اور سمجھتا ہو کہ دو نماز دنکے

درمیان جسقدر گناہ کیے جائین سب معاف ہین - یا ماہ ماتم مین دس روز کی عزاداری سال بھر کی بدکاریون کا کافی معاوضہ ہی - کسی خدارسیدہ کا طرز عمل ثابت کریگا کہ دہرم کا لحاظ اور شودرون اور ملکشون سے پرہیز رکھنے کے بعد - جھوٹ دغا - فریب - مکاری - عیاری سب مباح ہی - کسی عبادت گذار کی فرد اعمال بتائیگی کہ ہفتہ مین ایکدن دنیا کے کاربار سے بچنا اذن عام دیتا ہی کہ بقیہ چھ روز مین جسقدر ظلم - ایذارسانی - حق تلفی - بدمعاشی - اور بے ایمانی سرزد ہو سکے وہ سب قربانی کے خون سے دہلی ہوئی ہی - کسی پاکیزہ صورت بزرگ کا خیال ہوگا کہ صبح سویرے آفتاب کے سامنے سر جھکانا یا روشن انگیٹھی آگے رکھکر چند مقررہ بے معنی یا بامعنی الفاظ کا ورد کرنا - شب و روز کا تمام باقی حصہ رقص و سرود - آوارگی اور بدکاری مین صرف کر دینے کا نہایت کافی معاوضہ ہی - اور کوئی فرشتہ خصلت درویش یہ عقیدہ رکھتا ہوگا کہ چیونٹیون اور چھوٹے چھوٹے کیڑون مکوڑون کی جان کی حفاظت کرنے والے کو - انسانون کو سوا کی ڈگریون - بقایا کی دستکون - چندے کی فہرستون - اور ناجائز قرقیون کی مدد سے ہلاک کرنا مطلقاً معاف ہی -

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت شب اس مکر چاندنی پہ نکر ناگمان صبح

اس گندم نما جو فروش جماعت کو چھوڑکر آگے بڑھو تو اُنکے مقلدین کا ایک گروہ کثیر سامنے آتا ہی جو اپنے وقت کا زیادہ حصہ طلب دنیا مین صرف کرتا ہی لیکن پابندی مذہب کی علت بھی لگی ہوئی ہی - عبادت و ریاضت تو مرشدون سے بہت کم بلکہ صرف برائے نام ہی لیکن بدکاریون اور ایذارسانیون مین اُن سے بہت آگے ہین - پرائیویٹ حالات نہایت شرمناک ہین لیکن مذہب کے معاملہ مین ذرہ برابر بھی جائز یا ناجائز مداخلت کیجاے تو فوراً آگ ہو جائین - تم

تعجب کروگے کہ جب مذہب کے احکام کے یہ پابند نہین تو انکو حمایت مذہب سے کیا سروکار ہی کیونکہ تم راز نہانی سے واقف نہین ہو کہ یہ لوگ سب کے سب مذہبًا خود پرست ہین - انکو اس سے کچھ واسطہ نہین ہی کہ مذہب اسلام کی کیا تعلیم ہی - انجیل مین کیا احکام ہین - وید مین کیا لکھا ہی - اور زردشت کی کیا نصیحت ہی - انکی ساری ہمت و کوشش اسطرف معطوف ہی کہ اُنکے ذاتی خیالات سے کوئی شخص مخالف کیون ہی اور جن مراسم مذہبی کے یہ پابند سمجھے جاتے ہین اُن سے اختلاف رکھنے کی کوئی دوسرا متنفس کیونکر جراءت کرتا ہی - اگر سو کوس کے فاصلہ پر دو سو برس ہوے کہ اُنکے کسی مذہبی عبادتگاہ کو کسی غیر مذہب کے جابر حاکم نے غصب کرلیا تھا تو اسپر خونریزی کے لئے وہ آج تیار ہین لیکن اُنھین کے محلہ مین اُنکا ایک بھائی عبادت خانہ کی اینٹین کھود کھود کر اصطبل بنوا رہا ہی تو کچھ مضایقہ نہین !! اس گروہ کا ہر ایک فرد ایک خاص مذہب کا اسوجہ سے پابند ہی کہ وہ اتفاقات قضا و قدر سے اُس مذہب والے کے گھر مین پیدا ہوا اور اب اُسکی قوت سامعہ یہ الفاظ سننا کسی طرح برداشت نہین کرسکتی کہ کوئی اور مذہب بھی ایسی ہی خوبیان رکھتا ہی جیسی کہ اُسکے دین مین ہین بلکہ کلمۃ الحق تو یہ ہی کہ سواے اُسکے مختصہ مذہب کے دیگر تمام ادیان و ملل کا دنیا مین زندہ رہنا اُسکی ہتک عزت اور ذاتی توہین ہی اور اسیوجہ سے وہ ان سب کو پھاڑ ڈالنے کیلیے درندونکی طرح ہر وقت تیز دندان رہنا اپنا فرض مذہبی سمجھتا ہی -

"اے آسمانی باپ تو اُنکو معاف کر ــــ وہ نہین سمجھتے کہ کیا کرتے ہین "

انکے بعد ایک تیسری جماعت سے ملاقات ہوتی ہی جسمین مختلف مذاہب کے لوگ اس طرح سے ملے جلے ہین کہ انہین کوئی امتیاز دشوار ہی - مذہب

کی ظاہری قید وبندسے۔ وہ آزاد ہین - اور جب تک اُنکا نام ونشان دریافت نہ کرو یہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ وہ کس بانی مذہب کے مقلد ہین - رام ولچھمن کے نام پر جان دینے والے بے تکلف جھوٹ - دغابازی اورمکاری مین مبتلا ہین آ مسیح کے نقش قدم پر چلنے والے حرص - تکبر اور دل آزاری مین فرد ہین - نبوب کے جان نثار - بغض - حسد - ظلم وستم مین ضرب المثل ہین - شراب اور تاڑی ان سب کی گھٹی مین پڑی ہی - اور زناکاری کو بعض نے تو اپنا پیشہ بناکر فنون لطیفہ کی سرحد تک پہنچا دیا ہی لیکن اس دلچسپ تماشۂ فطرت سے خدانخواستہ محروم کوئی بھی نہین ہی - مگر مذہب کے خیال سے پوری آزادی انکو بھی حاصل نہین - دوسرے گروہ کے بہکانے سے خود پرستی کی علت مین گرفتار ہو جاتے ہین اور مذہب کے نام پر جان دینے اور مرنے مارنے پر اُنسے بھی زیادہ مستعدی دکھلاتے ہین - افسوس ہزار افسوس -

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

یہ عبرتناک تماشے دیکھکر خیال پیدا ہوتا ہی کہ اگر مذہب کی پابندی سے یہی احوال مراد ہی تو بیشک ایسی مذہب پرستی کا مٹا دینا ہی اچھا ہی اور یہ بالکل سچ ہی کہ اس طرح کی پابند مذہب قوم ہرگز ہرگز شاہراہ تہذیب کی رہنما نہین بنائی جاسکتی - او خویشتن گم است کرا رہبری کند -

اب خیال کو چھوڑو اور عقل سے کام لو تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ خیالی تماشے سچے ہین لیکن سب سچ نہین ہین یعنی حق کا انحصار انپر نہین ہی - ایک بہت بڑا گروہ دنیا مین اور ہی جو ظاہرا احکام مذہبی کے بجالانے مین سست ہی لیکن درحقیقت نکوکار اور سچا پابند مذہب ہی اور اسکے علاوہ ایک مختصر جماعت مختلف المذاہب اور بھی ہی جو مذہب کی ظاہری عبادات مین مصروف ہی -

اور اُسیکے ساتھ ساتھ تمام برائیون سے محترز و بدکاریون سے متنفر۔ اور اپنے ہادی طریق کے احکام کی حقیقی پابند ہی ۔ یہی وہ گروہ ہین جنکی تعداد مین زیادتی ہونے سے قوم مہذب ۔ شایستہ ۔ معزز اور سربرآوردہ ہوتی ہی اور جنکی مردم شماری مین کمی واقع ہونے سے ملک پر تباہی آتی ہی اور قوم ذلت کے فرشتہ کے سپرد کردیجاتی ہی۔

لاحول ولاقوۃ ۔ اس استغراق سے ہوشیار ہو اور اپنے اصلی معنے پر واپس آو ۔ تم تو اجتماع ضدین کی تطبیق کرتے کرتے دنیا کے گورکھ دھندے مین خود ہی پھنس گئے ۔

ہندوونکی مقدس کتابون مین لکھا ہی کہ جب دنیا مین فسادات بہت پھیل جاتے ہین اور زمین ظالمون اور بدکارون کے بوجھ سے عاجز آجاتی ہی تو وہ اپنے خداوند کی خدمت مین فریادی بنکر حاضر ہوتی ہی اور اسکی مصیبت دور کرنے کیلئے ایک اوتار جنم لیتا ہی جو اُن ظالمون اور بدمعاشون کو فنا کرکے دنیا مین دوبارہ امن وامان قائم کرتا ہی ۔ یہی خیال کسیقدر فرق کے ساتھ یہودیون عیسائیون ۔ اور مسلمانون کی کتابون سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہی ۔ تمام موجدین اور مصلحین مذاہب اُسیوقت عالم وجود مین آئے ہین جبکہ قدیم قومی مذہب مین کوئی خاص فتور پیدا ہوگیا ۔ دنیا مین کشت و خون کی کثرت ہوئی ۔ بر و بحر مین فساد ظاہر ہوے ۔ بدکاریون اور مظالم کا بار برداشت سے زیادہ ہوگیا اور ایمانداری باقی نرہی ۔ بانیان مذاہب کی تعلیم و تلقین کا ماحصل زیادہ تر یہی ہوتا ہی کہ "بدی سے بچو اور نیکی کی کوشش کرو"۔ برائیون کی فہرست تو تمام شایستہ مذاہب مین قریب قریب یکسان ہی البتہ نیکی کی تعریف مین سقراط کو شبہہ تھا اور اُسکے ایسے صحیح حدود جنکو تمام دنیا تسلیم کرے آجتک معین نہین کئے جاسکے ۔ حکما نیکی کو دو حصون مین تقسیم

کرتے ہین - ایک تو وہ نیکیان جنسے دوسرے ابناء جنس کو نفع پہنچتا ہو اور دوسرے وہ اعمال خیر جنسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا اور قوت روحانی مین اضافہ ہو کر عبد و معبود مین واسطہ مستحکم ہوتا ہو - پہلی قسم کی بھلائیان - برائیون کی طرح تمام عالم مین مشترک ہین - صرف تزکیہ نفس سے متعلق جو نیکیان ہین اُنمین اختلاف ہی اور اسی نسبتاً غیر ضروری شئ کی وجہ سے دنیا مین اسقدر فسادات ہوے ہین کہ شاید زمین - زر - زن کے مجموعی اثر سے جتنی خونریزیان ہوئین اُنسے اِسکا پلہ بھاری ہو - باوجودیکہ ایسا کوئی مذہب بتایا نہین جاسکتا جسنے صرف تزکیہ نفس کے اعمال تلقین کئے ہون اور نکوکرداری کے بغیر نجات دائمی کا صاف وعدہ کیا ہو - بلکہ حقیقت تو یہ ہی کہ نکوکرداری بغیر تزکیہ نفس کے وجود مذہب کی اصلی غرض پوری کردیتی ہی اور تزکیہ نفس کے اعمال بغیر تقویٰ کے زیادہ سے زیادہ مثل ایک حسین عورت کے ہین جو مردہ ہو -

اگر کوئی انسان زناکاری - بدنظری سے بچتا ہو - جھوٹھ نہ بولتا ہو دغابازی اور بے ایمانی سے نفرت کرتا ہو - ریا - بغض - حسد - کینہ سے اُسکا دل صاف ہو اور ہر اپنے پرائے کیساتھ نیک سلوک اور احسان کرتا ہو تو وہ خواہ کسی مذہب کا پابند ہو یا نہ ہو ہر ایک مذہب کی اعلیٰ تعلیم کا نمونہ ہی - تمام دنیا کو اُسکی یکسان ضرورت ہی اور کل نوع انسانی کو اُسکی برابر تعظیم کرنا چاہیئے -

برخلاف اسکے جو گروہ اس منش کا ہی کہ مسجد مین نماز مغرب ادا کرنے اس امید پر گئے کہ راستہ مین خوبصورت تنبولن سے چار آنکھین ہوجاینگی - اربعین مین پان کھانا اس نیت سے چھوڑدیا کہ برادران وطن کے مجمع مین عزت ہوگی - کاشی جی کو ہجرت کر گئے اس توقع سے کہ غریب جاتریون کو بھاری سود پر

قرضہ دیا جائیگا۔ دو گھڑی رات رہے سے اشنان کے لئے اُٹھ بیٹھے اس تمنا مین کہ خوبصورت کہاری سے تنہائی مین دو دو باتین ہو جائینگی۔ صبح سے کلیسا کا طواف کرنے لگے اس لالچ مین کہ پادری صاحب کی لڑکی سے ہاتھ ملانے کا موقع ملے گا!!!

یہ دراصل کسی مذہب کا پابند نہین۔ اسپر ہر ایک مذہب یکسان لعنت کرتا ہی بلکہ اُنھین جیسے آدمیون کو ہدایت یا فنا کرنے کے لئے دنیا مین نئے مذہب پیدا ہوا کرتے ہین۔

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قصہ مختصر ازل سے لیکر آجتک دنیا جس مذہب کی ہمیشہ پابند رہی اور جسکی سخت پابندی ترقی تہذیب کے لئے لازمی ہی وہ ان دو لفظون مین بیان ہو سکتا ہی کہ "بدکاریون سے بچو اور ایسے نیک کام کرو جنسے دوسرون کو نفع پہنچے" اگر اس سچے مذہب کی پابندی کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور صفائی باطن کی بھی کوشش کی جاسے (خواہ اُسکا طریقہ موقع اور محل کے خاص حالات کی وجہ سے کچھ ہی ہو) تو بہت بہتر ہی۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ اس مذہب کی پابندی سے شائستگی و تہذیب کے مدارج طے کرنے مین کوئی رکاوٹ پیدا نہین ہو سکتی لیکن اس ضروری مذہب کو چھوڑ کر تزکیہ نفس کے سہل اور کم رتبہ اعمال کو اختیار کر لینا۔ مسجدون مین ٹکرین مارنا۔ تعزیہ خانون مین آنسو بہانا۔ مندرون مین گھنٹے بجانا۔ دریاؤن مین غوطے لگانا۔ صرف فضول اور بیکار ہی نہین بلکہ جنون کا ایک شعبہ ہی اور اس قسم کی مذہب پرستی جسقدر جلد دور کیجاسکے اُتنا ہی ملک کے لئے زیادہ مفید ہی۔

ایک تیسری شکل اور بھی ہی کہ نہ مذہب کے سخت احکام کی پابندی

کرو۔ نہ تزکیہ نفس کے آسان اعمال مین وقت ضایع کرو بلکہ آزاد اور بے قید رہکر شب و روز دنیا کے کاروبار مین مصروف رہو۔ اس حالت کا انجام خراب ہی ورنہ مین کہتا کہ یہ صورت ظاہری مذہب پرستی سے بہت زیادہ اچھی ہی کیونکہ اسوقت کم سے کم وہ رباعی تو تمہارے اوپر صادق آسکیگی جو کہا جاتا ہی کہ ایک شوخ طبع مغنیہ نے فی البدیہہ تصنیف کرکے ایک شیخ وقت کو سنائی تھی۔

شیخے بزن فاحشہ گفتا مستی
کز خیر گسستی و بہ شر پیوستی
زن گفت چنانکہ می نمایم ہستم
تو نیز چنانکہ می نمائی ہستی

راقــــــم

بقلم "غریب الوطن" سنبھل ضلع مراد آباد۔
جولائی ۱۹۰۹ء

از مذہبم مپرس کہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

تاریخ

جس طرح تخت کے لئے بادشاہ۔ خاتم کیواسطے نگین موجب عزت افزائی اور باعث زیب و زینت ہی اُسی طرح دنیای سخن کیلئے جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی کی ذات مایۂ ناز اور موجب افتخار ہی فارسی زبان اگرچہ ہندوستان سے اُٹھ گئی مگر اُسکے جاننے والے اور سمجھنے والے اب بھی بہت ملینگے۔ اور انھیں مگر ذوق سخن کو پورا کرنے کیلئے اکثر بزرگ اسی زبان مین فکر شعر کرتے ہین۔ جناب خواجہ کی منزلت دنیای شاعری مین اتنی ارفع و اعلی ہی کہ ہمارا اُسکے متعلق کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ جو لوگ واقف ہین وہ اُنکے پایۂ شاعری کا اسی سے اندازہ کرلین کہ علامہ شبلی نعمانی جیسے جلیل القدر شاعر اون سے فخر تلمذ رکھتے ہین۔ خواجہ عزیز الدین صاحب نے فی الحال الناظر کے اجرا کی تاریخ اور ایک قصیدہ جو اس پرچہ مین شایع کیا جاتا ہی ہمین مرحمت فرمایا ہی اور آئندہ کیلئے بھی امید ہوتی ہی کہ خواجہ کی نظر توجہ الناظر کے حال پر مبذول رہیگی۔ بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است:۔

رباعی تاریخی

الناظر اگرچہ آینئے ہست ہمین
مرآت صفاست بہر ارباب یقین
گر چشم سنین طبع داری بنگر
جا ئیست جہان نمای ہر صفحہ دراین

۲۷ ۱۳ م

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

نمبر ۲

زمانہ موجودہ کے ایک حکیم لیسٹر نیو[۱] کا یہ مقولہ بالکل صحیح اور مطابق واقعہ ہی کہ "کسی قوم کے تمدن و تہذیب کا درجہ اندازہ کرنے کا طریقہ اس قوم کی عورتون کی حالت ہی"

وہ اقوام جنمین محنت کا یہ غیر فطری اصول ابتک جاری ہی اُنھون نے اپنی اصلی حالت کو مطلق نہین بدلا اور تمدن و تہذیب کے دائرہ مین وہ آجتک قدم نہ رکھ سکین ۔

بہت سے سیاحون اور علمار (اینھنالوجی) علم الانسان نے یہ بیان کیا ہی کہ ہماری نظر سے اکثر ایسی قومین گذری ہین جو بلحاظ اپنی ذہانت اور طباعی کے غیر معمولی قابلیت رکھتی ہین مگر چونکہ ان مین عورتون کو بہت زیادہ کام کرنا پڑتا ہی اور تقسیم عمل کا جو فطری اصول اصناف مین قائم ہوگیا ہی اُنمین نہین مانا جاتا اسلئے وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکین اور اپنی اسی وحشت کی حالت پر قائم اور قانع ہین ۔ چونکہ مرد صرف جنگ اور شکار مین حصہ لیتے ہین اسلئے سوا اسکی کہ اسلحہ مین تو کچھ اصلاح ہوئی ہی باقی کوئی شئے بدل نہ سکی ۔ کیونکہ عورت کے ذمہ زراعت اور کاسہ گری کا کام آکر پڑا جو اسقدر سخت ہی کہ نہ تو وہ اس کی حالت کو ترقی دیسکتی ہی اور نہ دیتی ہی ۔ یہان بھی اگر کسی چیز کو ترقی ہوئی ہی تو وہ اسکے فطری جذبات امومتہ کو ۔ کام کرنے پر وہ مجبور ہی اور اسیکے ساتھ ہی

[۱] مونسٹ نمبر ۲ جلد ۴ بابتہ جنوری ۱۸۹۴ء

بچہ کی نگاہداشت اسکی الفت بھی اُسکے ساتھ ہی - اسلیئے اپنی محنت کم کرنے کو وہ اپنی فطری خدمت یعنی بچہ کی حفاظت مین کچھ نہ کچھ اختراع کرتی ہی جس سے بچہ کو بھی تکلیف نہ پہنچے اور وہ اپنے فرایض امومۃ کو اچھی طرح انجام دیسکے - علم الانسان کی کتابون کا مطالعہ کرو اور اُن سیاحون کی سیاحت نامون کو دیکھو جنھون نے اپنی عمر کا ایک حصہ ان وحشی اقوام مین رہکر ان کی حالت کی جستجو مین صرف کیا ہی تو تمکو ایسی تصویرین نظر آوینگی جنمین یہ دکھایا گیا ہی کہ عورت کام بھی کرتی ہی اور کیسے کام نہایت مشکل مگر اسکے ساتھ حکمت عملی سے اپنے بچے کو بھی لٹکائے ہوے ہی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زراعت اور دوسرے وہ کام جو مردون کو کرنا چاہیئے ہم عورتون کے سپرد کرکے ان کامون کی ترقی روک دیتے ہین -

انسانیت کے اس درجہ سے نکلکر اب جب ہم متمدن اقوام کی حالت پر نظر ڈالتے ہین تو وہان یہ مسئلہ کہ عورت کا محنت و مشقت کرنا بالکل اسکی حالت کے لحاظ سے غیر فطری ہی مشکل ہو جاتا ہی - اسکا سبب صرف یہ ہی کہ موجودہ تمدن کی عمر اسقدر کم ہی کہ اسکے نقصان وہ نتایج تک ابھی ہماری رسائی اچھی طرح نہین ہوئی ہی - ہم یہان اس مسئلہ پر بحث کرینگے کہ عورت کی محنت و مشقت ہیئۃ اجتماعیہ (سوسائیٹی) کی ضروریات مہیا کرنے کے واسطے بالکل غیر ضروری ہی - یہ کام صرف مردون ہی کی محنت سے ہو سکتا ہی -

ہماری ضروریات مین کسی مزید اضافہ کے لئے عورت کی محنت بالکل بیکار ثابت ہوئی ہی کیونکہ یہ مردون کی محنت کی قدر و قیمت مین تخفیف کردیتی ہی - یورپ مین جہان ہزارون عورتین کارخانون مین کام کرتی ہین وہان مرد روزگار کی تلاش مین سرگردان پھرتے ہین - اگر علم الاقوامی حیثیت سے دیکھا جاوے تو بھی یہ طریقہ بالکل غیر فطری نظر آتا ہی - اس عمل کا نتیجہ یہ ہی کہ مردون مین جبریہ کاہلی اور عورتون مین

فضول مشقت کی عادت پیدا ہو جاتی ہی جو اصناف کے اس فطری ربط پر جسکو فطرت نے ہر ذی حیات مین قائم کیا ہی بالکل پانی پھیر دیتا ہی۔

اموات شعاری کے نقشون سے پتہ چلتا ہی کہ اُن ممالک مین جہان تجارتی اور صنعتی زندگی بہت اچھی حالت مین ہی بچون اور عورتون کی اموات کی تعداد بہت زیادہ ہی۔ چونکہ یہ مضمون بہت طویل ہو جائیگا اس وجہ سے مین اس موقع پر ان نقشون کا درج کرنا مناسب نہین سمجھتا۔

امومتہ بجاے خود ایک نہایت درجہ مشکل کام ہی مگر خدا نے اولاد کے ساتھ مان کو کچھ ایسی محبت دیدی ہی کہ وہ اس تکلیف کو مطلق محسوس نہین کرتی اور اولاد کے واسطے اپنی جان تصدق کرنے کو طیار رہتی ہی۔ اب اس پر کارخانجات کی محنت کا اضافہ کرو۔ اللہ اکبر۔ اس کشمکش مین خدا ہی نے کہا ہی کہ کوئی کتنا ہی قوی سے قوی شخص ہو اسکی تندرستی قائم نہین رہ سکتی۔

ایک وجہ اور بھی ہی کہ جسکی بنا پر عورت کو اسقدر شدائد مین حصہ نہ لینا چاہیئے اور وہ یہ ہی کہ اسکی خوبصورتی اور دلفریبی اس سے بالکل جاتی رہتی ہی۔ حالانکہ اُسکے جسم۔ چال۔ طرز بود و باش۔ لباس۔ عادات۔ غرض ہر ایک چیز مین ایک نزاکت وحسن ہونا چاہیئے۔ ایک حکیم نے کہا ہی اور بہت ٹھیک کہا ہی "کہ جسطرح قوت و زور مردون کا جوہر ہی اسیطرح نزاکت ولطافت عورتون کا جوہر ہی یا یون کہنا چاہیئے کہ نزاکت سے تمہاری زنانہ زندگی کا اظہار ہوتا ہی اور طاقت وقوت اور اعضا کی مضبوطی ہماری زندگی کا ایک مردانہ پہلو ہی" ایک عورت اپنی صفت مین کامل اُسوقت کہلائیگی جب اُسمین نزاکت اور لطافت بدرجہ اتم پائی جاتی ہو اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے اسکا تمام سخت کامون سے علٰحدہ رہنا ضروری و لازمی ہی۔ چونکہ

اعضاء انسانی پر اُسکے اندرونی جذبات کا ایک اثر پڑتا ہی اسلیئے ان اعضا کی بناوٹ وخوبی مین جذبات کو خاص مرتبہ حاصل ہی - ایک عورت اُسیوقت خوبصورت اور نازک اندام ہوگی جب اُوسکے روزمرہ کے جذبات شیرین ولطیف ہونگے - یہی وجہ ہی کہ موجودہ پردہ جسمین عورتین قید رہتی ہین اور ہر وقت آپس کے تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے غم و رنج کھایا کرتی ہین انکی صحت پر برا اثر ڈالتا ہی - جسکا اثر جیسا ہم آگے چلکر بیان کرینگے ہماری سوسائٹی پر بہت برا پڑتا ہی -

تنازع للبقا کے مصائب اور محنتون مین عموماً قوی و سخت جذبات مثلاً - غصہ - نفرت - جوش - بہادری - جرأت سے سابقہ ہوتا ہی - یہ جذبات افراد انسانی کی قوت وعظمت پر خواہ کچھ بھی اثر ڈالین لیکن عورت کی دلفریبی اور نزاکت مین مطلق اضافہ نہین کرتے بلکہ اور اُسکو نقصان پہنچاتے ہین - وہ عورتین جو سخت کام کرتی ہین اکثر بدہیئت اور بدقوارہ ہوجاتی ہین - ان مین زنانہ پن کم ہوتا ہی - وہ اپنی نسائی خصوصیات جو انکا جوہر ہین بالکل کھو بیٹھتی ہین -

اس موقع پر بہت سے اعتراضات پیدا ہوتے ہین - لگے ہاتھون ہم انکا بھی فیصلہ کیئے دیتے ہین - عورتون مین نزاکت و خوش اندامی حسن وجمال کا خواہشمند کون ہی - مرد ہی - اسلیئے اس قسم کی خواہش اسکی خودغرضی پر مبنی ہی جو نتیجہ ہی مردانہ خودستائی کا - اس قسم کی خواہشات سے اسکا مقصد عورت مین ایک عام سستی و کاہلی پیدا کردینا ہی تاکہ وہ اسطرح کمزور ہوکر مردون کی حسب خواہش عورت بن جائے - اسلیئے وہ امور جنکا تعلق فرقہ ذکور کے ذوق اور عادات سے ہو مستقل بالذات قانون قدرت نہین ہوسکتے -

مگر یہ اعتراض بالکل ہی غلط ہی اسلیئے کہ نزاکت و لطافت مردون کی خودغرضی

ولالچ کا نتیجہ نہین ہین۔ وہ عورتون مین نزاکت کا ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ آنکے
حسن وجمال کا اُنپر ایک قوی اثر پڑتا ہی اور وہ اس سے لطف اُٹھاتے ہین۔ بلکہ
یہ لطافت ونزاکت۔ حسن وجمال بنی نوع انسان کی معاشرتی اور جسمانی ترقی
پر بہت بڑا اثر ڈالتے ہین۔ یہ ایک ایسی ہمیشہ کارکن اور اخلاقی طاقت ہی کہ ہماری
سوسائیٹی کو ہر وقت فائدہ پہونچاتی رہتی ہی۔ اسکے نتائج اس امر سے کہ عورت
محنت ومشقت کی تکالیف برداشت کرے کہین زیادہ کارآمد ہین۔ وہ ایک
گلاب ہی جسکی مستانہ خوشبو ہماری سوسائیٹی کے باغ کو مہکا رہی ہی۔ یہ زنانہ
لطافت اور الفت ہی کا نتیجہ ہی کہ مردون مین مادری الفت اور تمام دوسرے
لطیف جذبات پائے جاتے ہین۔

نزاکت کمزوری کی ایک خوبصورت شکل ہی لیکن چونکہ انسان اس صفت کا عموماً
عورت ہی مین ہونا اچھا سمجھتا ہی جسمین محبت والفت کے شیرین جذبات بھرے
ہین اسلئے قانونِ تسلسل خیال کی بنا پر نزاکت کا احساس اور جذباتِ الفت
اسقدر ایک دوسرے سے گھل مل جاتے ہین کہ دونون مین کسی قسم کا امتیاز
نہین باقی رہتا ہی۔ اور جب ایک دفعہ یہ اتحاد قائم ہو گیا تو اب جتنی نازک اور لطیف
چیزین ہمارے پیش نظر ہونگی وہ سب محبت کے جذبات کو برانگیختہ کرینگی۔ یہ
اتحاد اس درجہ ترقی کر جاتا ہی کہ بجائے نزاکت کے کمزوری سے بھی اسکو ایک
قسم کا ربط ہو جاتا ہی کیونکہ ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ نزاکت کمزوری کی ایک موزون
وخوبصورت شکل ہی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ ہر ایک کمزور چیز ہمکو بعض اوقات بھلی
معلوم ہوتی ہی اور محبت اور کمزوری مین بالذات ایک تلازم قائم ہو جاتا ہی۔ یہی
وجہ ہی کہ چھوٹے بچون کے ساتھ خواہ مخواہ محبت ہوتی ہی۔ عورت کی جسمانی نزاکت
ایک شعاع ہی جو مردون کے نازک جذبات کو برانگیختہ کرتی ہی۔ ہماری بڑی

خیالات پریشان

نمبر اول

حُسن کامل

حسن کامل صدق کامل صدقِ کامل حسن ہست
چشم بکشا حسن بنگر گیر فرح لازوال
(جان کیٹس)

چار ہی پانچ برس ابھی گذرے ہین مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ع مدتین گذرین ٹہانہ ہو گیا + جب انگریزی علم ادب کے استادان سخن کا کلام زیر مطالعہ تھا میرے نہایت عزیز بھائی مولانا سید عبد الحفیظ مرحوم ادق مضامین اور فلسفیانہ نکات کی توضیح اور مطالب کی تشریح کر دیا کرتے تھے - جرح و تعدیل بحث و مباحثہ بھی ہوا کرتا تھا - السنۂ مختلفہ کے شعرا کے کلام کا موازنہ بھی ہوتا تھا - غرضکہ عجیب لطف سے زندگی بسر ہوتی تھی - مگر اب تو ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا + اسی زمانہ کی چند پر لطف بحثین ابتک دماغ کے کسی دور افتادہ گوشہ مین پڑی ہوئی ہین جب کبھی یاد آجاتی ہین صدار بازگشت کا مزہ ملجاتا ہی - ناظرین الناظر کے تفنن طبع کے لیے صفحۂ قرطاس پر اعادہ کیا جاتا ہی - چونکہ بحث مندرجۂ عنوان مین جدت سے کام لیا گیا ہی اسلئے امید نہین ہی کہ نئی روشنی کے بزرگ ظاہر پرست اور مجاز کے شیدا پسند فرمائین غالباً کالا بد بریش خاوند کے مصداق یہ غیر مسلسل خیالات ہونگے تمہیداً یہ عرض کر دینا غیر موزون نہ ہوگا کہ ان خیالات کے سرچشمہ مولانا سید عبد الحفیظ مغفور تھے اگر اُن کے قلم سے انکا اظہار ہوا ہوتا تو شاید کسی کو بھی چندان اختلاف نہ ہوتا کیونکہ موج آب کی طرح موجِ خیال بھی اپنے موارد سے موثر ہوجایا کرتی ہی -

نظم کی دنیا مین دو ایسے کامل سخنور گذرے ہین جو بلاشبہ فقید المثال ہوتے اگر موت ظالم موت بے ہنگام موت انکی زبان وقلم کو قبل از وقت نہ روکدیتی اب بھی جو تھوڑا بہت وہ لکھکر چھوڑ گئے ہین وہی انکو استاذ سخن کا معزز خطاب دلانے کے لئے کافی ہی۔ عجیب بات ہی کہ دونون شاعر اگرچہ ایسی سرزمین مین پیدا وپروردہ ہوے جنمین واقعی مشرق ومغرب کا فرق تھا۔ مگر دونون کا خاتمہ عین عنفوان شباب مین ہوا دونون کے مواقع اور حیثیات مین اتفاق ذاتی تھا شاعری مین بھی بوجہ توافق رہا اور خاتمہ ایک ہی طرح کا ہوا۔ طرفہ بن عبد فخر شاعران عرب ہژدہ سالگی مین ایک ظالم فرمانروا کے جوش انتقام کا شکار ہوا اور جان کیٹس عالم شباب مین ظالم مرض سل کا صید بنا۔ دونون مین سے کسی کو بھی اتنا موقع نہ ملا کہ اپنی شاعری کو اپنے دلخواہ ترقی دیکر معراج کمال پر پہونچاتا یا بقول علامہ بدیع ہمدانی شباب کی خامی اور تلون کو کہولت کی سنجیدگی وپختگی اور یکرنگی سے تبدیل کرتا۔ ایسے رنجدہ خیالات کا دافع پروفیسر سیبری کا یہ تسکین دہ قول ہی کہ "اگر ایسے افراد کی حیات کے پٹہ مین توسیع کردیجاتی تو وہ نظام دنیا مین ایسا غیرمعمولی انقلاب پیدا کردیتے جو منشار قدرت کے سراسر خلاف ہوتا"

طرفہ وجان کیٹس کی شاعری پر بحث اسوقت مدنظر نہین اور نہ انکا مرثیہ لکھنا مقصود ہی بلکہ آخر الذکر کے تین مختلف مصرعون کے مطلب ومفہوم پر غور کرنا منظور ہی:۔

جان کیٹس کے تین مشہور ومعروف مصرعے جو مختلف مواقع پر اور مختلف نظمون مین پائے جاتے ہین بلحاظ وسعت مطالب عجیب وغریب ہین اوران مصرعون کا مطلب ہر شخص اپنے عقل وفکر کے مطابق سمجھتا ہی ع فکر ہرکس بقدر ہمت اوست + جان کیٹس کا اور کلام جانے دیجئے میری رائے ناقص مین تو یہی تین مصرعے کسی شاعر کو سند استادی دلاسکتے ہین۔ وہم ہذا۔

(۱) آن حسین باشد کزو ہموارہ گیری انبساط (حسین شے ابدی خوشی ہی)

(۲) غیر فانی آن بود بیشبہہ باشد لایزال (حسن کبھی فنا نہین ہوتا)

(۳) حسن بیشک صدق باشد صدق حقا حسن ہست (حسن سچائی ہی اور سچائی ہی حسن ہی)

حسن اور حسین کی جیسی جامع اور مانع بلکہ ایک حد تک منطقی مگر مختصر تعریف اِن مصرعون مین پائی جاتی ہی بجز حکیم العرب زہیر ابن ابی سُلمیٰ کے کلام کے اور کسی نظم و نثر یا اخلاق و فلسفہ کی کتاب مین نہین ملسکتی ۔ لطف تو یہ ہی کہ جسقدر زیادہ غور و خوض کیا جائے اُتنا ہی زیادہ عمیق مفہوم ہاتھ آتا ہی۔

کیٹس کہتا ہی کہ حسن کی تین لازمی اور لابدی صفات وخصوصیات ہین بالفاظ دیگر جو ان خصوصیات سے معرّا ہو وہ حسین کہلائے جانیکا مستحق نہین ہی۔ اولاً حسن باعث ازلی وابدی خوشی کا ہی۔ ثانیاً حسن غیر فانی ہی کبھی فنا نہین ہوسکتا ثالثاً حسن و صدق الفاظ مترادف ہین یعنی حسین وہی ہی جس سے ازلی وابدی خوشی حاصل ہو سکے وہ خود غیر فانی اور مملو بالصدق ہو۔ نمایش دریا سے سروکار نہو ظاہر ہی کہ اس قسم کے حسن کا ترجمہ خوبصورتی نہین کیا جاسکتا کیونکہ آخر الذکر لفظ ایسے خیالات کا ہمقرین ہی جو جسم سے اسقدر متعلق ہین کہ اُنکا جدا کرنا ناممکن ہی اور جس حسن کا جسم سے تعلق ہی وہ حادث اور یقیناً فانی ہی۔ کوئی فانی شے ازلی و ابدی مسرت نہین دیسکتی مگر بالفرض اور اگر ہند و فلسفہ کے اصول مایا یا واہمہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ایسی خوشی اور ایسا حسن صادق بھی نہین کہا جاسکتا ۔ چونکہ خوبصورتی یا جسمانی حسن صفات ثلاثہ سے خالی ہی اسلئے موجودہ مبحث مین اُسے نظر انداز کرنا پڑا۔ ممکن ہی کہ کوئی صاحب کیٹس کی تعریف حسن کے سرے ہی سے منکر ہون اُنکی خدمت مین عرض ہی کہ حسن اور خوبصورتی کا مفہوم ہر ملک و ہر قوم کا بالکل جداگانہ ہی ۔ جو ایک ملک مین حسین ہی وہی دوسرے ملک مین قبیح و کریہ ہی۔

جسے اہل عرب سرتا سر حسن و قابل پرستش سمجھتے ہین اُسے اہل ہند معیوب و قابل نفرت ۔ حضری و بدوی و وحشی کیا بلکہ خود اقوام متمدنہ اس مسئلہ پر باہمدگر مختلف ہین لیکن کیٹس نے جو تعریف ایجاد کی ہے وہ ایسی عام اور پھر ایک حد تک اس قدر خاص ہے کہ اُسکے صائب ہونے سے کوئی صاحب عقل سلیم انکار نہین کرسکتا ۔ کیٹس کا قائم کردہ معیار حسن ایسا ہے جو ہر ملک ہر موسم ہر قوم مین یکسان صادق ہے جسکی صحت سے نہ عرب منکر ہے نہ عجم اور پھر جانچ مین اتنا کامل کہ جہان پرکھا اصلیت کھلگئی ۔ صاف معلوم ہوگیا کہ کسکا حسن محض اُس رنگ برنگ سانپ کیطرح ہے جو آنکھونکو بھلا لگتا ہے مگر زہریلا اتنا ہے کہ اُسکا کاٹا پانی نہین مانگتا ۔ کون اندراین (حنظل) کے پھل سے خوبصورتی مین مشابہ ہے جسکی اصلیت سخت ناخوش آیند تلخی ہے اور کون فی المثل خوش پوش مدقوق بظاہر سرخ و سفید مگر باطن مین اشد مریض قریب الموت ہے ۔ اگرچہ مقیاس حسن اس حد تک اعلیٰ ہے تاہم حسن و حسین ہمارے عنقا کی طرح خیالی الفاظ نہین ہین جنکا نام تو ہے مگر وجود ندارد ۔ ظاہر ہے کہ محولہ بالا صفات و خصوصیات اس ذات مستجمع صفات مین موجود ہین جسکی لقا کا سودہ کیٹس مین اشارہ ہے جس سے بالاتفاق ایسی فرحت حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہین ہوسکتی ۔ وہ نہ تو فانی ہی ہے اور نہ اُس مین کذب و دغل ریا و نمایش کو دخل ہے ۔ اُسکا حسن اس درجہ کا ہے کہ اسکا ارادہ تک اُس سے متاثر ہے یعنی خالی از حسن نہین ۔ اس حسن کے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر پرتو اور نہایت سچے عکس حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات روحی فداہ ہین اور چونکہ آپکا ہر قول ہر فعل بمصداق وما ینطق عن الھویٰ ان ھو وحی یوحیٰ حسن کامل سے ماخوذ ہے لہذا اُن سب مین بجام خود ایسا حسن موجود ہے جس سے مادی مرکز نظر پر رہکر بھی انکار نہین کیا جاسکتا ۔ آپکے

افعال و اقوال شریفہ کے حسن مین وہ تاثیر وہ قوت جاذبہ ودیعت کی گئی ہی۔ جسکے تتبع و پیروی سے خود عامل بنفسہ اسقدر حسین ہو جاتا ہی کہ اسکی ہر ادا پیاری اور ہر بات دلکش معلوم ہوتی ہی۔ اسوقت دنیا مین اگر کوئی حقیقی و اصلی حسن ہی تو وہی ہی جو اُس مجموعہ مین پایا جاتا ہی جس سے بڑھکر اخلاقی تعلیم کسی اور کتاب مین نہین ہی۔

مضمون ابھی ناتمام ہی اس مسئلہ پر کماینبغی غائر نظر نہین ڈالی گئی حکیمانہ اور کاسماپولیٹن روش سے بحث نہین کی گئی مگر مجبوری ہی کیونکہ ارشاد ہوتا ہی

هست باقی شرح این لیکن درون | بسته شد دیگر نمی آید برون

ہمچو اشتر ناطقہ اینجا بخفت | او بگوید من دہان بستم زگفت

لیکن اگر ایڈیٹر صاحب الناظر نے اظہار پسندیدگی فرمایا تو[5]

باقی این گفتہ آید بے گمان | از نئے آن کس کہ دارد نور جان

اگر ناظرین الناظر متذکرہ بالا توضیح مطالب سے اختلاف فرمائین یا اُسے التفسیر بما لا یرضیٰ قائلہ سمجھین تو مجھے امید ہی کہ وہ براہِ کرم کل اناء یترشح بما فیہ کو پیش نظر رکھکر اور میری ژولیدہ بیانی کو للناس فیما یعشقون مذاہب کا مصداق سمجھکر مجھے معاف فرماوینگے۔

وانا فیمن یقال

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد نام

بالا نگر اے دل شفق سرخ ہویداست | بر گردن جلاد فلک خون شہید است

فغان کز بہر ہر کس بودہ باشد بلدۂ مادا | کہ ہر دیوار و در صد کربلا بار د بلا آنجا

نہ ہر سو بادۂ صافی نہ ساغر بر کف ساقی | نہ خم در خمکدہ باقی نہ صہبا در خم صہبا

حافظ عبد الصمد یوسفی کاکوروی

[5] ضرور۔ ایڈیٹر

خون ناحق

موجودہ طرز تعلیم زندگی کی خوشیون کا خون کردیتا ہی اور یہ خون ناحق ایکدن رنگ لاکے رہیگا۔ مسئلہ تعلیم کا ایک مستند اہل الرائے اس دعوے کے ثبوت مین لکھتا ہی۔ "لڑکے جبتک کہ وہ اسکول نہین بھیجے جاتے زندگی کی تمام خوشیون سے لطف حاصل کرنے۔ مفید مشاغل مین مصروف رہنے۔ غور و خوض کی قوتون کو بڑہانے اور ماہیت شئے کی دریافت مین کوشان رہنے مین اپنا تمام وقت صرف کرتے ہین مگر جون ہی کہ وہ اسکول مین داخل ہوتے ہین اُن کی حالت بالکل تبدیل ہو جاتی ہی۔ وہ لطف۔ مصروفیت۔ تحصیل علم اور حقیقت اشیاء کی دریافت سب کے سب نہایت ہی قلیل مدت مین مفقود ہو جاتے ہین"۔

اس کا علاج کیا ہی؟

وہی اہل الرائے اسکا جواب یون دیتا ہی:۔ "صرف ایک ہی عملی طریقہ ہی جس سے تعلیم کا پہلا اور اصلی مقصد حاصل ہو سکتا ہی اور وہ یہ ہی کہ لڑکے اُسوقت تک مدرسون مین ایسی تعلیم جو سوسائٹی کے ہر فرد کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہی حاصل کرنے نہ بھیجے جائین جبتک کہ پہلے اس بات کی تحقیقات نہ کرلی جاے کہ لڑکے کی ذہنی قابلیت کس پایہ کی اور اس کا رجحان طبیعت کس علم کی طرف ہی۔ موجودہ مدارس پر اگرچہ بے شمار روپیہ صرف ہو چکا ہی پھر بھی لڑکون کا رجحان طبیعت دریافت کرنے کیلئے ایک تعلیم گاہ کسی قدر بڑے پیمانہ پر قائم ہو سکتی ہی۔ جہان لیبوریٹری[۱]۔ باورچیخانہ۔ باغ اور ممکن ہو تو فارم[۲] بھی ہو

[۱] یہان سائنس کے اصولون پر تجربہ کرکے عملی نتائج اخذ کئے جاتے ہین۔ [۲] یہان چھوٹے پیمانہ پر مختلف چیزون کی کاشت کی جاتی ہی اور مویشی پالے جاتے ہین۔

یہان لڑکے ایک اچھی دنیا مین ہون گے - جہان اُن کے لئے ہر قسم کی دلچسپی کا سامان ہوگا - جہان اُنکی دماغی اور جسمانی قوتون پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہوگا اور جہان اُن کے مذاق اصلی کو ترقی کرنے اور حقیقی حالت مین ظاہر ہونے کے پورے مواقع ہون گے - اور عمدہ نگرانی مین رہکر یہ بات دشوار نہ ہوگی کہ نسبتاً بہت ہی قلیل عرصہ مین ہر لڑکے کی قابلیت کا وسیع اندازہ ہو سکے -

اگرچہ ایک مختصر تعداد ایسی بھی پائی جائے گی جسے فطری طور پر صرف علم ادب ہی کی تحصیل کا شوق ہوگا لیکن کثرت سے لڑکے ایسے نکلین گے جنکے لئے دوسرے قسم کے مدارس کا انتظام کرنا ہوگا - ان مدارس مین علحدہ علحدہ مختلف طرح کی تعلیم کا سامان رہیگا - کہین علمی تحقیقات ہو گی تو کہین انجنیری اور میکانکس کی تعلیم - کہین تجارت کے مختلف شعبون کی تعلیم ہوگی تو کہین کاشتکاری اور زراعت کی - کہین صنعت و حرفت کی تعلیم ہو گی تو کہین ریاضیات کی - وقس علیٰ ہذا -

اس طرح پر ہر معمولی لڑکا کسی نہ کسی مفید کام مین مصروف رہیگا ”

بدوش صبا میرسد بوے یارے چہ مرکب سبکرو چہ نازک سوارے

بدور فلک ہر یکے راست کارے تو و بزم دشمن من و انتظارے

سر زاہد و سجدۂ خاک مسجد من و بادۂ ناب آرے و آرے

بر اندر جہان از مزارم نشانے شد آنہم پریشان چو مشت غبارے

مخور اے پسر غم اگر یوسفی مرد کز و نیست باقی مگر یادگارے

حافظ عبد الصمد یوسفی کاکوروی

مبارکباد

اردو زبان جس کس مپرسی کی حالت مین ہی وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہین ہم یہ نہین کہتے کہ اردو کا کوئی حامی نہین - کوئی خدمت گذار نہین یا اُسے معراج کمال پر پہونچانے کا کوئی خواہان نہین - نہین - ایسے لوگ ہین جو اردو کی مدد کرنا اپنا فرض جانتے - اُسکی خدمت کرنا عبادت خیال کرتے اور اُسے منتہائے عروج پر پہونچانے کے آرزومند ہین - مگر یہ کون لوگ ہین ؟ وہی جنکے عزائم بلندی مقصد کی چوٹی تک پہونچکر قطع مسافت کرکے وادی عدم کے ڈہلوان راستہ کو طے کر رہے ہین - جنکے کاسہاے دل و دماغ بوعلی اور ابن رشد کی تحقیقات سے ایسے لبریز ہین کہ بیکن و اسپنسر کے کارنامون کی اونمین گنجایش نہین - جنکے میکدۂ تخیل مین متنبی اور حافظ شیراز کی بھیٹون کے توخم کے خم ایک ہی دور مین خالی ہوجاتے ہین مگر ملٹن و شیکسپیر کی برلوری[^1] کا ایک جام بھی وہان میسر نہین آتا - تو کیا ایسے بزرگون کی اعانت کے بھروسہ پر ہمین ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھا رہنا چاہیئے جنکے قوا مضمحل ہوگئے ہون - جنکے عناصر جسمانی مین اعتدال نہ رہا ہو اور جو انتہاے ایثار نفس کے بعد بھی ہماری ضروریات رفع کرنے مین محض ناقابل شمار حصہ لے سکتے ہون - نہین - ہمین اب ان خمہاے مئے کہن کی قدر و قیمت کرنا چاہیئے - ان خزانہاے پیشینہ کو احتیاط کے تہ بتہ پردون مین چھپا کر بقیۃ السلف کے لیئے راحت و آرام کے تہ خانون مین رکھ چھوڑنا چاہیئے اور ان آثار قدیمہ کو صرف اپنی آیندہ عظمت و ترقی کا سر ورق بنانے کیلیئے اٹھا رکھنا چاہیئے - اور بجاے اُن کے ایک دوسرے گروہ کو میدان تقابل مین لانا - اردو زبان کی موج زدہ اور مبتلاے طوفان کشتی کو اُن کے مہارت علوم و

[^1]: یہان شراب لنشدہ ہوا ہے

فنون کے بادبان کی امداد سے جہد للحیات کی منجدھار کے پار لگانا اور آسے کامیابی و ترقی کے ساحل تک پہونچانیکی کوشش مین اُنکی قوتون کو صرف کرنا چاہیئے۔ یہ کون ہین۔ وہ جوان بخت جنکے ستارہ ہائے اقبال اوج و رفعت کے آسمانون پر نظر آرہے ہین۔ وہ نونہال جنکی پرثمر شاخین گرسنگان عالم کی حاجت روائی کر تی رہتی اور غریبان دیار کو اپنے سایۂ عاطفت مین سلیئے ہوئے ہین۔ اور وہ سخن پرور جن کے خمخانۂ تصور مین غزالی اور ابوالفضل کے مرقع ہی نہین بلکہ اڈیسن اور کارلائل کے نقوش قلم بھی پائے جاتے ہین۔ مگر اس طبقہ کے لیئے نہایت قابل افسوس اور ہمارے لئے نہایت مایوسی کا باعث یہ امر ہی کہ ہماری آرزو اور امید کے بالکل برخلاف اس گروہ کا طرز عمل اس بارہ مین عام طور پر نہایت ہی امید کش اور خون کن آرزو ہی۔ یہی وجہ ہی کہ اس فلکِ رفعت کے جو چند نجوم اپنی انتھک کوشش۔ بے انداز جانفشانی و مستعدی اور غیر معمولی الفت سے ہماری ملکی زبان کو اپنے سایۂ عاطفت مین لئے ہوئے ہین اور اپنی اسعد واشرف ذات کے فیض جاری سے اُسکے حق مین ابر کرم ثابت ہو رہے ہین اُنکی طرف ہمارا دلگیر قلم بے طرح جھکتا ہی۔ اُن کی ترقی جاہ۔ علوے مراتب اور درازی عمر کی دعائین لکھنے کے لیئے بے اختیار ہو جاتا ہی اور اُن کے ازدیاد مناصب۔ افزائشِ اقبال اور افزونی دولت کے اخبار پر کسب مسرت حصول انبساط اور اظہارِ شادمانی کے لئے مجبور ہو جاتا ہی۔ اسی خاطر آج ہم (یعنی مالک وکارپردازان رسالہ الناظر) اردو زبان کے سچے بہی خواہ۔ دلی ہمدرد اور بدرجۂ غایت اعانت کرنے والے قوم کے مخدوم اور ملک کے محترم بزرگ عالی جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی اے (ہوم سکریٹری ریاست حیدرآباد دکن) کی خدمت مین اُس اعزاز پر جو ملک معظم کے دربار سے

تمغۂ قیصر ہند عطا ہونے پر ان کو حاصل ہوا ہے نہایت خلوص اور ارادتمندانہ ادب کے ساتھ عرض مبارکباد کرتے ہین۔

کشایش گرہ مدعا مبارکباد
ثمر فشانی نخل دعا مبارکباد

(از میر ولایت علی متخلص بہ وحیدری)

گدائے کو غم دنیا ندارد بخوشحالی دل شاہانہ دارد
بغارت می برد صبر از دل من کہ یارم عادت ترکانہ دارد
دلش سکے برزن دنیا فریبد کسے کو ہمت مردانہ دارد
گدا بر بوریا جمشید عہد است اگر یک شیشہ و میخانہ دارد
سزد پروانہ را با شمع عشقش کہ از حسن قمر پروانہ دارد
خوش آن لیلے کہ چون مجنون جہان را بحسن خویشتن دیوانہ دارد
کسے را گر نہ دارد آن مار کاکل فسونش ہیچ مار افسانہ دارد
چہ رانی قصۂ فرہاد با من کہ ہر کس ہمچو او افسانہ دارد
بیا فردوس رندی کن کہ اکنون بساقی محتسب یارانہ دارد

باز ہنگام بہار گل و سنبل آمد باز گلچین بگرفتاری بلبل آمد
ابر آذر سر گلشن ز برباد بہار ہمچو یک دیو سیہ چردہ بصد غل آمد
ساقیا وقت نشاط و طرب و عیش رسید جام بر گیر کہ در جوش بخم مل آمد
خواستم بوسہ بمنت نہ برآمد دل او از لب یار جوابم بہ تامل آمد
پیچ بر پیچ میان دل و جانم افتاد خم بخم تا کمرش چون سر کاکل آمد
شکر ایزد کہ دہد روزیم از خوان کرم وقت ناداری من چو بہ توکل آمد
حیدری شکر کہ آن ترک مرا یاد نکرد بر ستم بست میان چون ز تغافل آمد

انگریزی قبرستان
کا
ایک سین
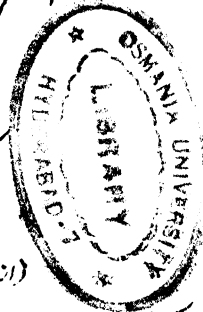
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

(از حضرت مشیر کاکوروی)

سنسان ہے مسکن خموشان — معمور بھی اور ہے یہ ویران — آہستہ چلو ذرا نہ بولو — باتین کرنیکو لب کھولو

سونیوالونسے شہر آباد — سب قید سے زندگی کے آزاد — سوتے ہین جہان عنبرین ہو — بانکے ترچھے حسین خوشرو

اوج گردونپہ مہر چمکے — آئے طوفان پانی برسے — عالم فاضل ادیب دانا — سشہ زور شجاع اور توانا

آئے دنیا مین موسم گل — ہو نغمہ طراز صوت بلبل — تیغ بران کے پاک جوہر — گلشن مین فرنگ کی گل تر

سونیوالونکو کچھ نہین کلام — ہو رات کے بعد صبح پھر شام — اخلاق مین چار سمت مشہور — صحبت سے برونکے منزلون دور

آغوش لحد مین چھوٹے بچے — جو ناز و نعم مین پل رہے تھے — کرتا تھا فخر ملک انپر — تاب والد تو ان مادر

معصوم ننھے شیر خوار بچے — مان باپ کے ہونہار بچے — لشکر مین تھے تو شان لشکر — دفتر مین تھے تو زیب دفتر

پیارے پیارے حسین خوشرو — تاب خورشید رنگ گیسو — تھے چشم و چراغ انجمن کے — خوشرنگ تھے پھول یاسمن کے

دلکی بہلانیوالی شوخی — وابستہ امید انسے مان کی — تحریر پہ فخر تھا جہان کو — تقریر پہ ناز تھا زبانکو

مخمل کا نرم نرم بستر — مرنے کے قبل تھا میسر — مرتے تھے حسین حسن ایسا — اور انکی شجاعتون کا چرچا

اب بستر خاک پر پڑے ہین — پتھر چارون طرف اڑے ہین — وہ قوم پہ جان دینیوالے — بدلا دشمن سے لینے والے

کندہ تربت پہ نام انکا — پیدایش و موت کا مہینا — ہین خواب لحد مین مست و غافل — ہستی انکی خیال باطل

کندہ تاریخ اور دن بھی — مان باپ کا نام اور سن بھی — کچھ انمین عاشقان مہجور — مایوس قہر مزار مجبور

عبرت انگیز چند اشعار — جنکو پڑھکر ہو چشم خونبار — ارمانونکے ساتھ مرنیوالے — حسرت لیکر گذرنیوالے

منقوش نفیس بیل بوٹے — عمدہ نقاش کے نمونے — مقتول ادائے مست رفتار — مجروح تیغ عجب پندار

ترچھی چتون سے دلمین رخنے رخنوں مین خون دل کے قطرے رخصت ماتم بنا بدل کر مرجھائے گلاب سے پیکر

ہونیوالی تھی اُنکی شادی یا بعض کی اُنمین ہوچکی تھی شد مطلع صبح تیرہ و تار درخواب برفت بخت بیدار

ایسے بھی اُنمین تھے پُرارمان جنکے گھر پہ ہجوم مہمان بوڑھے جنرل دلیر نامی شہرت ہی دربدر جنکی

لائے تھے دلھن کو آن شہ سے کس شان و شکوہ کر و فر سے ہین دفن مدبران ملکی جنکی مشہور پالیسی تھی

اُٹھا اکبار درد ایسا پایا دولہا کو سب نے مردا جو کچھ کرنا تھا کام اُنکو زیر افلاک نام اُنکو

آئے پایا نہین ہنی مون دلمین حسرت کا ہوگیا خون کرکے سب ختم کام اپنا چھوڑا دنیا مین نام اپنا

عمدہ جو لباس تھا عروسی جسکی تھی خوشنما سپیدی سوتے ہین لحد مین وہ بآرام دنیا کے کام سے نہین کام

تاریخ جہان کو آپ کھولین جو کچھ لکھا ہی اُس کو تولین

(حضرت نادر کاکوروی)

ہستی دیکھی ابھی عدم دیکھین گے دیکھا یہ کرم اب وہ کرم دیکھین گے
یارب ترے جلوونکے تماشائی ہین جو تو ہمین دکھلائیگا ہم دیکھین گے

رنگ اہل جہان بدلتا ہی رہا ہستی و عدم کا دور چلتا ہی رہا
ہر صبح ملی اُنکو حیات تازہ ہر شام کو انکا دم نکلتا ہی رہا

عزت ذلت عروج و پستی کیا ہی دولت کیا شے ہی تنگدستی کیا ہی
جو کچھ بد و نیک ہی مشیت سے ہی ہم کیا ہین اور ہماری ہستی کیا ہی

اُے دل دنیا کے رنج و غم کو دیکھا سب خواب و خیال ہوگیا جو دیکھا
تو عیش و ورو زہ پر بہت تھا مغرور دیکھا نادان تونے ابتو دیکھا

سطر ۵ گرجا یا گرجے کا منبر

قصیدہ

در تہنیتِ ورودِ مسعودِ شہریارِ کامگار ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان
پادشاہ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ در ہندوستان -

جہاندارے بہ برّ اعظم ہندوستان آمد
سپہرے در سپہرے یا جہانے در جہان آمد

ز شمشیرش ید بیضا بجان بخشی ید طولیٰ
کلیم از طورِ سینا یا مسیح از آسمان آمد

منوچہرے جہان افروز با چہر منور شد
فریدونے دُر افشان با درفشِ کاویان آمد

بکف مہر سلیمانش ہوا پامالِ جولانش
زمین زیر نگین و آسمانش زیر ران آمد

مدام از شرق سوے غرب آید آفتاب اما
عجب کزے با ختر امروز سوی خاوران آمد

سحابے در رہِ ہر خشک و تر گرم گہر ریزے
بہارے بر سر ہر خار و خارا گلفشان آمد

صداے کامیابی از لب ساغر بگوش آید
صلای فتحِ باب از درگہِ پیر مغان آمد

نشاطِ آمد آمد بین کہ از ہر سو بگوش آمد
خوش آمد خوشتر آمد شاد آمد شادمان آمد

کے آمد - روز فیروزی - چرا - بہر دل افروزی
چسان - چون بادِ نوروزی - کجا در گلستان آمد

الا اے نکتہ سنج نکتہ پردازِ سخن پرور
کنایت تا بکے آخر کہ بہمان و فلان آمد

سراجِ ملتِ دین آفتابِ مطلعِ تمکین
امیر المومنین یعنی حبیب اللہ خان آمد

وجودش آیتِ رحمان چہ رحمان جزوے از قرآن
چہ قرآن حافظِ ایمان و حرزِ مومنان آمد

سلیمان فراد لی الامری کہ توقیعِ جلال او
سجل با مُہر - مہر خاتم پیغمبران آمد

خور از بہرِ کلاہش گاہ زرگاہے گہر آرد
مہ از بہر سپاہش گہ سپر گاہی کمان آمد

جہان گیر و جہان دار و جہان بخش و جہان پرور
جوان دولت جوان ہمت جوان طالع جوان آمد

سر و سرخیل سرداران کہ در تاب و تبِ ہیجا
بسر ظلِ حبیب کردگارش سائبان آمد

تہمتن گیر شیر افگن سپہدارے کہ در میدان
بہ بر حفظ خدایش بہتر از ببر بیان آمد

زبس رمح و سنان و نیزۂ لشکرگاہ او باشد   نیستانے کہ پر از یک جہان شیر ژیان آمد
بفوجِ جان نثارانِ وفادارش بود نازم   کہ جان در آستین از شوق و سر بر آستان آمد
بیادِ قہرِ او کوہِ گران کاہِ سبک باشد   بیادِ حلمِ او کاہِ سبک کوہِ گران آمد
دبستانے بود میدانِ مشقِ لشکرش گوئی   کہ ہر رمح و سنان شہنامہ بر نوک زبان آمد
لوای سربلندِ آسمان سایش بود نخلے   کہ بر وے نسرِ طائر را درین باغ آشیان آمد
بعہدِ حکمتش ہر کودکے بوزرجمہر ستے   ز شہد نصفتش نوشین روان نوشیروان آمد
نگاہِ بینش افزا گر فتادش بر بیابانے   غبارش سرمۂ چشمِ غزالان سرمہ دان آمد
زبس شد سبز و خرم اکبرآباد از قدومِ او   پئے گلگشتِ آن گوئی کہ خود باغِ جنان آمد
فضائے تاجِ گنجِ ورد ضۂ گوہر نثارِ او   بچشمش درۃ التاجِ عماراتِ جہان آمد
سوِ مسجد چو از بہرِ نماز آمد موذن را   تعالیٰ شانہ اللہ اکبر بر زبان آمد
بہر کو بستہ آئین و بہر سو یافتہ تزئین   کہ مہمانِ عزیزِ قیصرِ ہندوستان آمد
فلک کے میزبان چنین مہمانِ نو اند شد   کہ یک بزغالہ و یک برۂ اش بر ہفت خوان آمد
چہ فرخ محفل و فرخندہ بزمی ہست این منزل   کہ ناہید از فلک این جا سہ بر لب نغمہ خوان آمد

ہمایون میہمانے کاینچنینش میزبان آمد
مبارک میزبانے کاینچنینش میہمان آمد

ازین سو نائبِ قیصر ازان سو صاحبِ کشور   بیا سعدین را بنگر بیک منزل قران آمد
دو جمشیدِ روان افزا بہم گردیدہ بزم آرا   دو خورشیدِ جہان پیما عنان اندر عنان آمد
ز جنسِ اتفاق است این وفاق و اتحاد آری   دو دولت متفق شد یا دو عالم توامان آمد
دو دل چون شیشہ و پیمانہ یک جان دو قالب شد   دو تن از یک ضیا چون مہر و مہ روشن روان آمد
ازین صدق و صفا آرایشِ کون و مکان باشد   وزین مہر و وفا آسایشِ جان و جہان آمد
الا ای شہریارِ شہر پرور شہرۂ گیتی   کہ صیتِ دولتت آویزۂ گوشِ شہان آمد

خوشا گاہے کہ شاہی چونتو بروے جلوہ گر گردد   خوشا ماہے کہ ماہی چونتو مہمان مہمان آمد

عزیز آورد از بہر نثارت گنجے از گوہر   کہ یہ از گنج باد آورد و گنج شایگان آمد

نہ آن گوہر کہ گیرد رنگ از خورشید در معدن   بل آن گوہر کہ کانش در فضای لامکان آمد

رگ ابرے ز دریائے سخایت ہست کلک او   کہ مانند کفت شام و سحر گوہر فشان آمد

بجز این گنج گوہر را مسنج آسان کہ از بہرت   بصد رنج روان در دستم این گنج روان آمد

عیار من بسنج از قدر دانی تا فتد غوغا   کہ کاہے ہمچو من ہم پلۂ کوہ گران آمد

نہ زر این ذرۂ ناچیز میخواہد نہ سیم اما   ز ماہ مہربان امیدوار مہر خوان آمد

عروسان معانی را کہ کلکم موکشان آرد   ز ہر سطر این زمین آئینہ دار کہکشان آمد

درختے طرفہ بنشاندہ ام در باغ اوصافت   کہ ہر یک میوہ زان خواہی بدستت میتوان آمد

ببو این دستۂ گل را کہ از باغ دگر باشد   بنوش این ساغر مل را کہ از پیر مغان آمد

ز تکرار قوافی لذتے دیگر شود حاصل   ازین قند مکرر عالمے شیرین بیان آمد

دعا من میکنم اکنون ملائک میکنند آمین   اجابت چشم در راہ دعایت میزبان آمد

صبوحی میکند از ساغر خورشید دوران تا   صبوحی کان روان بخش و توان افزاے جان آمد

شہان سرشار از جامت مہان سرخوش ز العامت
جہان بادا بکامت کز تو خلقے کامران باشد

خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی

سزد مردانہ طے کردن طریق عشق کامل را   برنگ سبحہ باید ہر قدم انداختن دل را

چہ شوخیہا دگستاخیست یارب خون بسمل را   کہ بیباکانہ رنگین میکند دامان قاتل را

ز عصیان منفعل گشتم خیالش جلوہ فرما شد   سواد معصیتہا طوطیا شد دیدۂ دل را

بود اے سحر بے اندیشہ در صحن چمن نرگس   بہ نیرنگ فلک عبرت نہ باشد چشم غافل را

شیخ عبد المجید سحر کاکوروی

آزادی

کہنے کو تو یہ ایک پنج حرفی لفظ ہی - مگر خدا جانے اسمین کس بلا کا اثر ہی کہ انسان، حیوان - عورت مرد - بچہ بوڑھا ہر ایک اسکے پیچھے مٹا ہوا ہی - جسے دیکھیے اسکا شیدائی - جسکو سنیے اسیکی دُھن - ایک عالم اسکی تلاش مین سرگردان ہی - مگر یہ جادو کا اثر رکھنے والا لفظ جتنا پر تاثیر ہی اتنا ہی پر اسرار - بیحد تلاش پر بھی بہتیرے لوگ اسکو کیا اسکے مطلب کو نہین پاتے - کاملین اور خدا رسیدہ لوگون کا تو ذکر نہین جو روحانی آزادی حاصل کر چکے ہین مگر دنیادارون مین تو بہت کم ایسے نظر آتے ہین - جو اسکے واقعی معنے لیتے ہون -

خصوصاً فرقہ نسوان - مردون نے تو کچھ علمی تعلیم کچھ عمدہ صحبتون اور کچھ تجربات سے اسکے معنی سمجھ بھی لیے ہین مگر مشکل تو ہملوگون کو ہی - کہ نہ ہمکو اعلی تعلیم میسر ہی - نہ عمدہ و مفید صحبتین نہ تجربہ کے واسطے وسیع دنیا - مردونکی زبانی آزادی کا شور اور اسکی تعریف سن سنکر ہم بھی اسکے دلدادہ تو ہین گئے - لیکن مجھکو یقین ہی کہ ہم بہنون مین زیادہ تر ایسی ہونگی جو اسکے اصل مطلب سے نہین واقف - جو نہین سمجھ چکی ہین - اور اسپر عمل کرکے آزادیکی زندگی بسر کر رہی ہین آنکے خوش نصیب ہونے مین کلام نہین - لیکن جو نہین سمجھین اور تلاش مین ہین یا جنھون نے لفظ آزادی کو برُے معنی پہنا کر اُسپر غور کرنا ہی چھوڑ دیا اُنکے لئے ضروری ہی کہ جو کچھ برُا بھلا مطلب مین اسکا سمجھی ہون اسکو جسطرح بنے - اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین ظاہر بھی کردون - کیونکہ ہم مین سے فیصدی نوے - بلکہ اگر مبالغہ نہ سمجھا جاے - تو ننانوے اسکے دلسے خواہشمند ہین - یہ اور بات ہی کہ نہ ممکن ہو تو انگور کھٹے کہنے لگین - یا بڑی بوڑھی عورتون کی زبانی یہ سنکر کہ "نوج بیوی - اللہ بچاے - نہ معلوم یہ موئی

آزادی کیا بلا ہی کہ آجکل کے لڑکے لڑکیان اسکی دھن مین کسیکو خیال ہی مین نہین لاتے
اپنی ہی کہا کرتے ہین " ہم اپنا دل مار کر بیٹھ رہین یا چند دقیانوسی خیال والونسے
آزادی کا ترجمہ پردہ شکنی معلوم کرکے - بغیر غور کئے ہم اسکو بُرا سمجھ لین - مگر افسوس
ضرور ہوتا ہی کہ ایسی پیاری چیز پر (جو ہماری زندگی کو نہایت پرلطف بنا سکتی ہی-)
ہم ذرا غور نہین کرتے - اور لوگون کے کہنے سننے سے اسکو اچھا - یا بُرا سمجھ
لیتے ہین -

عام طور پر آجکل جو معنی آزادی کے لئے جاتے ہین وہ بیباکی سے بہت ملتے
جلتے ہین - اور اسی لئے ہم دھوکے مین پڑکر ایسی قابل قدر چیز کو کھو رہے ہین -

دراصل آزادی اسکو نہین کہنا چاہیئے کہ کوئی بہن بہت ہی کھلے بندون ایک
سے ملتی جلتی ہین یا باہر آ جا سکتی ہین - یا اُنکے بزرگون مین کوئی انکار و کنے ٹوکنے
والا نہین ہی - یا ہی - اور وہ اُسکو (آزادی پسند ہونے کے باعث) خیال مین نہین
لاتین - بہن ہون یا کوئی بھائی - یہ آزادی - آزادی نہین ہی - نہ یہ آزادنہ زندگی
کسیکے لئے باعث تقلید و موجب رشک ہو سکتی ہی - بلکہ ایسی ہی آزادی نے لوگون
کو آزادی کے نام سے متنفر سا کر دیا ہی -

سچی آزادی انسان کے دل کا آزاد ہونا ہی - دلی آزادی کئی طرحکی ہوتی ہی -
ایک تو وہ + جو ہم دنیا دارونکو میسر نہین ہی - دوسری وہ جو خدا ہی کے اختیار مین
ہی - یعنی اطمینان کامل چونکہ یہ بھی ہماری اختیاری بات نہین - اسلئے اسپر کچھ
لکھنا فضول ہی -

اب رہگئی ایک تیسری صورت جو ہمارے اختیار مین ہی - اور جسپر مین یہ
چند باتین لکھنے کی جرأت کر رہی ہون - وہ یہ ہی کہ ہر ذی روح کے متعلق کچھ نکچھ
فرایض ہین - اور انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہی اسلئے اُسپر زیادہ تر - بمصداق ع

جنکے رہتے ہین سوا انکو سوا مشکل ہی۔ تو جو فرائض ہمارے متعلق ہین۔ عام اس سے کہ وہ خدا ورسول کیطرف سے یا دنیا کیجانب سے۔ انکو پورا کئے بغیر گو دنیا بھرکی دلچسپیان ہمارے واسطے ہون۔ ہم کوئی لطف نہین حاصل کرسکتے۔ دلکو کھٹکا ہی کہ ابھی تو فلان ضروری بات کرنے کو ہی۔ اور ہم کچھ کھیل رہے ہین۔ یا کسی دوست سے مذاق مین وقت کاٹ رہے ہین۔ اس صورت مین کیا ہمکو دلی فراغت میسر ہوسکتی ہی؟ کبھی نہین جبتک دل فکر اور تردد سے خالی نہ ہو۔ کیونکر ہم آزاد کہے جا سکتے ہین۔ اور جبتک ہم تمام فرائض انجام نہ دے لین یہ بات نہین ممکن ہی۔ اسکی ہزارون ہی مثالین ہین اور جسطرح مذہبی فرائض پورے نکرنے پر ہم کو خدا کے سامنے جوابدہی کرنا ہی۔ اسیطرح دنیوی فرائض کے بھی ہم ذمہ دار ہین۔ اور دنیا کے روبرو اُسکے لئے جوابدہ۔

فرض کیجئے کہ ہم اور تمام کام کرتے ہین۔ لیکن ایک اہم فرض مذہبی۔ نماز۔ ہمسے نہین ادا ہوتی ہی۔ جسوقت ہمکو اسکا خیال آجائیگا اگر ہمکو کچھ بھی خدا کا خوف ہی تو ضرور ہمارا بند بند لرز جائیگا۔ اور وہ ساری دلچسپیان جو اسوقت تک ہکو حاصل تھین مٹ ہوجائینگی۔ کیا اسوقت ہم کہہ سکتے ہین کہ ہم آزاد ہین۔ کبھی نہین۔ ایک اتنے بڑے فرد گذاشت کی جوابدہی کا خیال ہمارے دلکو آزاد نہین رہنے دیگا۔

بالفرض ہم مذہبی فرائض ادا کررہے ہین۔ مگر بچون کی تربیت جو ہمارا اعلی فرض ہی اس سے غافل ہین۔ کسی باتہذیب جلسے مین ہمارے بچون پر ہماری بیہودہ تربیت کے نمونون پر ہنسی اُڑ رہی ہی۔ گو اس جلسے مین ہمکو کتنی ہی محویت ہو۔ لیکن ہمارا دل ہمکو ملامت کررہا ہی کہ کاش ہمارے بچے بھی ایسے ہی ہوتے جیسے دوسری تعلیم یافتہ مہذب ماؤن کے۔ تب کیا اس جلسے سے ہمکو وہی دلچسپی باقی رہجائیگی۔ اگر ہمکو کچھ بھی غیرت ہی تو ہرگز نہین رہیگی بلکہ دلکو کلفت ہوگی۔ اب وہ دلکی آزادی کہان باقی رہگئی۔ مانا کہ ہمکو بچون کی تربیت کا بھی خیال ہی۔ اور معمولی

مذہبی فرائض کا بھی - مگر شوہر - جسکی آسایش کا انتظام ہمارا اہم فرض ہو - اُسکو ہم کوئی آرام نہیں دیسکتے - وہ ہمپر مہربان ہو ہماری خوشیون کا خیال کرتا ہو اور ہم اپنی دلچسپی کے مشاغل مین اُسکو بھولے ہوے ہین - گو اپنے خیال کے مطابق لوگ ہمکو آزاد سمجھین مگر ہم اگر احسان فراموش نہین ہین تو کسی نہ کسی وقت یہ خیال کانٹے کیطرح دلمین کھٹکیگا اور ہمکو وہ ساری آسائشین اور آزادیان زہر معلوم ہونگی جو ہمنے اُسکو تکلیف دیکر پائی ہین - تب کیا ہم سمجھ سکتے ہین کہ ہمکو حقیقی آزادی حاصل ہی یا ہمارا دل آزاد کہا جا سکتا ہو - کبھی نہین -

گو ہم بظاہر آزاد معلوم ہوتے ہون مگر جبتک ہمارے دلکو اپنے فرائض نہ ادا ہونے کی فکر باقی ہو اُسوقت تک نہ ہمکو سچی آزادی میسر ہوسکتی ہو نہ دلی مسرت - دراصل آزادی اور مسرت بہنین ہین - ایک کو جب پا جاؤ گے تو دونون گویا ملگئین - جب ہمارا کوئی ایسا کام (جس سے ہرج واقع ہو) نہ پڑا رہیگا تو ہمارے دلکو اطمینان ہوگا - وہ اطمینان کا وقت ہم جائز تفریحون کھیل تماشون اور مفید صحبتون مین صرف کرین - یہی دلی آزادی اور سچی مسرت ہی -

جب ہمارا دل ہر ایک لغو خیال سے پاک ہوگا - جب ہمسے کسیکو تکلیف نہ پہنچیگی کہ ہمکو ندامت ہو - جب ہم ہر ایک سے ہمدردی کرکے ہر دلعزیزی کا درجہ پا جائینگے - اور جب ہم ہر ایک ایسے فعل سے بچتے رہینگے کہ جسپر خود ہمارا ضمیر ہمکو ملامت کرے - اُسیوقت ہمکو آزادی میسر ہوگی - اور تب ہی ہم آزاد خیال کہلانیکے مستحق ہونگے - کیونکہ اُسوقت ہمارا دل آزاد و مطمئن ہوگا - اور یہی آزادی ہماری ترقی کا ذریعہ بنجائیگی -

مین امید کرتی ہون کہ میری بہنین آزادیکے متعلق بہت کچھ غور کرکے اسکے صحیح معنی دریافت کرینگی - اور اُسپر عمل کرکے لوگون کی اس بھڑک کو مٹادینگی

جو آزادی کا نام سنتے ہی پیدا ہو جاتی ہی - جب ہم لفظ آزادی کے صحیح معنی سمجھینگے اور اسپر عمدہ طور سے عمل کرینگے تو کوئی وجہ نہین ہی کہ آزاد خیال لوگ پھر بھی مورد طعن سب سمجھے جائین -

مین کوئی بڑی مضمون نگار نہین ہون اور نہ یہ امید کرکے مین نے یہ مضمون لکھا ہی کہ ہر ایک اسکو وقعت کی نظر سے دیکھے - ہزارون ہی غلطیان اسمین ہونگی - مگر یہ امید مجھے ہی کہ بہنین اسکی غلطیون پر نظر نہ کرینگی - اور اگر کوئی بات مفید مطلب اسمین پائینگی تو اس سے فائدہ اُٹھائینگی - یا کم از کم اسی مضمون پر لائق بہنین خامہ فرسائی کرکے آزادی کے صحیح معنون کی گتھی سلجھا دینگی - س

گو مرے پاس نہین غیر متاع کاسد
مین تماشائے انداز خریدار تو ہون

بیگم صفدر علی

ساقیا آمد بہار لالہ دمیدن گرفت	بادہ بجام بریز ابر چکیدن گرفت
تاز سر طرہ اشس نافہ کشاید صبا	آہوے صحرائے چین دم زکشیدن گرفت
غنچہ بردیت شگفت گل نشد اندر چمن	سرو بہ پیش قدت پشت خمیدن گرفت
سُرخی رویت بہ مل چون بچمن جلوہ کرد	از بر رخسار گل رنگ پریدن گرفت
تاب جمالش زمن چشم بہ نظارہ بست	صیت جلالش زمن گوش شنیدن گرفت
حالتے رفت آنچنان زین غزلم در سماع	زاہد حلقہ نشین جامہ دریدن گرفت
حورے بینو کشید ساغر و مینا بدست	رندے فردوس را چون بشنیدن گرفت
تا یم جائیکہ گفتگوئے تو کنند	وصمت سر زلف مشکبوئے تو کنند
از خلق گریزم من رسوا کہ مباد	بینند مرا و یاد روئے تو کنند

خواجہ غیاث الدین بذرمی

سوئی کا کام

ملک یونان کے عروج کا ستارہ جب اپنے پورے اوج پر چمک رہا تھا اس زمانہ مین وہان کی عورتین بہت سے اوصاف سے متصف ہوا کرتی تھین۔ علاوہ اور فنون اور علوم کے سوئی کا کام بھی اونھین سکھایا جاتا تھا۔ اور نسبت کے وقت یہ بات بھی دیکھی جاتی تھی کہ لڑکی سینا کاڑھنا جانتی ہی یا نہین۔ خواتین یونان کا فرض تھا کہ حتی الوسع اپنے کپڑے آپ سیئن اور سال مین ایک آدھ کپڑا اپنے شوہر کا بھی۔ اس ملک مین یہ رواج تھا کہ عورت اپنے خاوند کا کفن خود سیئے یا اُسکی کسی ایک متوفی عزیز کا۔ یونانی بیوہ کی شادی قوم مین نہین ہو سکتی تھی جب تک یہ نہین معلوم ہو جاتا تھا کہ اُس بیوہ نے اپنے مرحوم شوہر کا یا اُسکے کسی عزیز کا کفن سیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مشہور وفادار خاتون پنلوگ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر ولیسیس سمندر مین ڈوب کر مر گیا تو اُسنے اپنے سُسرے لاریز کی چادر کفن سی۔

سطور مذکور بالا سے معلوم ہوتا ہی کہ سوئی کا کام اس قدیم ترقی یافتہ مہذب ملک مین عورت کے لئے کسقدر ضروری خیال کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی پردہ نشین عورتون کے لئے اس سے زیادہ تفریح کا کام کیا ہو سکتا ہی کہ وہ اپنا وقت سینے اور کاڑھنے مین صرف کرین۔ پھولون کی تصویر سوئی سے بنانا ویسا ہی فرحت انگیز ہی جیسا کہ خوبصورت پھولون کو آنکھ سے دیکھنا۔ ہمارے نزدیک ہر عورت کو اپنی قابلیت دستکاری بڑھانا زیادہ مناسب اور ضروری ہی۔ شعرا مناظر قدرت کی تصویر قلم سے کھینچکر اہل ملک سے داد لے سکتے ہین اور خواتین با ہنر اوسیطرح اپنی سوئی سے۔ جب مستورات اس دلچسپ کام مین مصروف ہونگی تب اُنکو فضول گوئی اور غیبت کا موقع بہت کم ملے گا اور اسطرح وہ بجاے بدنامی کے

نیک نامی حاصل کرینگی -

اس ہنر سے مالی فائدے کی بھی بہت توقع ہی اور لازوال شہرت مزید برآن - ملک اطالیہ کی ایک معزز خاتون نے جب انتقال کیا تو معلوم ہوا کہ اُسنے انجیل مقدس کو تین سو گز کپڑے پر کاڑھکر اپنے محل کی دیوار پر لگا یا ہی - پاپائے روم نے حکم دیا کہ اُسکی قبر پر یہ واقعہ بخط جلی کندہ کردیا جائے - عجائب خانہ مین اس دستکاری کی اب بھی نمائیش ہوتی ہی اور تماشائیون سے ایک خاص فیس وصول کی جاتی ہی جو زنانہ دستکاری کی ترقی کے فنڈ مین جمع ہوتی ہی -

ہماری رائے مین علاوہ حصول علم کے لڑکیون کو سوئی کے کام مین پوری پوری مہارت حاصل کرنا چاہیئے اور قبل شادی جہان لڑکی مین اور باتین دیکھی جائین وہان یہ ہنر بھی - اس فن کا حاصل کرنا زمانۂ حال مین زیادہ آسان ہوگیا ہی - محض چکن وزردوزی بنانا ہی نہ سکھایا جائے بلکہ حروف اور مناظر قدرت و عمارات کے مرقعون اور تصاویر کا کاڑھنا بھی - ہماری رائے مین اس فن کا سیکھنا مشنری لیڈیز کی صحبت مین بیٹھکر بوجوہات غیر مناسب ہی پنجاب اور بنگال مین جو واقعات حال مین پیش آئے ہین وہ احتیاط کے متقاضی ہین -

ناظرہ - از دیرہ دون

شیخم شریک بادہ و ساغر نہ گشتہ است	یعنی کہ از طریق ریا بر نگشتہ است
داغم ازین کہ رندی و سرمستیم ہنوز	با تقوی گذشتہ برابر نگشتہ است
ذوق حدیث عشق توان دید کین سخن	صد بار گفتہ ایم و مکرر نگشتہ است
آلودگی بہ دامن پاکان نمیرسد	گوہر در آب بود و لے تر نگشتہ است
یک کس نبودہ است کہ بر من دلش نسوخت	وان شوخ دیدہ را مژہ تر نگشتہ است
شبلی طمع مدار کہ از عشق واشوم	زین راہ ہر کہ رفت دگر بر نگشتہ است

علامہ شبلی نعمانی

خاتون مہ لقا

دانشمندی وخوبصورتی ایسی دو چیزین ہین جنپر غور کرنا بہت نتائج خیز اور فرحت انگیز ہی حسن صورت خدا نے فرقۂ اُناث کے لئے خلق کیا ہی۔ یہ دونون چیزین جدا جدا ہین لیکن اگر کسی خاتون مین یہ دونون جمع ہوجاتی ہین تو نورٌ علیٰ نور اور وہ قابل پرستش خیال کیجاتی ہی۔ حسن معزور کو ظاہری آرایش کی پروا نہین۔

تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی

جس طرح حسن باطنی حسن ظاہری کو زیادہ جلا دیتا ہی اُسی طرح حسن ظاہری حسن باطنی کو زیادہ قابل قدر بناتا ہی۔ ہم حسن ظاہر اور حسن باطن کے اجتماع پر غور کرہی رہے تھے کہ دفعۃً پیاری مہ لقا کی تصویر سامنے آگئی یہ وہ خاتون نادر الوجود ہی جسکو خدا نے حسن ظاہر کے ساتھ حسن باطن بھی عطا فرمایا ہی۔ وہ کونسا بشر ہی جو اس سے ملکر محبت کا دم نہین بھرنے لگتا؟ اسکی غیر مصنوعی خوبیان فصیح البیانی معنی خیز تبسم اثر سے خالی نہین اسکے ملنے والے بہت سنبھلکر اسکے سامنے لب کشائی کرتے ہین۔ انکو خلاف آداب سوسائیٹی ایک بات کہنے کی بھی جرأت نہین ہوتی اسکی صحبت سے متانت تہذیب حاصل ہوتی ہی۔ گو مہ لقا ظاہر نہین کرتی مگر اُسکو اپنے حسن صورت کا ادراک ضرور ہی اور ساتھ ہی اوسکو یہ سچا خیال بھی کہ حسن باطنی لازوال اور حسن ظاہری فانی ہی۔ اسلئے دونون چیزون کے اثر بھی باقی اور فانی ہین اسکی شادی بھولے نواب سے ہوئی

نواب صاحب موصوف مین بہت اوصاف حمیدہ تھے ابتدا مین اُنکی جائداد مختصر تھی مگر مساعدتِ بخت سے ایک بڑا تعلقہ اُنکے ہاتھ آیا - دولت کی زیادتی نے کچھ عرصہ تک انکو تباہی کے راستون پر چلایا اور ناتجربہ کاری نے راہ بد کی رہنمائی کی - نواب عزیب ایسی بھول بھلیان مین پھنس گئے ہوتے جس سے عمر بھر نجات نہ ہوتی اگر مہ لقا کی دانشمندی شمعِ ہدایت نہ بن جاتی - اُسکی تدبیرون نے اُنکو جائز تفریحات کیطرف راغب کیا - شوہر کے سامنے خود اُسکی مثال موجود تھی جسنے اُسے چونکایا اور دکھایا کہ حسن ظاہری بلا حسن باطنی ہیچ ہے - اُسنے اپنے شوہر کی اصلاح عمدہ تدبیرون سے کی - انسان بالطبع خود پسند خودرا سے ہوتا ہے بالخصوص بگڑی ہوئی حالت مین اصلاح براہ راست نہین کیجاتی - گو ان تدبیرونکا اثر بدیر ہوتا ہے مگر دیرپا اُسنے اُنکی کسی بُری عادت کی مذمت نہین کی لیکن اُنکے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ وہ عادتِ مذموم کو خود مذموم سمجھنے لگے انجام کار اصلاح ہوگئی -

دنیا کے مذموم مراسم جنکو پرانے خیالات نے مذہبی لباس پہنا رکھا ہے مہ لقا کے گھر مین ذرا بھی مداخلت نہین رکھتے ہین وہ مذہب کو انسانی تہذیب کا اعلیٰ جز خیال کرتی ہے مگر اُن صورتون مین نہین جو غلطی سے دکھائی جاتی ہین - عبادت کو وہ اسلئے ضروری خیال کرتی ہے کہ وہ شکریۂ نعمت ہے نہ کہ ذریعہ حصولِ جنت - اُنکی راے مین تحصیلِ علم اسلئے عورتون کے لئے لابدی ہے کہ بحیثیت عورت ہونے کے وہ آیندہ نسلون کی ابتدائی تعلیم کی ذمہ دار خدا کی طرف سے ہین مہ لقا کی آرایش ظاہری صرف اُس شخص کے خوش کرنے کے لئے ہے جو اُن کا شریک زندگی ہے - اُن کا کوئی وقت بیکار نہین جاتا خانہ داری کے کل باتون سے واقف ہین اگر اُن کی بوڑھی ماما بی ظہورن کسی دن اتفاق سے علیل ہو جاتی ہین تو وہ خود اس سے بہتر کھانا اپنے ہاتھ سے پکا لیتی ہین

بی مغلانی یعنی محمدی خانم اچھے کپڑے سیتی ہین لیکن بدقسمتی سے خود پسند اور بد دماغ بھی ہین کبھی کبھی روٹھ کر اپنے گھر مین منصور نگر چلی جاتی ہین اور جب پندرہ ۱۵ پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ بیس ۲۰ روز مین بے طلب واپس آتی ہین تو جس کپڑے کو وہ ادھورا چھوڑ گئی تھین پورا پاتی ہین - بہرحال مہ لقا کی زندگی قابل تقلید ہے اور اچھی بی بی کی مثال پیش کرتی ہے -

ا - ع - ستر ر

اطلاع

جملہ مراسلت بسلسلہ مضامین ایڈیٹر کے نام

اور

دیگر خط وکتابت و ترسیل زر مینجر کے نام ہونا چاہیئے

مینجر الناظر - فلاور ملز - لکھنؤ

کلیات نعت مولوی محمد محسن

یعنی جناب مولانا محمد محسن کاکوروی مشہور مداح رسول عربی کی ابتدائی عمر سے آخر عمر تک کے کلام معجز نظام کا وہ مجموعہ جسمین بعض قصائد کو بارگاہ رسالت سے خلعت قبولیت بھی حاصل ہو چکا ہے اور نیز وہ نظمین بھی شامل ہین جنھین ایک سچے فداے رسول کی جوہردار طبیعت نے بعض احباب کے فائدہ رسانی کی غرض سے دنیاوی ذوی الامور کی شان مین حق گوئی اور نادر کلامی کے تماشے دکھاے ہین -

قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک -

سکرٹری انجمن اخوان الصفا - کاکوری ضلع لکھنؤ

الرفیق

اردو کا ایک ماہوار رسالہ جو رنگون سے زیر اڈیٹری مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی نہایت آب و تاب سے شایع ہوتا ہے - کاغذ لکھائی چھپائی مضامین کے لحاظ سے ہندوستان کے بہترین رسالو مین شمار کیا جاتا ہے - حجم سالانہ ۴۰۰ صفحہ چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ نمونہ کا پرچہ ۴ ر

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہے جس کا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شایع ہوا اور خود ہیرو کی تصنیف سے ہے -

حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ ر

مینجر الرفیق رنگون

ایک مبارک تجویز

پہلا پرچہ الناظر کا میری نظر سے گذرا مین دیکھتی ہون کہ نئے نئے رسالون کی بھرمار ہو رہی ہی - آے دن اسی فکر اور اسی ذکر مین حامیان تعلیم نسوان کی زندگی گذر رہی ہی - ہمارے ملک مین یہ خیال کچھ ایسا جڑ پکڑ گیا ہی کہ جیون جیون رسالون کی تعداد بڑھے گی تعلیم پھیلتی جائے گی - کیونکہ یہ کاغذ کے ٹکڑے ہر ایک چاردیواری مین بے روک پہونچ سکنے کے مجاز ہون گے اور بی بیان انکو مطالعہ کر کے دنیا کی روشنی سے واقفیت حاصل کر لینگی - لیکن ہائے رونا تو اسکا ہی کہ اتنی پڑھنے والیان ہین کہان ! اور جب انہین پڑھنے کا مادہ نہ ہو تو وہ رسالون سے کیسے مستفید ہو سکتی ہین - اگر ہونگی تو بھی وہی معدودے چند - عام طور سے کیا فائدہ ہوگا کچھ بھی نہین - اسلئے میرا یہ خیال ہی کہ اس رسالہ کا انتظام اس طرح پر ہونا چاہیے کہ اسمین ایک حصہ خاص مستورات کی تعلیم کی غرض سے علٰحدہ رکھا جائے - اور اسمین چند حصے ہون -

(اول) حروف تہجی سے ابتدا کی جاے تاکہ عام طور پر مستورات اس رسالہ کے پڑھنے کے شوق مین اُردو زبان پڑھ لینے پر رفتہ رفتہ قادر ہو جایئن -

(دوم) جسمانی صفائی کے لئے ہدایت - جسپر صحت کا مدار ہی -

(سوم) مکان کی آراستگی کس طریقہ سے کرنا اور اسمین صفائی کس طرح رکھنا چاہیے -

(چہارم) کھانا پکانے کی چند ترکیبین -

(پنجم) پابندی وقت اور امور خانہ داری -

(ششم) مختلف دست کاریون کے واسطے ہدایتین معہ تصاویر - جو

انگریزی کتابون سے بہم پہونچ سکتی ہین اور جنکے معائنہ سے بہت سے فنون اور نمونے حاصل ہوسکتے ہین -

(ہفتم) مستورات کے لئے ورزش کے طریقے مع تصاویر - سوئس ڈریل کی عمدہ کتاب انگریزی مین موجود ہی اور یہ ورزش بآسانی تمام مستورات اپنی چار دیواری کے اندر کر سکتی ہین - اس سے صحت کو بہت کچھ ترقی ہوسکتی ہی - چھوٹی چھوٹی بیماریان اور طبیعت کی افسردگی جو ایک جگھہ رہنے سے پیدا ہوتی ہی وہ سب اس ورزش سے جاتی رہینگی - اشتہا مین ترقی ہوگی - ہاضمہ درست رہیگا - بیسیون باتین ایسی ہین جو رفع ہو جائینگی اور اسکے سوا ایسی معلومات جس سے خاص طور پر مستورات کو دلچسپی ہو وہ بھی درج ہو[۵۱] -

اسکے سوا کل رسالہ مین اس بات کی شدت سے پابندی ہونا چاہیئے کہ جہان تک ممکن ہو انگریزی الفاظ سے احتراز کیا جائے - انگریزی الفاظ کے بیجا استعمال نے زبان اُردو کی خوبی کو گھٹا دیا ہی عربی - فارسی - اور ترکی الفاظ سے ہم کام کیون نہ لین[۵۲] ؟ ضرور لین - اور صرف اُسوقت انگریزی لفظ کا استعمال جائز سمجھنا چاہیئے جب ہماری زبان مین کوئی لفظ مطلب کو پورا پورا ادا کرنیکے قابل ملتا نہ ہو - اسطرح ہماری اپنی زبان مین ایک ایسی جامعیت اور خوبی پیدا ہوجائیگی کہ جسکی نظیر ڈھونڈھے نہ ملیگی -

---

[۵۱] بچون کی پرورش اور اُنکی تربیت ایسے مہمات امور مین کہ بغیر اُن کی تعلیم کے عورتون کی تعلیم بالکل ناقص رہیگی غالباً مس فیضی سہواً اس پہلو کو نظر انداز کر گئی ہین لہذا ہم اپنی طرف سے اضافہ کئے دیتے ہین -

[۵۲] سنسکرت - ہندی اور ہندوستان کی دوسری زبانون پنجابی - بنگالی - مرہٹی - گجراتی وغیرہ سے بھی ہمین مدد لینا چاہیئے - انگریزی یا دوسری یوروپین زبانون سے صرف ایسے مصطلحات لیے جائین جو ان زبانون سے مخصوص ہین (اڈیٹر)

زنانہ حصہ کی قلمی امداد ہم بہنین کسی کسی وقت کرتی رہینگی - ان اغراض سے یہ رسالہ پرہو تو اپنی نوعیت مین سب بے نظیر ثابت ہوکر ہادی زمانہ بن جائیگا ورنہ وہی لکیر کے نقیر -

زھرا رفیضی

ہمنے الناظر کے پہلے نمبر مین بہ سلسلۂ اعانت کی اپیل حضرات اڈیٹران اخبار و رسائل کی خدمت مین یہ عرض کیا تھا کہ وہ ہمارے متعلق اپنی راے کا اظہار فرماکر ہمین رسالہ مین اصلاح کرنے کا موقع دین تاکہ جو خدمت ملک و قوم کی اس رسالہ کے ذریعہ سے ہم کرنا چاہتے ہین اسمین ہمکو ایک حدتک آسانی ہو - ہماری اس درخواست پر ابھی تک کافی توجہ نہین کی گئی - اکثر حضرات نے غالباً ابھی اسوجہ سے سکوت اختیار کر رکھا ہی کہ دو چار نمبر دیکھ لین تو کچھ لکھین کچھ حضرات نے اگر لکھا بھی ہو تو وہ ہماری نظر سے محض اسوجہ سے نہین گذر سکا کہ اکثر معاصرین نے ہنوز تبادلہ کا پرچہ ہمارے دفتر مین نہین بھیجا ہی - معزز ہمعصران (اودھ پنچ لکھنو - مشرق گورکھپور - یونین گزٹ بریلی - ہندوستان لاہور) نے جو کچھ لکھا ہی ہم اُن کے واسطے اُنکے مشکور ہین ہم امید کرتے ہین کہ دیگر معزز معاصرین اسطرف توجہ فرمائین گے -

مگر عام پبلک مین سے اکثر بہی خواہان ملک نے علاوہ بعض ذاتی دوستون کے اپنی راے کا جس طریقہ پر اظہار فرمایا ہی اسکے لئے ہم بدرجۂ غایت ممنون ہین - اور انشاء اللہ ان مبارک مشورون سے فائدہ اٹھائین گے - ہم افسوس کرتے ہین کہ جگہہ کی قلت کے سبب ہمارے صفحات ہمارے تمام بہی خواہان کی تحریرات سے مزین نہین کئے جاسکے - امید ہی کہ ہمارے مہربان جنکی تحریرات ہم چھاپ نہین سکے ہمکو معاف فرمائین گے -

اسی سلسلہ مین جناب زہرا بیگم فیضی صاحبہ نے مرود (جنجیرہ) سے مضمون مندرجۂ بالا روانہ فرمایا ہی جو اس نمبر مین نہایت شکریہ کے ساتھ اسوجہ سے

درج کیا جاتا ہی کہ اس مضمون مین محض اظہار راے پر اکتفا نہین کی گئی ہی بلکہ ایک مستقل تجویز پیش کی گئی ہی - جناب زہرا بیگم فیضی صاحبہ کی خدمت مین گذارش ہی کہ رسالہ الناظر مین (جیسا کہ ہمنے اپنے پہلے نمبر مین تمہید مین عرض کیا تھا) صرف ایک ثلث صفحات یعنی کم وبیش ایک جزو مستورات کی دلچسپی کے لئے مخصوص کیا گیا ہی - تاکہ جو تعلیم یافتہ خواتین علمی ذوق رکھتی ہون اُن کے شغل کا سامان مہیا کیا جاوے -

حروف تہجی سے ابتدا کرنا اس بڑے کام کو اپنے سر لینا ہی کہ مستورات کو پڑھنا لکھنا بھی الناظر سکھاوے - اور عنوانات جو بیگم صاحبہ نے تحریر فرمائے ہین اُن پر مستقلاً ہر نمبر مین ترتیب کے ساتھ لکھے رہنا اور گویا اُنکی بیش قیمت تجویز کی مکمل تعمیل اُسوقت ممکن ہو گی جبکہ ہم مستورات کے لئے ایک علیحدہ پرچہ شایع کرین اور مستقل نسوانی امداد (ایڈیٹریس) حاصل ہو - ہم ایسے وقت کے منتظر ہین اور اُسوقت انشاءاللہ اُنکی تجاویز پر کامل غور کیا جائیگا -

باوجود اتفاق راے ہمکو افسوس ہی کہ اسوقت ہم صرف اسی قدر کر سکتے ہین کہ مستورات کی ہدایت کے واسطے اسی قسم کے مضامین شایع کرین جیسے کہ وہ فرماتی ہین - پس جو خواتین ہمین اُن عنوانات پر مضامین بھیجین گی جو زہرا بیگم فیضی صاحبہ نے تجویز کئے ہین ہم اُن کے نہایت شکر گذار ہون گے - بہن ناظرہ جنھون نے الناظر کی بالانتظام امداد کا وعدہ کیا ہی اور بیگم صفدر علی صاحب جنکا مضمون آزادی پر اس نمبر مین شایع کیا جاتا ہی اگر اس طرف متوجہ ہون تو ہم بہت ہی ممنون ہون گے - آیندہ پرچہ مین اس قسم کے مضامین کے چند نمونے جو جناب عطیہ بیگم فیضی صاحبہ نے کمال عنایت سے ہمین بھیجے ہین شایع کئے جائین گے - اس مرتبہ بوجہ عدم گنجایش افسوس ہی کہ وہ درج نہ ہو سکے -

ایڈیٹر

خبرین

گوتم بدھ کی خاک

آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس خبر سے نہایت محظوظ ہون گے کہ گورمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ تحقیقات آثار قدیمہ نے حال مین پشاور کے قریب ایک مقام پر گوتم بدھ بانی مذہب بودھ کی خاک ڈھونڈھ نکالی ہی۔ آیندہ پرچہ مین انشاء اللہ اسکی مفصل کیفیت شایع کی جاے گی۔

مکہ معظمہ مین موٹر

مکہ مین ایک عثمانی کمپنی جسکے حصہ دارون مین شیوخ اور دوسرے سربرآوردہ قبائل عرب شامل ہین اس غرض سے قائم ہوئی ہی کہ جدہ اور مکہ کے درمیان اور طائف اور گرد و نواح مکہ مین جہان حاجی بکثرت جاتے ہین موٹر کار چلاے۔ اس کمپنی نے باب عالی سے پچیس برس کے لئے پروانۂ اجازت حاصل کیا ہے۔ خدا کی قدرت ہی کہ جس ملک مین ابتک بجز اونٹ کے اور کوئی سواری نصیب نہ تھی وہان زمانہ کی ضروریات کی بدولت سائنس کے بناے ہوے دخانی گھوڑے دوڑین گے۔

نرسنگ فنڈ

بمبئی کی ڈاکٹری جماعت نے مس کلارک آنجہانی دختر گورنر بمبئی کی یادگار مین ایک نرسنگ فنڈ کھولا ہی جسکے لئے اسوقت تک بارہ ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوچکا ہی۔ یہ فنڈ لیڈی ڈفرن فنڈ کے ماتحت رہیگا مگر اس کا نام "مس کلارک نرسنگ میموریل فنڈ" ہوگا۔

سائنس کی ترقی

حال مین ڈوور (انگلستان) سے کیلیس (فرانس) تک ایک صاحب نے ہوائی جہاز پر سفر کیا۔ اگر یورپ مین سائنس کی رفتار ترقی اس خیال پر رہی تو وہ زمانہ دور نہین ہی کہ لوگ ریل اور موٹر کو خیرباد کہکر ہوائی جہازون ہی پر سفر کیا کرینگے۔

گریموفون
اور اس کے متعلقات
TRADE MARK
"GRAMOPHONE"
HIS MASTER'S VOICE
براہ راست
دی گریموفون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی
نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ
سے کیون نہ خرید کیجئے۔ جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے۔
شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ
باجہ قیمت ریکارڈ قیمت
نمبر الف ۲۵ ۱۰ انچ یکطرفہ عا/
نمبر ۲ الف ۴۵ ″ ″ دوطرفہ ے/
نمبر ۵ ۸۰ ۱۲ ″ یکطرفہ ے/
نمبر ۱۱ ۱۱۳ ″ ″ دوطرفہ للعہ/
نمبر ۱۲ مپائر ۱۳۵ ۷ ″ یکطرفہ عہ/
ہمارے یہان گریموفون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۶ سے لیکر ایکہزار چہ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین
دیگر متعلقہ اشیا رالبم سوئیان کمانیان ساونڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔
گریموفون سانگ بک - جسمین تقریباً ۵۰۰ گریموفون ریکارڈون کے گانے معہ مشہور گویون
کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت عہ/
فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی
باضابطہ ایجنٹ
دی سردار کمپنی
نمبر ۱۱ حضرت گنج لکھنؤ

جا ئیست جہان نما ہر صفحہ درین

۱۳۲۷ھ

جلد ۱

الناظر

لکھنؤ

نمبر ۳ | یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء | قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین

صفحہ

اڈیٹران

وصی الحسن علوی۔ بی۔ اے ظفر الملک علوی

بہ ایمائے گرامی جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری لکھنؤ فلادرلس ؤ مالک رسالہ

مفید عام پریس راجہ نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ مین باہتمام محمد علی طبع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیئے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے - اسلیئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے - تندرستی اور زندگی کے لئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے -

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت مل سکتا ہے -

حضرت گنج - متصل حق مود کمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج

الناس باللباس

فیشن اور قطع کے لحاظ سے جو اطمینان بخش خدمت ہم نے ۱۸۶۷ء سے اسوقت تک کی ہے اُسکی تقویت پر ہم معزز پبلک سے ایک آزمایشی فرمایش کے لئے درخواست کرتے ہین اُسکے بعد ہمارا کام ہی ہماری سفارش کریگا -

قطب الدین
مینجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق ... سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

دی فونو اکسچینج - لکھنؤ متصل کوتوالی چوک

باجی فون گراموفون زاماگراف اوڈین بیکا چیمبر آپرا

کچھ درد ہے مطربو نکی لے مین ... کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلوگویون کے تین ہزار دو سو مختلف گانونین سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادی سے ہو سکتا ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری کان کی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید اسٹائل کی مشین اور رنگ برنگے خوشنما ندا اور ہارن ملاحظہ فرمائیے -

ہندوستانی سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین - ہارمونیم - پیانو - اسٹیل ٹرنک - گیس لائٹ لمپ - کیش بکس - جاپانی منی بیگ - صابن اور ٹوتھ پاوڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین -

مینجر دی فونو اکسچینج

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر علم و فن کی کتابین مثل عربی فارسی اردو ناگری وغیرہ روانہ ہو سکتی ہین علاوہ کتابون کے ہر قسم کا کام چھپ سکتا ہے نگینے و میلان و سہرا وغیرہ المشتہر محمد علی مالک مفید عام پریس لکھنؤ

نمبر ۳ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء

قوت

ہر وجود مرئی اور غیر مرئی جیسے اپنے وجود کے اعتبار سے تسلیم کیا جاتا ہی اور اُس سے انکار نہین کیا جا سکتا ایسے ہی ہر ایک وجود کی قوت سے بھی اعراض نہین کیا جا سکتا - جب ایک ذات اور ایک وجود تسلیم کیا جائے گا تو اُسکی قوت بھی تسلیم کرنا ہی پڑے گی -

وجود اور قوت وجود مین ایک لاینفک نسبت قایم ہی - جہان وجود پایا جائے گا یا جب کوئی وجود تسلیم کیا جائے گا اُس صورت مین ایک قوت بھی موجود ہو گی اور جہان کسی نہ کسی رنگ مین ایک قوت ہو گی وہان کسی نہ کسی رنگ مین ایک وجود بھی پایا جائیگا -

وجود کیا ہی؟ ایک مظہر قوت -

قوت کیا ہی؟ ایک ستر وجود -

وجود کا اصلی مفہوم موجود ہونا ہی خواہ کسی رنگ مین ہو - وجود کے ساتھ قوت بھی کسی نہ کسی رنگ مین پائی جاتی ہی - قوت کی قسمین اقسام وجود کے اعتبار سے

ہوتی ہین - جس قسم کا وجود ہوگا اوسی قسم کی قوت بھی ہوگی -

وجود دو قسم کے ہین -

(الف) وجود مرئی -

(ب) وجود غیر مرئی -

بعض وجود کیا اکثر وجود ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے اور اُن کا احساس کرتے ہین یہ جدا بات ہی کہ ہم مین سے چند فرودن نے اُنھین نہ دیکھا ہو اور چند نے دیکھا ہو - جو وجود ہمارے مشاہدہ سے نہین گذرے ہوتے ہم اعتباری رنگ مین اُن کا ایسے ہی احساس کرتے ہین جیسے کہ ہم نے خود اپنی آنکھون سے انھین دیکھا ہو -

جو وجود نظر سے اوجھل اور غیر مرئی ہین ہم ایسے وجودون اور ایسی ہستیون کا دو جہتون سے اعتراف کرتے ہین -

اس وجہ سے کہ ہم نے کسی نہ کسی رنگ مین ایسے وجودون یا ایسی ہستیون کا ادراک اور احساس کیا ہے -

اس دلیل سے کہ ہم ہی مین سے بعض دیگر مبصرون نے اُنکی ہستی اور اُنکے وجود کا عملی رنگ مین اعتراف کیا ہی -

ان دو طریقون کے علاوہ اور کوئی ایسا چلتا طریقہ نہین ہی کہ جسکے ذریعہ سے کسی وجود یا کسی ہستی غیر مرئی کا ادراک اور احساس کرسکین -

وجود غیر مرئی کے عملیات اور آثار دو طرح سے ظاہر یا عمل پذیر ہوتے ہین

بذریعہ عمل بلا واسطہ -

بذریعہ عمل با واسطہ -

ہوا کا ہم احساس کرتے ہین لیکن اُسکا وجود دیکھنے مین نہین آتا اور یہ

احساس ہمین بلا واسطہ ہوتا ہی ہوا ہمین براہ راست اپنا احساس کراتی ہی اور ہم مین سے ہر ایک متنفس ایسے احساس پر ایک ذاتی شہادت رکھتا ہی - کوئی فرد اس احساس سے خالی نہین -

جب ہوا چلتی ہی تو ہر شخص اُسکا احساس کرتا ہی کیونکہ ہر شخص کی زندگی کا انحصار اُسی پر ہے - گو ہم ہوا نہین دیکھتے یا نہین دیکھ سکتے لیکن ہوا کی تاثیرات سے متاثر ہوتے اور اُس سے کام لیتے ہین -

اگر کوئی شخص ہم سے یہ کہی کہ چونکہ تم ہوا کو آنکھون سے نہین دیکھتے اس واسطے تمہارے پاس وجود ہوا پر کیا دلیل ہی ؟ تو ہم اس سوال کے جواب اور وجود ہوا کے اثبات مین یقیناً اسقدر دلائل لاسکین گے کہ اسقدر ثبوت ایک مرئی وجود کے واسطے بھی پیش نہ کرسکین -

بعض ایسی ہستیان یا ایسے وجود بھی ہین جنکا احساس اور ادراک ہم باواسطہ کرتے ہین اور ایسا احساس یا ادراک دو حال سے خالی نہین ہوتا -

(۱) یا تو کوئی درمیانی واسطہ ہمین معلوم ہوتا ہی -

(۲) یا ہم اُس سے لاعلم ہوتے ہین -

ہم بظاہر محض ایک ایسا جسم ہین جس کے کئی ایک پرزے اور حصے ہین - یہ سب پرزے اور حصے گو ایک ہی ڈھانچے سے نسبت اور تعلق رکھتے ہین لیکن پھر بھی ایک دوسرے سے مختلف ہین - اُنکی شکلون - اُن کے افعال - حرکات اور تصرفات مین بہت کچھ فرق ہی سر آنکھ - کان ناک - ہاتھ اور پیرون مین کوئی مشابہت نہین ہی جو کام سر اور ناک سے لیا جاتا ہی وہ آنکھ اور کان سے نہین لیا جاسکتا - جو کام ہاتھ دیتے ہین وہ پیر نہین دیتے یا نہین دے سکتے -

ہمارے جسم کے تین حصے ہین -

(۱) جلد

(۲) اندرونہ جلد

(۳) اندرونہ در اندرونہ

جب ہم جلد سے اندرونہ جلد مین جاتے ہین تو ہمین غدودون اور گوشت یا آلایش گوشت کے سوا اور کوئی مواد دکھائی نہین دیتا۔ جب ہم اس سے بھی آگے جاتے ہین تو چند سرخ و سفید آلایشین اور مواد دیکھتے ہین۔ اگرچہ اُن کا نظام اور نقشہ قریبًا ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتا ہی لیکن نہ تو اُن مین کوئی ایسی خاص بات پائی جاتی ہی جسے ہم سوائے ایک نفیس اور دل چسپ یا لاجواب کاریگری کے کسی اور کمال پر محمول کرسکین اور نہ کوئی ایسا جداگانہ سلسلہ ملتا ہی جو دوسری زندہ مخلوق کے اعضا اور غدود وغیرہ کے مقابلہ مین کوئی خصوصیت یا خاص حکمت رکھتا ہو بھولی گوشت۔ ہڈیان۔ غدودین۔ غضروف۔ اعصاب۔ صفرا۔ بلغم۔ سودا اور خون ہوتا ہی۔ اگر گہری نگاہون سے دیکھین تو اس سب موادمین وہی عفونت وہی غلاظت ہوتی ہی جو ایک بندر اور طوطے کے جسم مین پائی جاتی ہی۔ صرف بڑی چھوٹی ہڈیون کا فرق ہوتا ہی۔

انسانی کمالات کا مدار عمومًا دماغ اور دل پر رکھا جاتا ہی لیکن جب ہم دماغ اور دل کی بھی مزید چھان بین اور چیر پھاڑ کرتے ہین تو اس مین بھی وہی پرزے اور وہی جوڑ۔ اعصاب اور آلایش وغیرہ پاتے ہین جو دوسری زندہ مخلوق کے بعض حصون مین ہوتی ہی۔ سر سے لیکر پاؤن تک دیکھتے جاؤ کوئی ایسی خصوصیت نہین ملتی جو کسی خاص حکمت اور کمال کی وجہ ثابت ہوسکے۔

اب دوسرا منظر دیکھو جو کچھ انسان کر رہا ہی اور جو کچھ اُسکی ذات سے مختلف رنگون مین ظہور مین آتا ہی اُس سے ہم کبھی بھی یہ خیال نہین کرسکتے کہ

اس مشت اعصاب یا مشت استخوان کی یہ کارسازیان ہین کیونکہ جب ہم انسان کا سارا جسم چیر پھاڑ کر دیکھتے ہین تو اس مین سے کوئی بھی ایسی کل یا مشین نہین نکلتی کہ جو ان سب کمالات کی موجب قرار دی جاسکے۔

اگرچہ دماغ متعدد یا مختلف قوتون کا ماخذ قرار دیا گیا ہی لیکن کھوپڑی مین سے بھی ظاہر مین کوئی ایسا مقام نہین ملتا کہ جو ان کمالات اور ان قوتون کا مستقر قرار دیا جاسکے۔ انھین مشکلات مین پھنس کر بعض جلد بازون سے یہ خیال ظاہر کیا ہی کہ در اصل جب تک ترکیب جسمانی ثابت اور قائم رہتی ہی اُسوقت تک انسان سب کچھ کرتا اور کراتا رہتا ہی جس وقت نظام جسمانی مین فرق آجاتا ہی تو سب صورت بگڑ جاتی ہی۔

اس دعوے کے ثبوت مین وہ یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جب عضو مین فرق آجاتا ہی اُس کے افعال اور تصرفات مین بھی فرق آجاتا ہی۔ دماغ کے ماؤف ہونے سے نہ تو حس مشترک صحیح حالت مین رہتی ہی اور نہ حافظہ۔ قدرت نے جس ترکیب اور جس ترتیب سے کام لیا ہی اُس کا ثبات اور قیام افعال انسانی کی صحت اور کمال کا موجب ہی اور اس مین کسی نہ کسی رنگ سے فتور پڑ جانا خلل کا ایک پیش خیمہ ہی۔ میری راے مین ان لوگون کا یہ استدلال درست نہین۔

جب انسان سفر زندگی ختم کرتا ہی تو اُس وقت دماغ اور دماغ کی کلین اور پرزے قریبًا اُسی حال پر ہوتے ہین جیسے کہ پہلے تھے۔ گو عمل مین نہ سہی مگر ترکیب مین ویسے ہی ہوتے ہین۔ اگر اصول طبابت کی رو سے اُنھین شمار کیا جاے تو اُنمین سے ایک پرزہ بھی کم و بیش نہ ہوگا۔ باوجود اس حالت کے بھی دماغی طاقتین سلب ہوجاتی ہین۔ اب سوال یہ ہوگا کہ وہ کون سی

شے یا کون سی طاقت تھی جو اُس مین سے نکل گئی ہی اور جس کا نکلنا عملاً محسوس ہوتا ہی۔ ان حالات مین یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ کوئی قوت یا کوئی طاقت یا کوئی کشش قالب مین سے ضرور نکل گئی ہی جسکے نہ ہونے سے یہ حالت ہو گئی ہی۔ کیونکہ جب ہر طرح سے نظام جسمانی موجود ہی تو ضرور تھا کہ اُسکی عملی قوت بھی موجود رہتی۔

اگر یہ کہا جاے کہ چونکہ نظام جسم مین ہی فرق آگیا ہی اس واسطے قوت عملی بھی باقی نہین رہی ۔ تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ نظام جسمانی مین کیون فرق آگیا کیون اُسکی عملی طاقتین باقی نہین ؟ جواب اس خدشہ کا سواے اسکے اور کیا ہو سکتا ہی کہ اسمین سے ایک اعلیٰ قوت نکل گئی ہی۔

اور اگر یہ کہا جاے کہ جسطرح ایک انجن کے ٹوٹ جانے سے اُسکی رفتار مین فرق آجاتا ہی یا جب اُسمین سے پانی اور آگ نکالی جاے تو اُس مین وہ زور نہین رہتا یا اُس کا زور گھٹ جاتا ہی تو یہ بھی کہا جایگا کہ نظام جسمانی خون ۔ صفرا ۔ بلغم ۔ اور سودا و حرارت طبعی کے زور سے چل رہا ہی۔ جب ان اخلاط یا اس ترکیب مین فرق آجاتا ہی تو جسم مین بھی فرق آجاتا ہی کیونکہ ایسے اختلال کے وقت ان اخلاط مین سے کوئی خلط بھی باقی نہین رہتی جیسے کہ ایک انجن مین کوئی مواد باقی نہین رہتا۔

میری راے مین باوجود ان سب امور کے تسلیم کر لینے کے بھی ہمارے دعوے مین کوئی کمزوری عاید نہین ہوتی ۔ ہم یہ کہین گے کہ ہمارے نظام جسمانی کا نشو و نما باصول طبی چند بیرونی مواد کے تابع سمجھا جاتا ہی۔ اگر بیرونی مواد باقی نہ رہے یا اُس مین کسی قسم کا فرق آجاے تو نظام جسمانی مین بھی فرق آنے لگتا ہی اگر ایک زندہ جسم کے واسطے ہوا ۔ گرمی ۔ سردی ۔ اغذیہ و اشربہ کا سامان نہ ہو یا کسی قدر واقعی ضرورت سے کم و بیش ہو تو ان سب صورتون مین جسم مین ایک طرح کا

خلل واقع ہو جائیگا - اگر ایک شخص روٹی چھوڑ دے یا کوئی چیز بھوک کے وقت نہ کھائے اور بغیر کسی قسم کے اکل و شرب کے ہی زندہ رہنا چاہے تو یقیناً وہ جان بر نہ ہو سکے گا -

اس سے یہ پایا گیا کہ بظاہر ہماری زندگی کا مدار چند بیرونی اسباب پر ہی جنکے وقت پر مہیا ہونے سے نظام جسم باقی رہیگا ورنہ اُسمین خلل آجائیگا -

اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ جب انسان سفر زندگی ختم کر لیتا ہی تو کیا اُسوقت اُسکے واسطے اسباب بیرونی یا اسباب زندگی دنیا مین موجود نہین ہوتے - یا ضرورت کی صورت مین بآسانی موجود نہین کئے جا سکتے - یا وہ محض اسباب زندگی کے فقدان کی وجہ سے دنیا سے سفر کرتا ہی -

ان تینون مین سے کوئی بات بھی نہین ہی باوجود کثرت اسباب زندگی کے کوئی صورت قیام مزید کی نہین نکلتی - اور نہ کوئی چارہ ہی پیش جاتا ہی - اس سے پتہ لگا کہ نظام جسمانی کے قیام اور ثبات کے واسطے بیشک اسباب زندگانی کی ضرورت ہی لیکن قیام زندگانی کے لئے کسی اور اعلیٰ طاقت یا اعلیٰ قوت کی ضرورت ہی جو اسباب زندگانی سے الگ ہی -

ایک انجن ٹوٹ کر درست ہو سکتا ہی اور اُس مین پھر پانی اور آگ بھر کر اُس سے بدستور یا کسی قدر کم و بیش کام لیا جا سکتا ہی لیکن ایک انسانی انجن بگڑ کر درست نہین ہو سکتا - باوجودیکہ اُسکے واسطے لوہے کے انجن کے مقابلہ مین ہزارون سامان مہیا اور صدہا تدابیر کی جا سکتی ہین -

جسم کی حالت اور طاقت تو یہی ہی جس کا اوپر کسی قدر ذکر ہوا ہی - اب انسان اپنی جسمانی قوتون سے جسقدر کام لے رہا ہی اُسکی وجہ اور اُسکی حکمت کیا ہی - اس سے تو ہم کسی حالت مین بھی انکار نہین کر سکتے کہ ہم ایک اندرونی

مشین سے کام لے رہے ہین اور وہ کل ہمارے بس مین ہوتی بھی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی - ہم بااین ہمہ نہ تو اُسے دیکھتے ہین اور نہ اُس کا مشاہدہ کرسکتے ہین - ہم جو کچھ کر رہے ہین یا جو کچھ ہم سے سرزد ہوتا ہی اُسکے نتائج اور آثار سے ہم واقف ہین اور جس کل یا جس قوت کے ذریعہ سے یہ سب کچھ ہورہا ہی وہ ایک ایسا درمیانی واسطہ ہے کہ جس کا ہمین ایک علمی رنگ مین علم ہی

بعض وقت ہم اپنی عملی زندگی مین ایسی عملی صورتین بھی دیکھتے ہین کہ جنکا ہم ادراک اور احساس تو کرتے ہین لیکن اُس طاقت اور قوت کی کُنہ سے اب تک لاعلمی ہے جو فی الحقیقت پردۂ غیب مین یہ کام کر رہی ہی ہماری زندگی مین بعض وقت ایسے واقعات بھی پیش آتے ہین کہ اُن کے وقوع سے تو ہم کسی حالت مین بہی انکار نہین کرسکتے لیکن جس ہستی یا جس قوت کے ذریعہ سے اُن کا احساس ہوتا ہی اُس کا یا تو بالکل علم ہی نہین ہوتا اور یا کچھ مبہم سا ہوتا ہی -

ہم اس اصول مسلمہ کی بنا پر کہ کوئی حرکت سوا سے محرک کے اور کوئی فعل سوا سے فاعل کے واقع نہین ہو سکتا - اس امر سے کبھی بھی انکار نہین کرسکتے کہ چاہے واسطہ کا علم ہو یا نہ ہو اُسکے آثار - اُس کے افعال اُسکی حرکات اور اُسکے تصرفات کسی نہ کسی رنگ مین ہمارے سامنے موجود اور پیش ہوتے ہین اور پھر ایسا واسطہ عموماً ایک قوت کے ماتحت ہوتا ہی - اور وہ قوت ایک وجود سے متعلق ہوتی ہی -

رہی یہ بحث کہ وجود مرئی اور غیر مرئی مین من حیثیت الوجود کیا کچھ فرق ہوتا ہی - یہ ایک ایسا سوال ہی کہ جس کا کسی صورت مین بھی مکمل طور پر جواب نہین دیا جا سکتا - جو وجود یا جو ہستی ہم دیکھتے ہی نہین اُس کی

نسبت یہ کسطرح کہا جاسکتا ہی کہ وہ ایسا یا ایسی ہوتی ہی - ہان کبھی کبھی یہ کہنے کے عادی ہین کہ اُسے ایسا اور ایسا ہونا چاہیئے - گر یہ سب بالائی یا استقرا ی قیاسات ہون گے - کچھ ضرورت نہین کہ ہم ایسی غیر مری ہستیون کے وجود کی تشخیص کی نسبت ایسی بحث چھیڑین - اسی بحث پر اُسکی ہستی کا انحصار نہین ہے - اسکی ہستی جب آثار اور تصرفات سے ثابت ہی تو پھر بالائی بحثون کی کیا ضرورت ہی - ایسی تمام بحثین ہمیشہ ایک فساد اور مغالطہ مین ڈالتی ہین - ہر ایک شخص کا قیاس اپنے اپنے اجتہادات اور وجود زیر بحث کے درجہ کے مطابق ہوتا ہی - مثلاً - بت پرستون نے اپنے اپنے دیوتاؤن اور دیویون کے واسطے جو جو خیالی نقشے اور نمونے تجویز کرکھے ہین اون سب کا مدار صرف چند خیالات پر مبنی ہوتا ہی - جا بجا بت یا دیوتا کے واسطے ایک مہیب شکل اور ایک مہربان دیوی کے لیئے ایک نازک اندام اور خوبصورت شبیہہ تجویز کی جاتی ہی - پری کے واسطے سڈول اور دلفریب جسم اور ایک دیو کے لیئے بدقطع اور خوفناک جسم تجویز کیا جاتا ہی -

وجود ایزدی کی بحثون مین بھی بعض وقت بالکل قیاسی اور خیالی امور بیان کیئے جاتے ہین جو اُس ذات پاک کے افعال اور قدرتون یا تصرفات سے معرض بحث مین لائے جاتے ہین - ایسی بحثون مین صرف اسی اصول پر تمام امور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہی کہ ہم ایک غیر مری ہستی کے معترف ہین اور اُسکے تمام تصرفات افعال اور قدرت کے قائل - اُسکی ہستی جیسے سب سے اعلیٰ ہی ویسے ہی اُسکا وجود بھی سب سے اعلیٰ اور ہماری طاقت ادراک سے باہر ہی - یہ ایک ایسی مختتم بحث یا مختتم طریقہ ہی کہ اس سے آگے جانا اپنے تئین ایک تہلکہ مین ڈالنا ہے

عملی اعتبارات سے ہستی یا وجود کی دو قسمین ہین -

(الف) ہستی قادر عاملہ۔

(ب) ہستی ماتحتی معمولہ۔

اس بنیاد پر قوتون کی بھی دو ہی عملی قسمین ہین۔ قوت قادرہ عاملہ وہ ہی جو اس دنیا مین کل ہستیون کی سردار اور کل قوتون سے فائق ہی۔ قوت ماتحتی معمولہ وہ ہی جو اس قوت قادرہ عاملہ کے ماتحت کام کر رہی ہی۔ قوت قادرہ عاملہ ایک ہی ہی اور قوت ماتحتی معمولہ کی بہت سی قسمین یا نوعین ہین۔

پہلی قسم کی عملی ہستی اور اُسکی قوت کا اعتراف ہم نے رفتہ رفتہ اُن آثار اور اُن تصرفات عامہ کے مشاہدے اور احساس سے کیا ہی جو ہمارے ارد گرد اور خود ہماری حد ذات مین متواتر واقع اور وارد ہوتے رہتے ہین۔ ہماری اندرونی کش مکش اور جذبات نے فطری الہامات کے ذریعہ سے اس استدلال اور استشہاد پر باطنی رنگ مین روشنی ڈالی ہی اور ہم نے ان وسائل سے متاثر ہوکر ایک اعلیٰ وجود اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کا ضمیراً اور عملاً اعتراف کیا ہی اور اُسے سب ہستیون اور سب قوتون سے برتر اور اعلیٰ قرار دیا ہی۔

گو ہم اس اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کو اِن آنکھون سے نہین دیکھتے لیکن ہمارے وجود مین ہماری آنکھین ہر رنگ مین تماشائے قدرت کر رہی ہین۔ ہم خود بھی ایسی اعلیٰ ہستی اور برتر قوت کے آثار اور کوائف مین سے ہین اور خود ہمارا وجود بھی اُس ذات اقدس کے اثبات کے واسطے ایک زندہ شہادت ہی۔ اس اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ وجود کی قوت اور وجود مین کوئی تباین اور دوئی نہین ہی۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہ سب امور مین کامل واقع ہوئی ہی۔ لیکن اسکے سوا اور جسقدر ہستیان اور قوتین ہین اُن سب مین باعتبار ہستی اور وجود قوت کے فرق ہی یہ فرق بھی بجائے خود اُس وجود اعلیٰ اور ہستی اعلیٰ کی عظمت اور علو کی

محکم دلیل ہی - کسی ہستی اور اُسکی قوت کا ماننا اُس صورت مین ہو سکتا ہی کہ اُن دو نون کا اعتراف کیا جائے کیونکہ اسکے سوا چارہ نہین ہی - لیکن اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کا اعتراف ایک ہی رنگ مین یا ایک ہی حد مین کیا جاتا ہی -

انسانی قوت کی عملی یا ضمنی قسمین دو اور بھی ہین -

(الف) جسمانی قوت -

(ب) ذہنی قوت -

جسمانی قوت زندگی اور اسباب زندگی کے تابع ہی ہاتھ مین ایک قوت ہی پیر مین بھی ایک قوت ہی - آنکھ اور کان مین بھی ایک قوت ہی - اعصاب مین بھی ایک قوت ہی - غدود اور غضروف مین بھی ایک قوت ہی - لیکن یہ تمام متفقہ یا منفردہ قوتین اُسوقت تک کام نہین دے سکتین جب تک ذہنی قوتین اُن کا ساتھ نہ دین - ایک ہاتھ اُس صورت مین کوئی کام کرنا یا کر سکتا ہی جب ذہنی تحریک یا ذہنی قوت اُس کا ساتھ دیتی ہی - آنکھ تب ہی مشاہدہ کر سکتی ہی جب ذہن اُسکا مددگار ہو - ہم ہاتھ اُٹھاتے ہین لیکن ذہنی قوت اُسے طرفۃ العین مین روک لیتی ہی - ہاتھ کو خبر تک نہین ہوتی - ذہنی قوت فوراً ایک حرکت کا حکم دیتی ہی کیا مجال کہ ہاتھ انکار کرے جب ذہنی ارادہ اور ذہنی قوت کشت و خون کی تحریک کرتی ہی تو اس حرکت سے ہاتھ اپنے تئین نہین بچا سکتا - ان حالات مین یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ تمام جسمانی قوتین ذہنی قوتون کے تابع ہین اور تمام جسمانی طاقتین اور جسمانی اعضا ذہنی طاقتون کی کارکن ہین -

ہمارے اعمال اور تصرفات کی دو قسمین ہین -

(الف) عملی -

(ب) خیالی -

ان دونوں صورتوں کی بنیاد قوت ہی ہی صرف فرق یہ ہی کہ عملی صورتوں میں جسم اور ذہن دونوں ایک حرکت اور ایک فعل میں شامل ہوتے ہیں اور خیالی صورتوں میں صرف ذہن ہی کی تحریک ہوتی ہی۔

اخلاقی اور تربیتی مراحل میں سب سے مقدم یہ ہی کہ انسان اپنی قوتوں سے باضابطہ کام لے اور سب سے ضروری یہ کہ ذہنی قوتوں کا کامل احصار کیا جاے کیونکہ جب تک ذہنی قوتیں قابو میں نہ آئیں تب تک کامل تربیت میسر نہیں آتی۔ ہاتھ اور پیر رک سکتے ہیں لیکن ذہن اور خیال نہیں رک سکتا۔

باعتبار تاثیرات کے قوت کی اور بھی دو قسمیں ہیں۔

قوت منظہریہ۔

قوت مصدریہ۔

قوت منظہریہ سے یہ مراد ہی کہ اپنی ذات میں تو نہ پائی جائے لیکن کسی دوسری ذات کی طرف سے منتقل کی گئی ہو جیسے بجلی کی قوت انسان کے بدن میں منتقل کی جاتی ہی۔ جب باصول سائنس ایسے مواد خارجی سے کام لیا جاتا ہی تو اس عمل کا نام قوت منظہریہ ہوتا ہی۔ اس عمل خارجی کے ذریعہ سے جو کچھ کیا اور کرایا جاتا ہی۔ وہ اپنی ذاتی قوت کا فعل نہیں ہوتا بلکہ ایک خارجی قوت کا۔

خاص فطنت خاص ذکاوت بھی ایک منظہری طاقت یا ایک منظہری قوت ہی۔ مذاہب کے مقتداؤں اور ملل صادقہ کے رہنماؤں یا مقتدر اور ممتاز حکیموں کی ذات میں برنگ فیضان الٰہی یا فیضان وہبی ایسی منظہری طاقتوں کا حلول اور ہجوم ہوتا ہی ان طاقتوں کے ذریعہ سے انکی طبیعتیں مجلّی اور اذہان مزکّی ہوتے ہیں۔ جب ایسی منظہری طاقتیں رفع ہو جاتی ہیں تو

اُس وقت ایسے لوگون کی وہ حالت نہین رہتی جو ایک ممتاز حالت کہی جاتی ہے-
جو لوگ مذاہب کے پاک نفس لوگون کی عظمت اور ضرورت سے انکار
کرتے ہین اُنکی سب سے پہلی غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ مظہری طاقت اور مصدری
قوت مین فرق نہین کرتے یا ان دونون مین فرق کر نہین سکتے ایسے باعظمت
اور باخدا لوگ مصدری طاقت سے ایسے کام نہین کرتے جو روحانی کام
ہوتے ہین بلکہ مظہری طاقت سے -
ایک جج یا ایک مجسٹریٹ جو حکم احکام دیتا اور فیصلے کرتا ہے وہ سب
کے سب مظہری طاقت کے ماتحت ہوتے ہین جب تک وہ طاقت ایک
گورنمنٹ یا ایک بادشاہ یا ایک قانون کے ماتحت اُسے تفویض رہتی
ہے تب تک وہ جج یا مجسٹریٹ رہتا ہے- جب وہ اختیارات واپس لئے جاتے
ہین تو ججی و مجسٹریٹی کے اختیارات بھی ساتھ ہی سلب ہوجاتے ہین -
مصدری طاقت سے وہ طاقت مراد ہے جو بذاتہ یا باعتبار نظام
جسمانی کے انسان کو حاصل ہوتی ہے یا یہ کہ جو قدرت نے اُسکے حصہ
مین علیٰ قدر مراتب رکھی ہوتی ہے- یہ وہی طاقت ہے جو جسمانی قوتون کے
ذریعہ سے مختلف اشکال مین کام کرتی ہے -
تمام قسم کی معادی - معاشی - ترقیات کے واسطے یہ جاننا ضروری
ہے کہ ہماری ذات مین قدرت نے کون کون سی قوتین رکھی ہین اور ان تمام
قوتون کا اعلیٰ قوت قادر و عالم سے کیا اور کس حد تک تعلق ہے اور اُس
اعلیٰ قوت سے کیونکر اور کس حالت مین مناسب نسبت پیدا کی جاسکتی ہے-
اور کن اصولون کی ماتحتی مین اپنی ایسی قوتون سے صحت کے ساتھ کام
لیا جاسکتا ہے- جب تک ہم یہ نہ جانین یا جاننے کی کوشش نکرین تبتک

ہم اُن مراحل اخلاقیہ اور منازل معاشیہ و مراتب معادیہ سے بہ سہولت گذر نہین سکتے جو ہمین اپنی زندگی مین بہ انواع مختلف وقتاً فوقتاً پیش آتے رہتے ہین یا جن کے پیش آنے کا اندیشہ اس سفر زندگی مین خطیرِ خاطر رہتا ہے -

اگر جسمانی قوت یا جسمانی قوتین محنت و مشقت مین لگائی جا سکتی ہین اور اُن سے بہ مختلف حیل کام لیا جاسکتا ہی تو کوئی وجہ نہین کہ ذہنی قوتون سے اخلاقی اور ریاضتی امور مین بہ خوش اسلوبی کام نہ لیا جا سکے - جو شخص اپنے خیال اور اپنے ارادہ پر قابو اور ضبط رکھتا ہی وہ اُس پہلوان اور اُس شہ زور سے کہین زیادہ زور آور ہے جو جسمانی قوت سے دوسرے پہلوانون کے گرا دینے مین شہرت رکھتا ہی -

نفسانی طنابین جسمانی قوتون سے قابو مین نہین لائی جا سکتی ہین ان کے قابو مین لانے کے واسطے ذہنی قوتون سے کام لینا چاہیے - جو لوگ صرف جسمانی قوتون ہی کے معترف ہین وہ ایک عارضی سلسلہ کی پابندی تو کرتے ہین لیکن جو سلسلہ اس عارضی سلسلہ کی تہ مین موجود کیا گیا ہی - اُس سے نا آشنا ہین - جو شخص ہمیشہ یہ کہنے کا عادی ہی کہ اُس کا ہاتھ اور اُسکی انگلیان ہی کام کر رہی ہین اُس کا جسم ہی اُسکے واسطے ہر ایک قسم کا ذریعہ ہی وہ ایک عارضی اور فریب وہ خیال مین گرفتار ہو کر اپنی اصلی رفتار اور اصلی جذبات اور قوتون سے بے خبر ہی - اگر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرے کہ اُسکا ہاتھ اور اُسکی اُنگلیان اُسکی آنکھین اور اُسکے کان کسی اور طاقت کے تابع کام کر رہے ہین تو وہ اعتراف کرے گا کہ یہ ظاہری عضو یا پرزے تو ایک ظاہری کارکن ہین اُنکی کارکردگی اور دخل و قبض اُس قوت کے ماتحت

اور اُس طاقت کے زیر فرمان ہی جو بنام نہاد ایک اعلیٰ جذبہ یا اعلیٰ قوت کے انداز سے احکام نافذ کرتی ہی۔

ہم سوا اس صورت کے اخلاق اور محاسن مین ترقی نہین کرسکتے اور نہ لازمۂ انسانیت پورا کرسکتے ہین جب تک اندرونی اعلیٰ قوتون اور اعلیٰ جذبات کے صحیح استعمال سے نہ واقف ہون۔ ذہنی قوتون کے صحیح استعمالات کا نام ہی انسانیت ہی اور اُس سے آدمی بنتا ہے۔ فتدبّر۔ سلطان احمدؔ۔

معذرت

جناب اڈیٹر صاحب زاد لطفہٗ آپ نے اپنے پرچہ مین لکھا ہی کہ مین خواجہ عزیز الدین صاحب کا شاگرد ہون۔ خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین لیکن مین انکا شاگرد نہین۔ مین نہ شاعر ہون نہ مینے کسی شاعر سے اصلاح لی ہی۔ یہ جو کبھی کبھی کچھ موزون کرلیتا ہون یہ شاعری نہین تفریح طبع ہی۔ ۲ راگست سنہ ۱۹۰۹ء شبلی

ہمین ندامت ہی کہ حضرت خواجہ کا ذکر کرتے ہوے ہمسے یہ غلطی سرزد ہوگئی۔ عذر گناہ بدتر از گناہ ضرور ہی لیکن ہمین جیسے ہی مولانا کا یہ خط ملا ہم نے اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور عفو تقصیر چاہی۔ اصل یہ ہی کہ ایک مدت سے ہم اس غلط فہمی مین مبتلا تھے۔ یہ یاد نہین کہ کب اور کس ذریعہ سے یہ خبر ہم تک پہونچی۔ مگر ہمکو اپنی یاد پر اس درجہ وثوق تھا کہ باوجود بعض مواقع پر اسکی تردید سننے کے بھی یہ خیال ہمارے دل سے نہ نکلا۔ اب جبکہ ہم اپنی غلطی پر آگاہ ہوگئے ہین ہم اپنے بیان کی پبلک مین تردید ضروری جانتے ہین۔ تاکہ دوسرے ہماری تحریر سے دھوکے مین پڑکر اس غلط خیال کو اپنے دلمین جگہہ نہ دین۔

عذر خواہ
ظفر الملک
ایڈیٹر

آب و ہوا کا اثر تہذیب و شایستگی پر

بہت سے اسباب ایسے ہین جو انسان کے حالات و خیالات پر موثر ہوتے رہتے ہین مثلاً اچھی یا بری تعلیم و تربیت - مراسم ملک و ملت - شخصی و جمہوری حکومت اور رفتار زمانہ وغیرہ - لیکن ایک موثر ایسا بھی ہی جو سب سے قوی تر مگر کل اسباب سے زیادہ دور از کار سمجھا جاتا ہی - گو کہ اسبات سے انکار کرنا مشکل ہی کہ ہر ملک کی آب و ہوا مین ایسی تاثیرات ہوتی ہین جو باشندگان ملک کے طبایع و اخلاق سے گہرا تعلق رکھتے ہین -

جیساکہ افریقہ کے وحشیون کے بارےمین خیال کیا جاتا ہی کہ اُنمین کبھی تہذیب و شایستگی آہی نہین سکتی اسلئے کہ گرم ممالک کے باشندے عموماً موٹے تازے اور قوی الجثہ ہوتے ہین مگر آب و ہوا کی حرارت سے انکی طبیعتین بجھی ہوئی اور سست رہتی ہین - انمین جنبش و حرکت کے بجاے سکون و راحت اور چستی و چالاکی کے بجاے سستی و کاہلی کی عادتین راسخ ہو جاتی ہین اور وہ لوگ ہر حال مین تقدیر کا آسرا لگاے بیٹھے رہتے ہین اگرچہ جسمانی اعتبار سے وہ لوگ قوی اور دیوہیکل ہوتے ہین لیکن نفسانی خواہشات اور حیوانی جذبات اُنکے عقل و ادراک پر غالب آجاتے ہین جسکی وجہ سے وہ انسان کے علوے مراتب کو بالکل بھولجاتے ہین سانپ بچھو اور کنکر پتھر وغیرہ کو اپنے آپ سے بالاتر خیال کر لیتے ہین - بھوت پریت سے ڈرتے رہتے ہین اور دیوتاؤن کو راضی رکھنے کیلئے سیکڑون لغو طریقے اختیار کر لیتے ہین - اسلئے اُن کے اخلاق و عادات مین آرام طلبی و اوہام پرستی کا عنصر قوی رہتا ہی اور جہالت و وحشت انمین ہمیشہ جاری و ساری رہتی ہی - اسکے علاوہ خارجی طور پر بھی آرام و آسایش کے سامان بکثرت اُنکے گرد و پیش رہتے ہین - چونکہ گرم مقامات کی آب و ہوا زمین کی زرخیزی اور زراعت کی سرسبزی کے لئے مفید ہی

اسلئے وہان کے لوگون کو تلاش معاش کی زیادہ زحمت نہین برداشت کرنا پڑتی بلکہ فراوانی پیداوار کی وجہ سے تھوڑے سرمایہ مین وہ لوگ بآسانی بسر کرلیجاتے ہین آب وہوا کی تازہ بتازہ کیفیتون سے اُنکی طبیعتین کبھی سیر نہین ہوتی ہین اور موسمون کی خوش آیند تبدیلیان اُنکی تندرستی وصحت جسمانی کو ہمیشہ بحال بنائے رکھتی ہین۔ اسوجہ سے وہان کے لوگون کی زندگی ایک حد تک بیفکری وآرام سے گذرجاتی ہے اور ترقی وتہذیب مین کوشش کرنیکا میلان اُنکے طبایع مین بہت کم بلکہ بالکل نہین ہونے پاتا۔ نہ اُنکو حقیقت اشیاء کی دریافت مین غور وفکر کرنا پڑتی ہے اور نہ برق وباد سے کام لینے کی چندان ضرورت پیش آتی ہے۔ ان کے قوائے ذہنی ودماغی معطل وبیکار پڑے رہتے ہین اسلئے وہ لوگ فضائل واوصاف انسانی سے محروم رہجاتے ہین اور محض طبیعت کے بندے اور حیوانی خواہشات کے غلام بنے رہتے ہین۔

بخلاف اسکے جو لوگ سرد آب وہوا اور برفانی ملکون مین بود وباش رکھتے ہین اُنکے لئے جہد للحیات کا مرحلہ سخت ودشوار گذار ہوتا ہے۔ انکو اپنی جسمانی حفاظت اور آذوقہ تلاش کرنے سے فرصت ہی نہین ملتی کہ وہ اپنے قوائے عقلی کو کام مین لائین اور تہذیب وتمدن مین حصہ لے سکین۔ اُنکی زندگی تمام محنت شاقہ کرتے رہنے مین گذرتی ہے۔ اور راحت واطمینان کے ساتھ انسانی مدارج اعلیٰ حاصل کرنے کا ان بیچارون کو موقع نہین ملتا۔ بلکہ ہمیشہ جاڑے کی سختیان جھیلنا اُنکے واسطے عذاب جان ہوجاتا ہے۔

لیکن معتدل مقامات کی آب وہوا اگرچہ گرم ممالک کی طرح پُر بہار وسرور انگیز نہین ہوتی کہ بنی نوع انسان کو عیش پرست اور کاہل ومجہول بنادے اور نہ برفانی ملکون کی آب وہوا کیطرح منحوس ومردم آزار ہے کہ وہان رہنے کے انسانی

زندگی تلخ ہو جاے تاہم اون مقامات کی آب وہوا روح پرور و نشاط افزای
جہان اگرچہ سخت محنت کے بغیر راحت و آرام نہین ملتا اور بے ہاتھ پاؤن ہلاے
لقمہ منھ مین نہین جاتا لیکن وہان کے لوگون کو محنت کرنے کے بعد آرام و راحت
کی قدر بھی خوب ہوتی ہی اور وہ اپنی محنت کا صلہ معقول پاتے ہین۔ اسیوجہ سے
وہ لوگ کام کاج کے عادی ہو جاتے ہین اور اُنمین ہمیشہ جفاکشی مستعدی
زندہ دلی اور ہماہمی پائی جاتی ہی۔ اپنی مدد آپ کرتے ہین وہ کسی کمتر درجہ کی
مخلوق کے آگے سر جھکانا پسند نہین کرتے بلکہ خود اپنی اور اپنے بنی نوع کی
ضروریات و حاجات پورے کرنے کیلیئے خداداد ذہانت اور دماغی قابلیتون
سے برابر کام لیتے رہتے ہین۔ بے تار کی پیغام رسانی اور ہوائی جہاز تیار کرنے
پر آمادہ و مستعد پائے جاتے ہین۔ اور تہذیب و شائستگی پہیلانے مین جدوجہد
کرنے اور شرافت انسانی حاصل کرتے ہین وہی لوگ شہرۂ آفاق ہوتے ہین۔
نیز مقامات معتدلہ کے باشندون مین آب وہوا کی تازگی سے نئی نئی امنگین
اور ولولے پیدا ہوتے رہتے ہین۔ گرمی و سردی کے جنجالی موسم جو مدت
معنیہ تک ٹالے نہین ٹلتے ان لوگون کو کبھی چین سے بیٹھنے نہین دیتے ہین اسی
وجہ سے اُنکی زندگی ہمیشہ دوڑ دہوپ مین کٹتی ہی اور موسمی کیفیات سے اُکتا کے وہ
لوگ کسی ایسے مشغلہ مین مصروف و منہمک رہنے پر مجبور رہتے ہین جو انکی راحت
و مسرت یا نام آوری کا ذریعہ ہو۔

اسلئے معتدل مقامات کے باشندے ملکی و قومی خدمات بجالانے اور
فرائض انسانی ادا کرنے سے کبھی غافل نہین ہونے پاتے بلکہ وحشی و غیر مہذب
اقوام پر فوقیت اور ناموری حاصل کرتے رہتے ہین۔ خدا کی دی ہوئی نعمتون سے
مستفید ہوتے ہین اور ہمیشہ لطف زندگی اُٹھاتے رہتے ہین۔ لیکن اسطرحکے

تحریک دینے والے اسباب گرم آب و ہوا مین مفقود ہین جو وہان کے رہنے سہنے والے آدمیون کو محو تماشا نہ بنائے رکھین بلکہ مفید و دلچسپ مشاغل مین مصروف کرتے دل و دماغ سے کام لینے کی جرأت دلاتے اور ہمیشہ انکو لذتہ غفلت سے بیدار کرتے رہین۔ ان وجوہ سے گرم ملکون اور ممالک معتدلہ کی آب و ہوا مین وہی فرق ہوتا ہی جو وحشی و تہذیب یافتہ قومون اور جسمانی و دماغی قوتون یا رسم پرستی و مطالعہ فطرت اور غلامی و آزادی مین پایا جاتا ہی۔

گرم ممالک کا باشندہ گویا کسی امیر گھرانے کا ناز پروردہ ہی جسکے کھانے پہننے کو بافراط ساز وسامان مہیا ہو اور وہ عیش و عشرت مین مبتلا رہنے کی وجہ سے نالایق ذلیل و خوار ہوجائے۔ اسیطرح سے برفانی ملکون کا رہنے والا آدمی ایسا ہوتا ہی جیسے کسی غریب کا لڑکا جسنے آنکھ کھول کے محتاجی و مفلسی کے سوا کچہ نہ دیکھا ہو اور دنیا کے جاہ و حشم اسکے کبھی خواب مین بھی نہ آئین۔ لیکن مقامات معتدلہ کا باشندہ ایک ایسا مولود مسعود ہی جسنے آسودہ حال اور کاروباری لوگون مین نشو ونما پایا ہو اور اسکی ترقی کے لئے وسائل و ذرایع کافی موجود ہون جنسے فائدہ اٹھانے مین وہ ہوشیار اور چست و چالاک نظر آئے۔

ممالک یورپ مین جو چہل پہل نظر آتی ہی اور مختلف علوم و فنون کی اشاعت اور صنعت و تجارت کی جسقدر گرم بازاری ہی اسکے اسباب مین ممکن ہی کہ بڑا حصہ ملکی آب و ہوا کا ہو اور کیا عجب ہی کہ گذشتہ و موجودہ قومون کے اسباب عروج و زوال کو بنظر غایر دیکھنے اور واقعات تاریخی کی چھان بنان کرتے رہنے سے تاثیر آب و ہوا کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم ہوسکے لیکن زمانے کے لیل و نہار سے پوری طرح واقف ہونا آسان نہین ہی ۔

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو | کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

ف۔ ک۔ از حیدر آباد دکن

قصیدہ

چمن مین گو پسِ خزان بہار آئی بار ہا　　پر اب کی رنگ اور کچھ یہ دور ہی دکھا رہا
زمین کا راز دلبری جو اب تلک چھپا رہا　　وہ دیکھیے کنارِ جو نیا ستم ہی ڈھا رہا
کہ بن کے سبزۂ ارم ہی آج لہلہا رہا

بنفشہ یاسمین سمن شقائق اور نسترن　　ہر ایک زادۂ چمن چھبن مین غیرت وثن
وثن وہ حور پیرہن صفا سے جسکے جملہ تن　　جہان ہو خلد کا چمن یہ وہ چمن جو بے سخن
بحکم رب ذوالمنن سدا بہار نا رہا

گلون کی رنگ رزیان کھلا رہی ہین گل عجب　　کہ پنکھڑی سے پنکھڑی کا چہل رہا بدن ہی اب
بلائے جان ہی اندنون کرشمۂ صبا غضب　　شگوفہ دیکھیے نیا ہجوم غنچہ کے سبب
نہ نخل کا نہ شاخ کا نہ برگ کا پتہ رہا

نہ گر جنون کو جوش ہو جنون کی ہی سبک سری　　کہ شاہدان بوستان غضب ہین محو دلبری
یہ صورتین پری پری یہ رنگتین ہری ہری　　ستم ستم ہین کر رہین بس اُس سے پوچھیے ذری
جو اِن کی سیر و دید کا مزا ہی کچھ اٹھا رہا

نوائے طائر چمن نوید ہی نوا نہین　　کہ آج غیر گلستان کوئی طرب سرا نہین
ارم زمین پہ دیکھ لو ارم کی گویہ جا نہین　　نصیب تھا بہار مین کبھی یہ دن ہوا نہین
کہ شاخ گل پہ نغمہ زن ہزار ہون ہزار ہا

شجر بہ فیض نامیہ سر عزور بر فلک　　فلک بجلوۂ شجر گمان بر قد ملک
ملک کی سو سے رنگ گل نہ اٹھ سکے کبھی پلک　　پلک جھپکے کسطرح کہ ارض سے سما تلک
یہ نور شاہد چمن ایک آگ ہی لگا رہا

اُدھر فضائے بوستان قرار دل کی ہی عدو　　نگہ مین ہی سما رہا یہ سبزۂ کنار جو

اُدہر ہے رعد و برق کو چمک دمک مین اک غلو اس ابر کو تو دیکھیے اُمنڈ اُمنڈ کے چار سو
غضب کی ہی بنفشہ گون سیاہیان دکھا رہا

گیا زمان ماہ وے شرابیون مین شور ہی پئینگے جام پے بہ پے یہی ہی دور دورے
یہ مے ہی وہ لطیف شے روان جم ہی روح کی نبجے ذرا سرود نے مگر ہو دلگداز لے
کہ جوش نشہ مطرب و یہ ذوق ہی دکھا رہا

فلک شرف وہ ماہ نو مہ ربیع الاولین ہٹا کے سر سے بے دھڑک روا اگھٹا کی عنبرین
بسان شوخ نازنین دکھا کے روے تشین بغمزہ ہاے جانفزا بعشوہ ہاے دلنشین
نظر فریب حسن کی ہی شوخیان جتا رہا

صدا ہی یہ سروش کی گئی وہ دور کی بدی کہ ہو گا عنقریب اب ظہور نور سرمدی
مبارک اہل دید کو ہو جلوۂ محمدی نہین ہی غیر ذات حق یہ ذات پاک احمدی
خدا یہ اپنے نور کی جھلک ہی خود دکھا رہا

غضب ہین نشہ مین بھرے ثنا گران مصطفیٰ اُمنگ پر جو ذہن ہی تو شوخیو نپہ ہی ذکا
سخنوری مین لطف ہی مذاق عشق سے سوا تلاش شعر تازہ ہی کہ جستجو ہی دلربا
خیال نظم کیا کہون کہان کہان ہی جارہا

مجھے تو آج کل بھی کل نہ دی فراق یار نے میرا چمن ہی کر رکھا خزان میرے بہار نے
یہ زینت کنار دل تو کھو دیا کنار نے کنار کی خطا نہین کہ چشم اشکبار نے
بہا دیا تھا اسقدر کہ اُسمین دم ہی کیا رہا

کہان گیا وہ دل مرا کہ جس سے مجھکو چین تھا وہی میرا اذریعۂ نشاط نشاتین تھا
نگار تھا بہار تھا بغل کی زیب و زین تھا جوان تھا حسین تھا جگر تھا نور عین تھا
اسیلیے ہون اشک خون بہار مین بہا رہا

خزان مین غم تھا جسکا مجھے وہی ہی اب بہار مین کنار گو رہی جہان جو دل نہین کنار مین

کہان گیا وہ مہ لقا ہون جسکا انتظار مین کبھی تھا ہائے جلوہ گر وہ چشم اشکبار مین
کہ جیسے موج بحر پر قمر ہو جگمگا رہا

شگفت اُسکی تھی مجھے بہار عیسوی کرم وہی نظارہ تھا یہان نگہ کو دیدۂ صد ارم
چمن کی سیر کو کوئی اٹھائے کسطرح قدم بہار باغ تو بجے مجھے خزان سے کچھ نہین ہو کم
گلون کو دیکھ دیکھ کے غضب ہون خار کھا رہا

جو دل کہلے تو مین کہلون جو مین کہلون بہار ہو بہار ہو تو جشن ہو جو جشن ہو قرار ہو
قرار ہو تو مے پیون جو مے پیون خمار ہو خمار مین جو فکر ہو تو شعر آبدار ہو
اس آرزو مین برق وش غضب ہون تلملا رہا

پیون جو مے یہ مے نہ ہو جو خم مین ہو چھلک رہی نگاہ رند زشت ہو جسے طمع سے تک رہی
یہ اُس کے مے گسار کو شکایت آجتک رہی سدا ہو اُسکو کیف مین جنون کی سی بک رہی
نہ کچھ غم حزر رہا نہ کچھ سر حیا رہا

مری شراب صاف ہو یہی سر سخنوری اُسیکے کیف سے رہی دماغ کو سدا تری
یہ مے مزا جو دے مجھے ہو اُسکی مہر گستری مرے خمار کی ہو بک رسول کی ثنا گری
مذاق دل مین جب رہا اُسیکے کیف کا رہا

ستم ہو باغ دہر مین بہار کے جب آئین دن حریف کامیاب ہون جوان سے لیکے تا مسن
مرے حواس جمع ہون نہ ہائے دل ہو مطمئن ہے غم کہ کسطرح کرون ثنائے شاہ انس و جن
نہ طبع نکتہ رس رہی نہ ذہن نکتہ زا رہا

دماغ نظم خاک ہو دماغ ہی دماغ سا مزاج وہ نہین رہا جو تھا شگفتہ باغ سا
یہ دل کا اپنے حال ہو کہ بجھ گیا چراغ سا اُٹھا رہا ہون داغ جو نہین وہ داغ داغ سا
سیاہ روز گاریون سے روز سا منا رہا

غم کفاف و بیم غم غم دل و قلق بہم خم کمند صد ستم چم سپہر بد شیم

رم حواس یک قلم دم ملال تازہ دم یم سرشک چشم نم نم مژہ دم دم الم
ہر ایک سے پرستوہ ہون ہر ایک نے ستا رہا
مری نشاط و عیش سے ابھی فلک نہ داغ ہو وہ فکر کر دفور غم سے اب مجھے فراغ ہو
مجھے ہی جسکی آرزو وہی مے و ایاغ ہو خمار بادہ سے کہین جو تر دل و دماغ ہو
رہون ثنا گر نبی کہ جس طرح سدا رہا
زہے نبی حبیب با امام انبیا لقب امیر ہاشمی نسب مہ عجم شہ عرب
بشر کا مایہ طرب ملک کا واجب الادب وجود خلق کا سبب حبیب حق انیس رب
خدا تھا عاشق نبی وہ عاشق خدا رہا
برائے ناتوان توان بجسم مہروان روان خدیو شہ نشان نشان رسول لا مکان مکان
کرم فشان جہان جہان شرف فزا زمان زمان با بتدا نہان نہان با نتہا عیان عیان
وہ مورد عنایت جناب کبریا رہا
بجز مرشد امین بفخر فخر مرسلین حسب مین بادشاہ دین نسب مین پاک گوہرین
فروغ عز اولین عروج قدر آخرین ہمین شفیع مذنبین ہمین امیر مومنین
عزیز رب عالمین ازل سے وہ سدا رہا
بذات جزو ذات حق بوصف ہمصفات حق شروع کائنات حق حصول مقصدات حق
مرید باثبات حق علیم کل نکات حق سر تعلقات حق در تجلیات حق
نہ اُس سے حق جدا رہا نہ حق سے وہ جدا رہا
جسے کہ مصطفےٰ ملا یہ جانئے خدا ملا ہر ایک سے ہی ہر ایک ملا نہم نہین جدا ملا
جو فرق بھی ذرا ملا وہ کچھ نہین وہ کیا ملا وہ ذات با صفا ملا یہ اُسکا پر تو ا ملا
پھر اے خرد بتا ہمین یہ کون تفرقہ رہا
جسے وہ ہوے جادہ گر گرا سطرف کرو نظر نظر ہو کا سب بصر بصر کھے کہ ہے قمر

تم کو گر ہو یہ خبر خبر کرے کہ یہ بشر بشر ہے اک خدا نگر خدا نگر ہے وہ بشر
جو اپنے دل مین جلوۂ خدا کو ہی دکھا رہا

وہ عرش تختگاہ ہی وہ آسمان جناب ہی صفا مین ماہتاب ہی ضیا مین آفتاب ہی
خزانۂ شہود کا کلید قفل باب ہے خدا کے بارگاہ کا امیر باریاب ہی
جب اسکو سامنا رہا اُسی سے سامنا رہا

دلا مین رابطہ اُسے ہی خالق جلیل سے خدا ہے جانتا اُسے جلیل تر جلیل سے
مصاحب قدیم ہی وہ حق کا ہر دلیل ہے ہی فخر اُس کی خادمی یہ پوچھو جبرئیل سے
جو حاضر حضوری خدیو دوسرا رہا

رسول سا رسول ہی عجیب با قبول ہی قریب حق ہی اسقدر جہان وحی فضول ہی
توحد اور یگانگی وہان یہی اصول ہی غرضکہ قصہ مختصر بیان سب یہ طول ہی
جو اُسپہ شیفتہ رہا خدا پہ شیفتہ رہا

ازل سے کی وہ حمد حق محمدؐ آپ ہو گیا ملا کے میم محو احد مین احمدؐ آپ ہو گیا
وہ قصدا دحق ہوا کہ مقصد آپ ہو گیا عبادت خدا جو کی تو معبد آپ ہو گیا
خدا کو پوجتا رہا جو اسکو پوجتا رہا

ممالک قدیر پر جو حکمران ہی تو یہہ ہی ستو وہ خسرو زمین و آسمان ہی تو یہی
مشیر دولت خدائی دو جہان ہی تو یہ ہی امور انتظام حق کا راز دان ہی تو یہ ہی
وہ کون سر کبریا ہی اُس سے جو چھپا رہا

ابھی نہین کھلے گا تب یہ مذنبین ہجوم جب دم عتاب ہوئیگا خدا کے سامنے طلب
شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے ہر طرف وہ سب کے سب کوئی نظر نہ آئیگا مگر یہی حبیب رب
وہان بھی ہو گا قہر سے ہر ایک کو بچا رہا

غم نقمت جحیم سے چھوڑائیگا یہی نبیؐ عتاب حق کی آگ کو بجھائیگا یہی نبیؐ

معاف جرم مجرمین کرائے گا یہی نبیؐ جنان بین لے کے مومنین کو جائیگا یہی نبیؐ
یہ وہ ہے یان بھی مغفرت جو سبکی چاہتا رہا

مواخذہ سے آخرت کے گر نجات خواہ ہو عتاب کبریا سے وان تلاش گر پناہ ہو
نکالنا جو مغفرت کی اپنی تمکو راہ ہو تو چاہیئے کہ دلمین بس اسی نبیؐ کی چاہ ہو
فدائیے خدا ہے وہ نبیؐ پہ جو فدا رہا

زہے شرف فصیحؔ جو نبی کا مدح خوان نہین کہ در خور شفاعت شفیع عاصیان ہونہین
نہ کیون ثنائے مصطفیٰ مین صرف ہر زمان ہونہین امید دار رحمت خدائے دو جہان ہونہین
یہ آرزو برآئے گر تو خوف حشر کیا رہا

احسان علی احسانؔ فتحپوری

یک سر و صد گونہ سودائے نہانے داشتم یاد آن روزے کہ من با خود جہانے داشتم
یاد آن روزے کہ دور از ماجرای جہان ماجرائے با نگار نکتہ دانے داشتم
یاد آن روزے کہ پنہان از حریف بدگمان آشتی ہائے نہان با پاسبانے داشتم
یاد آن روزے کہ دست افشان گذشتم از حرم از غرور آن کہ من ہم آستانے داشتم
خود تو دانی با جہانم تا چہ خواہد بود کار من کہ در آغوش خود جان جہانے داشتم
ہیچ باک از گردش گردون گردانم نہ بود کز زمین کوچہ او آسمانے داشتم
یاد آن روزے کہ از ناکردہ کاری ہای خویش ہم بہ او مے گفتم از درد نہانے داشتم
گرچہ حرفے می نیار ستم بدو گستاخ گفت از نگاہ شوق با او داستانے داشتم
یاد آن روزے کہ من از سادہ لوحی ہای خود با عدو می گفتم از راز نہانے داشتم

شبلیا آن جلوہ نیرنگہائے کعبی
بود تا وقتیکہ من خواب گرانے داشتم

شبلی نعمانی

زنانہ لباس

اک سیانے ایک حکمت آفرین نجار نے
کاٹھ کی ہر قسم کی لاکھون بنائین پتلیان

ایک مین اُسنے اگر صندلکی لکڑی صرف کی
دوسری مین سخت شیشم کی کھرادی لکڑیان

الغرض جس شکل جس انداز کی صورت گڑھی
ویسے ہی اعضائے تن نازک بنائے یا گران

بال اگر کالے بنائے کی عطا چشم سیاہ
بال اگر بھورے بنائے شربتی دین پتلیان

آنکھ مین انداز اگر سحر آفرینی کے دیئے
لعل سے خوشرنگتر بخشے لب معجز بیان

محو خود صناع پہلے اپنی صنعت پر رہا
ہوکے خوش پھر ڈالدی ہر قالب بیجان مین جان

قوتین بخشین اُنھین پھر شامہ اور ناطقہ
سامعہ اور باصرہ دیکر دیئے کام و دہان

عقل دیکر دیدیئے ہر ایک کو ہوش و حواس
ستر پوشی کے اُنھین سمجھائے لطف بیکران

حسن و خوبی سے یہ سارے کام جب طے ہوچکے
اُنکے رہنے کو دیا اُسنے بڑا بھاری مکان

جسکے ہر حصے مین گلشن جسکے ہر دامن مین پھول
جسکے ہر گوشے مین آصاف کے دریا روان

جسکے ہر بازار مین ہر چیز کے ہر جا پہ ڈھیر
جسکی ہر دوکان پر ہر جنس ارزان و گران

دیکھکر اشیا کی خوبی و نفاست آنکھ سے
ہوگیئن مائل علایق پر ہماری پتلیان

گھیگرے بعضون نے چھانٹے اور گھٹنے بعض نے
بعض کو پاجامے بھائے بعض نے لین ساریان

بعض نے پہنے ڈریس اور بعض نے کرتے ازار
بعض نے لین مول باصد شوق سادی جوتیان

الغرض جو وضع جسکو بھاگئی کی اختیار
ہوتے ہوتے فرق بین ہوگیا باہم عیان

مغربی ملبوس کو ہم مغربی کہنے لگے
مشرقی پر مشرقی کا ہو چلا ہمکو گمان

ہمکو یہ غم ہی لباس مغربی پر آج کل
شیفتہ کیون ہو رہی ہین ایشیائی بیویان

آئینے مین غور سے انصاف سے دیکھین ذرا
زلف پر خم پر ہین کب موزون بھدی سیل کچی پیان

اک قمیص اور اک ڈریس کو وضعداری کیلئے | ہی مناسب چھوڑ دین بہرِ نصیب دیگران
پہلے دیکھین ایشیائی کیسے دلکش ہین لباس | گھینگرے یا جامے زردوزی کی بھاری ساریان
یہ دوپٹے خوشنما خوشرنگ بھاری کام کے | حسن افزا بھی ہین اور شرم وحیا کے پاسبان
مغرب و مشرق کی وضعون مین ہی بعدالمشرقین | واہ کیا کہنا کہان سے دفعتہً یہ ہو بجے کہان
مغربی خاتونون ہی کو زیب دیتی ہی وہ وضع | بلکہ ہی بیحد ضرورت ایسے کپڑونکی وہان
جس چمن مین ہم ہین اسکا رنگ ہی کچھ اور ہی | حسن و خوبی پر نفاست پر مٹے ہین سب یہان
ایشیائی وضع مین دلچسپیان پیدا کرین | شرم کی حد سے نہ باہر ہون مگر دلچسپیان

اے جگر دل سے کرین گر تیرے کہنے پر عمل
دیویون کی طرح پوجی جائین ہندی بیویان

محمد افتخار علی جگر شاگرد امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

از بسکہ طفل بودہ کا آشنا نبود | جورے کہ کردہ است بطور جفا نبود
دل را بہ این فریب تسلی دہم کہ یار | با ما از ان نہ ساخت کہ زود آشنا نبود
آن بزم ناز بسکہ زبیگانہ پر شدہ است | دیدم کہ جائے یک نگہ آشنا نبود
ہر گل متاع خویش بصد ناز میفروخت | گویا بہ باغ بند قبای تو وا نبود
محروم ماندہ ایم ہنوز از شمیم زلف | وین شکوہ از تو بود ز باد صبا نبود
نشگفت اگر دل از ہمہ بیگانہ گشتہ است | با ما کہ بود نیز بہ ما آشنا نبود
زاہد بہ وسعت حرم کعبہ ناز داشت | وان جا بہ قدر یک صنمے نیز جا نبود
از بسکہ جادہ ہائے غلط شاہ راہ گشت | بے ما بہ رفتنم ز طریق خطا نبود

داغم کہ شبلی از مے و نے بے نصیب ماند
با آن کہ این عزیز ز اہل ریا نبود

شبلی نعمانی

بچون کے لباس

بچون کے کپڑے کبھی بہت تنگ نہ ہونا چاہیئے۔ بہت سے بچے محض اسوجہ سے روتے اور چیختے ہین کہ اُن کے باز و کسے ہوتے ہین اور اُنکا گلا بہت تنگ ہوتا ہی اور اسیطرح کمر اور پیر بھی۔ ہمارے ہندوستانکی بیہودہ رسم ایک یہ بھی ہی کہ ہم بچون کو بے شمار غیر ضروری زیور سے لاد دیتے ہین اور اُسی کے ساتھ ریشمی زر کار کپڑا پہناتے ہین۔ یہ عادت بالکل نقصان رسان ہی۔ کیونکہ اُنکے اعضا جکڑے رہتے ہین اور اسوجہ سے اُنکے نمو مین کمی واقع ہوتی ہی۔ مختلف اعضا اپنی اپنی جگہ پر آزادی سے ہل نہین سکتے۔ ریشم کا استعمال بچون کے واسطے بالکل بے کار ہی اور صحت کے لحاظ سے تو بالکل ہی مضر ہی۔ خصوصًا رنگین اور پھولدار ریشم کیونکہ وہ روزانہ نہ تو بدلا جا سکتا ہی اور نہ دھویا جا سکتا ہی زری اور گوٹہ سے بچون کے ملائم اور کمزور جلد کو تکلیف ہوتی ہی کھرونچے لگ جاتے ہین اور اُنپر بدنما داغ پڑجاتے ہین اور بچہ ضدی ہوجاتا ہی۔ زیور اور رنگین ریشمی کپڑے یک قلم ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ اکثر رنگو نمین زہر شامل ہوتا ہی اور اُس سے کسی نہ کسی حد تک جسم پر اثر پڑتا ہی۔ سب سے عمدہ کپڑا بچون کے واسطے ململ اور تنزیب ہی۔ جنپر بجز ہلکے ہلکے سفید سوتی چکن کے کام کے کچھ کام نہ ہونا چاہیئے۔ اسکے معنی یہ نہین ہین کہ معمولی سستی انگریزی بسیل اور ململ کا استعمال کیا جاے۔ ہندوستان کی تنزیب خود ہی بہت نفیس اور قیمتی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک انگریزی ساخت کی چیز کا استعمال بالکل غیر موزون اور بے معنی سا فعل ہی کیونکہ معمولی یوربین اشیا جو ہین عموماً ہندوستان مین ملتی ہین وہ اتنی بھدی اور بدنما ہوتی ہین کہ خود یوربین لوگ اُنکے استعمال سے بھاگتے ہین۔

ہملوگون کی عادت ہوگئی ہو کہ ہم بنی بنائی چیزین بازار سے لینا پسند کرتے ہین اور اسکو دریافت کرنے کی کوشش نہین کرتے کہ خود ہمارے ملک مین کیا کیا پیدا ہو سکتا ہی۔

یورپ مین لوگ بچون کے کپڑون مین بیحد صرف کرتے ہین اور نفیس سا نفیس لباس بھی عمدہ ململ۔ نازک چکن اور اصلی لیس کا ہوتا ہی۔ ایک چھوٹی سی فراک مین دو یا تین سو روپیہ صرف کرنا کچھ بڑی بات نہین سمجھی جاتی۔ مگر اسقدر عمدہ کپڑا یا دستکاری ہمین کبھی یہان بازار مین نہین نصیب ہو سکتی۔ مین ایسی خاتونون کو جانتی ہون جنکی نفاست مزاج یہان تک بڑھی ہوئی ہو کہ وہ پیرس سے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے سلی سلائی فراک کی صورت مین بچون کے واسطے منگاتی ہین اور پھر وہین دُھلنے کے لئے بھیجتی ہین ہندوستان مین ایسا طرز معاشرت بالکل ہی بیکار اور حماقت کا فعل ہوگا۔ کیونکہ جب تک پورا انتظام نہو سکے اس قسم کے کسی فعل کا ارادہ نکرنا چاہیئے۔ ایک ہندوستانی بچہ بازار کی تیار شدہ فراک مین کچھ اچھا نہین دکھائی دیسکتا۔ عمدہ سے عمدہ یورپ کی بنی ہوئی چکن لکھنؤ کی خوبصورت اور نفیس چکن سے کبھی مقابلہ نہین کرسکتی۔ اسوجہ سے ادھر کی خاتونونکو عمدہ چیز حاصل کرنیکیواسطے کہین دور تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہو۔ یہان عمدہ قسم کی ململ اور تنزیب بھی بآسانی مل سکتی ہی۔ اور موسم سرما کے لئے کشمیری فلالین سے زیادہ ملائم اور نفیس فلالین کہان ملیگی۔ اور یہ بچے کے واسطے ایک نہایت ضروری چیز ہی۔

بچون کے پہلے کپڑے ہمیشہ ڈھیلے ڈھالے اور لانبے قطع کرنا چاہیئے اس سے بہت بچت ہوسکتی ہی۔ اگر کوئی خاتون یہ جاننا چاہتی ہین کہ یورپین وضع بچون کے کپڑون مین کیونکر ترک کرنا چاہیئے تو بجھے الناظر کے

ذریعہ سے بتلانے مین کچھ عذر نہ ہوگا۔ ہماری ماؤن نے ہمین کیونکر پہنایا تھا؟

بچون کے متعلق چند ہدایات

جس کمرے مین بچہ رہتا یا سوتا ہو وہان سے روشنی اور ہوا کے نکالنے کی کوشش نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کمرے مین دن کے وقت خوب اچھی طرح روشنی اور ہوا کا اثر رہا ہی تو رات کو نیند بہت زیادہ تفریح دہ ہوگی۔ کبھی بچے کو اُس کمرے مین اکیلا نہ رہنے دو جہان سے آگ تک ہاتھ پہونچ سکے۔

بچون کے ہاتھ مین رنگین کھلونے نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بچے کا پہلا خیال ہر چیز کے چوسنے کی جانب رجوع ہوتا ہی۔ اور رنگ مین زہر ہوتا ہی۔ رنگ روغنی ہونا چاہیئے تاکہ آسانی سے چوسنے اور چاٹنے کیوقت چھوٹ نہ سکے۔ کبھی دوا کی شیشی یا مرہم وغیرہ بچون کے پاس نہ رہنے دو کیونکہ پہلا خیال اُنکا چکھنے کی طرف پیدا ہوتا ہی۔

بچون سے تکرار نکرنا چاہیئے ورنہ وہ جھگڑالو ہو جائین گے۔

بچے کو کبھی روتے اور چیختے ہوے سونے نہ دینا چاہیئے۔ پہلے اُس کا سبب دریافت کرو۔ کیونکہ ایک تندرست بچے کے رونے وغیرہ کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی۔ پھر اُسکو دور کرنے کی کوشش کرو۔ کبھی کسی بچے کو مجبوراً کوئی چیز نہ کھلاؤ اگر وہ خود نہین خواہشمند ہی۔ معدہ کو تھوڑا سا آرام فائدہ مند ہی۔

کبھی کسی بچے کو ہر وقت منھ نہ چلاتے دو۔ خواہ وہ بسکٹ وغیرہ کی قسم کی چیز ہی کیون نہ کھاتا ہو۔ ہمیشہ کھانے کا وقت مقرر کرنا چاہیئے۔

کبھی بغیر جوش کیا ہوا پانی یا دودھ بچون کو مت دو۔ جوش سے سب نقصانات رفع ہو جاتے ہین۔ کبھی نوکدار پن یا بٹن یا بروچ بچون کے کپڑون مین مت لگاؤ۔ ایسی سخت چیزین مضر اور تکلیف دہ ہوتی ہین۔

کبھی بچہ پر لونڈی کیطرح حکومت نکرو - نہ اُسے خوشی کا ایک آلہ سمجھو اور نہ اُسے کوئی مصیبت سمجھو - بلکہ ایک غیر فانی روح سمجھو جسکو تم چاہو تو اچھا بنا سکتے ہو اور چاہو برا -

بیمار کا کمرہ

گرمی کے موسم مین ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بیمار کا کمرہ تر و تازہ رہے - کھڑکیان ہمیشہ کھلی رکھنا چاہیئے اور بھیگا ہوا کپڑا پردہ کی شکل مین پڑا رہنا چاہیئے بھیگا ہوا کپڑا گرمی کو جذب کر لیتا ہی اور حدت کو بہت کم کر دیتا ہی اور اُسکی ٹھنڈک سے گرمی بہت زیادہ قابل برداشت ہو جاتی ہی - اس طریقہ پر عمل کرنیسے مریض کو بہت زیادہ تفریح ہوتی ہی -

شہد

اصلی اور تازہ شہد ہمیشہ ساتھ رکھنا چاہیئے - یہ بہت عمدہ کارآمد دوا ہے - پھیپھڑے اور گلے کی بیماریون کے لئے خصوصاً بہت مفید ہی - اور مچھلی کے تیل کے بجائے بہت استعمال کیا جاتا ہی - اگر بچے مٹھائی کے خواہشمند ہین تو اُنکو شہد دو - وہ بہت آسانی سے ہضم ہو سکتا ہی -

شہد ایک قسم کی کشید کی ہوئی غذا ہی - اس سے لس لساہٹ اور شیرینی کے اجزا بہم پہونچتے ہین جو جسم مین حرارت پہونچاتے اور قوت دیتے ہین شہد ایک قسم کی ملین ہی اور کسی قدر مسکن ہوتا ہی - اکثر نزلہ و زکام مین مفید پڑتا ہی

عطیہ بیگم فیضی

مضامین مندرجۂ بالا متفرق اور مختصر نمونہ ہین اون مضامین کے جو مستورات کے لئے مفید اور کارآمد ہون گے - اسی قسم کے مضامین اگر دوسری خواتین بھی الناظر کے لئے تحریر فرمائین تو ہم نہایت شکریہ کیساتھ شایع کرینگے - یہ اصل مین انگریزی مین لکھے گئے تھے ترجمہ ہمارے دفتر مین ہوا ہی -

ایڈیٹر

تعلیم نسوان

ہمارے ملک مین منجملہ دیگر پیش پا افتادہ و غیر فیصل شدہ مسائل کے ایک اہم مسئلہ تعلیم نسواں ہی - اس امر پر قریب قریب سب لوگ متفق ہین کہ تعلیم نسوان ایک ضروری چیز ہی اور کچھ نہ کچھ انتظام مستورات کی تعلیم کا ضرور ہونا چاہیئے - مگر جو امور اس مسئلہ سے متعلق قابل غور و تصفیہ ہین یہ ہین کہ کس قسم کی تعلیم عورتون کی ہونا چاہیئے - کن ذرایع سے اور کیسے مقامات پر -

ہندوستان کا ایک معرکتہ الارا رواج - پردہ - تعلیم نسوان سے اسدرجہ متعلق ہی کہ مسئلہ تعلیم اسکے باعث سے نہایت پیچیدہ اور مختلف فیہ ہوگیا ہی -

پردہ کے متعلق بلا لحاظ اسکے کہ مجھے لوگ قیانوسی خیالات کا آدمی سمجھین یا یورپ کی تعلیم کا ناقدردان اور اس سے فائدہ نہ اُٹھانے والا کہین مین صاف طور پر کہتا ہون کہ ہندوستان کی عورتون کیلئے - نہین کل ایشیائی عورتون کے لئے - بلکہ کل دنیا کی عورتون کے لئے حیا سے بڑھکر دنیا کی کوئی چیز قیمتی نہین - پردہ اُسی حیا و حجاب کی ایک مجسم شبیہ ہی جو عورتون کا قدرتی اور اصلی زیور ہی - حیا کا حد ضرورت سے متجاوز ہو جانا اُس سے کہین بہتر ہی کہ کسی عورت مین بیحیائی کی ادنیٰ سی جھلک بھی پائی جاے - شارع اسلام نے پردہ کی ترویج سے معاشرت انسانی مین ایک نہایت قابل قدر اصلاح کر دی -

مرد و عورت کے آزادانہ اور بے روک تعلقات جو امریکہ نے جاری کئے اور اب یورپ کا بڑا حصہ حتیٰ کہ بدقسمتی سے وضع کا سخت پابند انگلستان بھی زمانہ کے ہاتھون مجبور ہوکر اختیار کرتا جاتا ہی خانگی و معاشرتی خوشی و انبساط

(سوشل ہپنس) کے لئے مفید نہین ہو سکتے - رشک اور شکوک - رقابت اور حقوق باہمی کے متعلق اختلافات انکا فطری اور لازمی نتیجہ ہین -

امریکہ اپنے نئے جوش مین اس بے اعتدالی پر پہونچ گیا ہی کہ وہان کے اکثر اخبارون مین اس مسئلہ پر بحث ہوتی ہی کہ عقد عارضی ہونا چاہیئے نہ کہ مستقل - یعنی ایک معدود و متعین وقت آزمائش کے طور پر رکھا جایا کرے - اور اگر اس عرصہ مین یہ ثابت ہو جاے کہ زن وشوہر اچھی طرح پر اتفاق کے ساتھ بسر کر سکین گے تو اُس مدت مین توسیع کر دیجاے ورنہ زن وشوہر کے باہمی تعلقات منقطع ہوجائین - ایشیائیون کے نزدیک یہ انتہائے بے حجابی ہی -

جاپان یا برہما کے سوا جنمین سے کوئی بھی ایشیائی تہذیب کا معیار نہین قرار دیا جا سکتا تمام ایشیائی اقوام نے عورت و مرد کو ہمیشہ جدا جدا کامون کے لئے رکھا - قدیم ہندوستان کے مرد و عورت اُس زمانہ مین جبکہ یورپ کے باشندے پتون سے ستر پوشی کرتے اور غارون مین سکان بنا کر رہتے تھے جبکہ ایشیا و افریقہ مین ایران و مصر کے سوا کہین تہذیب شائستگی کا نام نہ تھا اپنے اپنے جداگانہ کام رکھتے تھے - مرد اگر دنیا کو فلسفیانہ خیالات اور ہیئت وہندسہ کی تحقیقات سے مالا مال بناتے تھے تو عورتین اپنے اعلی اخلاق اور پاکیزہ رسم حیا سے ہندوستان کو حسن اخلاق کے مجسم دیوتا - گوتم بدھ - کے لئے تیار کر رہی تھین - راجپوتون نے عورت کی چاہے جسقدر ناقدری کی ہو مگر ہندو مذہب نے اُسے اپنے معبدگاہ (پانتھیون) مین نہایت ممتاز جگہ دی تھی - تمام ایشیا نے عورت کو ہمیشہ ایسی نگاہ سے دیکھا ہی جسمین گو یورپ کی سی ظاہری عظمت نہ تھی مگر ایک نازک لگاوٹ اور پاکیزہ حرمت ضرور تھی - ایشیائی مرد عورت کو چاہے اپنے داہنے ہاتھ پر جگہ نہ دے مگر اپنے دل مین ضرور ایک گوشہ اُسکے لئے خالی رکھتا ہی - اور کوئی دقیقہ اُسکی عزت

و ناموس کو برقرار رکھنے کیلئے اٹھا نہین رکھتا۔ تاریخ بینون پر مخفی نہین کہ کسقدر ایشیائی حکمرانون نے کیسی کیسی سلطنتین عورتون پر نثار کردی ہین۔ دنیا کی مشہور ترین و پاکیزہ ترین عمارت تاج محل آگرہ اپنے بے داغ سنگ مرمر سے ایک ذیشان بادشاہ کی بے لوث حرمت و الفت نسوانی کی زندہ نشانی بنی ہوئی ہے۔ یورپ اور ایشیا کی تو مین اُس سے عبرت و سبق حاصل کرتی ہین۔ تاج محل جسطرح دنیا کی لاثانی عمارت ہو اُسی طرح وہ بے نظیر اور موزون ترین نشانی حرمت نسوانی کی ہو۔ تاج محل کی ہر ہر چیز۔ اُسکا ہر ہر جزو بتاتا ہو کہ اُسے ایک عورت کی یادگار مین ایک صاحب دل نے بنایا ہو۔ سوا ایک ایشیائی بادشاہ کی اس عمارت کو کوئی نہ بنوا سکتا تھا۔ نہ کسی غیر ایشیائی کے دل مین ایسا الفت کا جوش ہو سکتا تھا جو اسطرح ہر ہر ستون و گلکاری و انداز ساخت سے ظاہر ہو ایشیائی مرد عورت کو بائین جانب اسوجہ سے جگہہ دیتا ہو کہ مملکت جسم انسانی کا بادشاہ یعنی دل بائین طرف اپنی نشستگاہ رکھتا ہو۔ وہ عورت کو اپنے دل کے قریب رکھنا چاہتا ہو اور اپنا داہنا ہاتھ اُسکی عزت و ناموس کو ناجائز حملون سے بچانیکے لیے تلوار چلانے کیواسطے آزاد رکھنا چاہتا ہو۔ کیا کوئی باشندہ ایشیا عورتون کی اسطرح بے حرمتی ہونے کا روادار ہو سکتا ہو جیسی یورپ مین علانیہ ہر ریسٹران۔ قہوہ خانہ یا بال روم مین روزانہ ہوتی رہتی ہو۔ جہان ناموس فروش مالک دوکان چُن چُن کر حسین چھوکریان محض اس غرض سے جمع کرتے ہین کہ اُن کے حسن کی کشش دولتمند اور خوش باش طبقہ کے لوگون کو اُن کی دوکان پر کھینچ لادے اور وہ بدطینتی اور خودغرضی کی شبیہ مجسم اُنھین متاع حسن کی خریداری کی لالچ دیکر اُن کے بھرے کیسون کو خالی کرائین اور اپنی جیبین بھرین۔ کیا ایشیا کا کوئی شخص اپنی بی بی کو صرف اس لئے بتیس سنگار کرتے اور حسن افزا پوشاک پہنتے دیکھکر خوش ہو گا کہ شام کے ناچ مین تمام جلسہ کی ہوسناک نگاہین اُسی پر پڑین؟ کیا ایشیا کے والدین اس بے حیائی کو قبول

کرین گے کہ وہ اپنی لڑکیون کو ایسے جوشیلے نوجوانون کے (یکے بعد دیگرے) اختیار مین چھوڑ دین جو فخر یا اپنے کو سوشل بٹر فلائی (جو پھولون کا رس چوستی پھرتی ہے) کہین؟

غرضکہ یوروپ و ایشیا مین ہمیشہ عورتون کے متعلق خیالات اور برتاؤ مین فرق رہا ہے اور میرے خیال مین ہمکو اب بھی یہ امتیاز قائم رکھنا چاہیے۔

میری اس رائے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مین ہندوستان کے مروجہ پردہ کا موافق ہون۔ نہین مین ایک حد تک اسکا بہت مخالف ہون۔ گو مین یہ بخوبی جانتا ہون کہ ضرورت قطعی نے رسم پردہ کو رواج دیا اور ہمکو اس کا اسلیے مشکور بھی ہونا چاہیے کہ اگر پردہ کا رواج اسقدر شدت کے ساتھ مستحکم نہ ہوگیا ہوتا تو آج جبکہ ہم علم و ہنر مین دنیا کی اور قومون کے مقابلہ مین نہایت پست حالت مین ہین ہماری اخلاقی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوگئی ہوتی۔ مگر ہندوستان مین کا مروجہ پردہ جو عورتون کی دماغی اور جسمانی صحت خراب اثر کرتا ہے سخت قابل ملامت ضرور ہے۔

کئی صدیون سے ایشیا حالت زوال مین ہے۔ اُسکی عظمت کے آثار روز بروز مٹتے جاتے ہین۔ علم و ہنر تو وہ عرصہ ہوا کھو بیٹھا ہے۔ قوت و ہمت بھی اُسمین اب باقی نہین رہی۔ غرضکہ کچھ بھی نہین رہا۔ باینہمہ ابھی تک ایشیائی شہرون کی گلیون مین لاوارث معصومین کی وہ بارش نہین ہوتی جو مہذب یوروپ کے ہر گلی کوچہ مین ہوتی ہے۔ اور جہان برنارڈو کے سے رحیم المزاج شخصون کی اُن مصیبت زدون کو بے اختیاری کی موت سے بچانے کے لیے جنکی شقی القلب مائین انھین اپنی سیہ کاریون اور بداعمالیون کی قربانی چڑھاتی ہین ضرورت ہوتی ہے۔ ہم ابھی اُن شرمناک اعمال سے محفوظ ہین جنکا اعلان یوروپ کے اخبارات کے ذریعہ سے عدالتہاے طلاق کی کارروائیون کے ذیل مین ہوتا ہے۔

ہندوستان کا پردہ اب تھوڑے دنون کا مہمان ہی۔ جب یہان کے مرد وزن تعلیم سے پوری طرح پر بہرہ اندوز ہو جائینگے اُسکی ضرورت بھی معدوم ہو جائیگی۔ وہ تشدد کی حالت جواب سے دس پندرہ برس پیشتر تھی باقی نہین اور اسیطرح بتدریج مزید سہولت ہوتی جائیگی۔ مین اُن لوگون مین ہون جو پردہ کے بتدریج اُٹھنے کے موافق ہین اور اُسمین کسی ہیجانی اور اضطراری اصلاح کے سراسر خلاف۔ اگر اسوقت ہندوستان سے دفعتہً پردہ اُٹھا دیا جائے تو اہل ہند کو نہ صرف معاشرتی مشکلات سے سابقہ پڑ جاوے بلکہ ملکی حالت مین بھی ایک غیر مطبوع ہل چل مچ جاوے۔ مرد جبراً قہراً اپنی بے عزتی تو گوارا کر لیتے ہین لیکن اگر اُنکی عورتون کی بھی اُسیطرح بے حرمتی ہو تو کوئی دن ایسا نہ گذرے گا جو یوروپین اور ہندوستانیون کے درمیان قتل وخون کے واقعات نہ پیش آئین۔ انھین وجوہ کی بنا پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ بحالت موجودہ ہندوستان مین تعلیم نسوان کا انتظام پردہ کی قیود کے ساتھ اور لڑکیون کے مدرسے لڑکون کے مدرسون سے علیٰحدہ اور دور بنائے جائین۔ یہ کہ لڑکے اور لڑکیان ایک ہی جگہہ تعلیم پائین ایسا خلاف عقل اور ناقابل عمل ہی کہ اسپر کچھ لکھنا بیکار ہوگا۔ خصوصاً جبکہ امریکہ بھی اُسے روز بروز ترک کرتا جاتا ہی۔

ہندوستان مین جن لوگون نے تعلیم نسوان کے لئے مدرسے قائم کرنے کا خیال کیا ہی اُنھین یہ بات ملحوظ رکھنا چاہئیے کہ مدرسے اعلیٰ پیمانہ پر ہون۔ مکان ہوادار۔ کشادہ اور خوشنما ہو۔ اُس سے متعلق پارک اور پائین باغ بھی ہو جہان لڑکیان تھوڑی جسمانی ورزش اور دل لگا کر تفریح حاصل کر سکین۔ اور موجودہ ترقی یافتہ باغبانی وگلکاری مین بھی مصروف رہ سکین۔ لیکن یہ کُل رقبہ چار دیواری سے گھرا ہونا چاہئیے اور جنس ذکور کا وہان گذر نہو

ابھی ہندوستان کی حالت اسیکی مقتضی ہی کہ یہان مردون اور عورتون کی دنیا الگ الگ ہو اور خاص دوستون رشتہ دارون اور قرابت مندون کے باہمی تعلقات کو چھوڑکر عام طور پر دونون گروہ اپنے اپنے جنس ہی سے ارتباط واتحاد پیدا کرین۔

مین اُن لوگون سے بھی متفق نہین جو یہ کہتے ہین کہ لڑکیون اور لڑکون کی تعلیم کا نصاب ایک ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میرے خیال مین دونون کی تعلیم کا مقصد ہی جدا ہی - ہر چند کہ میرے اس خیال سے وہ لوگ اتفاق نہ کرین گے جو مغربی ممالک کی ہر چیز کو بہتر اور غلطی سے پاک جانتے ہین لیکن میری یہ قطعی راے ہی کہ مغربی تہذیب نامکمل ہی اور بجاے اسکے کہ ہم آنکھ بند کرکے مغربی تہذیب کے پیرو بن جائین ہمین اپنی تہذیب پر قائم رہنا چاہیئے جو جائز اصلاح ضروری ترمیمات اور مناسب اضافہ سے مغربی تہذیب کے مقابلہ مین زیادہ مکمل اور ہمارے لئے بدرجہا اولی کارآمد بن سکتی ہی۔ ایشیائی تہذیب مین چند ایسے نادر جواہرات موجود ہین جنپر ذرا سی جلا اور جنکی تھوڑی سی تراش ہو جانیکے بعد اُس کو یورپ کی تہذیب سے ممتاز ومفتخر بنا دینے کے لئے کافی ہین۔ ایشیائی تہذیب پر یہانکے لوگ کاربند نہین ہین اور مغربی تہذیب پر مغرب کا ہر ادنی واعلی چلتا ہی - اسی لئے دونون جگہ کے باشندون مین فرق ہی۔ ایشیائی اگر اسوقت پسپا ہین تو اُسمین تہذیب کا قصور نہین - بلکہ آنکا اپنا کہ وہ تہذیب کے اصول کی پابندی نہین کرتے ہمکو ایشیائی تہذیب پر عمل کرنیکی ضرورت ہی اور وہ ہمکو فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ کی منزل پر پہونچا دیگی۔ ہم مغربی تہذیب کو قبول کر لینے پر مجبور نہین۔ ہماری ایشیائی تہذیب کی روح مغربی تہذیب کی روح سے زیادہ

پاکیزہ دیر تر ہی۔

بچپنے مین جو کہانیان سننے مین آئین اُنمین سے بعض مین یہ بھی تھا کہ کسی عورت کو ایک دیو نے گرفتار کر کے کسی باغ مین قید کیا اور اُسپر سخت پہرا بٹھایا۔ ایک شاہزادہ کسی طرح اُس عورت تک پہونچتا اور اُس کے مصائب سے متاثر ہو کر اُسکے چھڑانے پر آمادہ ہو جاتا ہی۔ ابتدا مین وہ عورت دیو کی جسامت اور تنومندی کا خیال کر کے شاہزادہ کی جوانی پر ترس کھاتی اور اُسے جسمانی لڑائی کر کے مفت اپنی جان گنوانے سے باز رکھنا چاہتی ہی۔ لیکن جب وہ باہمت نوجوان کسی طرح اسبات پر راضی نہین ہوتا تو وہ اُسکو پتہ دیتی ہی کہ فلان مقام پر ایک پنجرہ مین جو طائر بند ہی اُسی مین اُس دیو کی جان ہی۔ سیکڑون مصیبتین اور تکلیفین اُٹھا کر شاہزادہ اُس مقام پر پہونچتا ہی اور جب وہ اُس طائر کا بازو توڑتا ہی تو دیو کا بازو ٹوٹ جاتا۔ ٹانگ توڑتا ہی تو دیو کی ٹانگ ٹوٹ جاتی حتیٰ کہ جب وہ اُس کا گلا گھونٹتا ہی تو قوی ہیکل دیو کی جان نکل جاتی ہی۔ اُس دیو کی طرح ایشیائی اور مغربی تہذیبون کی بھی ایک ایک جان ہی جسپر دونون کی زندگی کا انحصار ہی۔ ایک کی جان یا روح مذہب مین ہی اور دوسرے کی مادیت (میٹریلزم) مین۔ ایشیائی تہذیب سے مذہب نکال لو۔ تو وہ قالب بے جان ہو جائیگی اور مغربی تہذیب سے مادی کیفیت نکال لو اہل مغرب کو روپیہ سے مستغنی کر دو تو مغربی تہذیب فنا ہو جائیگی۔ ایشیائی تہذیب کے احیاء کے لئے اُسکی روح کو تقویت دینا ضروری ہی۔ اور مین یہ چاہتا ہون کہ یہ قوت عورتون کے ذریعہ سے پہونچائی جائے۔ مین یہ بھی نہین کہتا کہ ہم مغربی تہذیب سے لاپروا ہو جاوین۔

اگر یہ ممکن نہین کہ ہم بحیثیت مجموعی ایک ایسی جماعت طیار کر سکین

جوایشیائی اور مغربی دونون تہذیبون سے باحسن وجوہ متاثر ہوئی ہو۔ توہین یہ چاہیے کہ ہم اپنی جماعت کے دو ٹکڑے کرین۔ ایک ایشیائی تہذیب کے نمونہ پر مذہبی رنگ مین رنگی ہو اور دوسری مغربی تہذیب کے نقش قدم پر چلکر مادیت مین ڈوبی ہو۔ اور دونون جماعتون کو ایک دوسرے کے فائدہ کے لئے ایک مضبوط زنجیر سے جکڑ دین۔ یہ زنجیر دونون جنسون یعنی عورت و مرد کی باہمی معاشرت و اتحاد کی زنجیر ہوگی۔

دیکھیے ایشیا کی حالت کیا ہی۔ اُسکو یوروپ کی مادی ترقی سے مقابلہ کرنا ہی اور اسلئے ضرور ہی کہ وہ بھی مادی تہذیب اختیار کرے تاکہ مغرب کو اُسیکے سکہ مین بیباق کرسکے۔ اگر یوروپ سے ایشیا کو مقابلہ نہوتا۔ اگر ایشیا کو یوروپ سے سازکرنا نہ ہوتا تو ایشیا اپنی ہی تہذیب پر جس کا جزو خاص مذہب ہے قائم رہ سکتا تھا۔ لیکن اب اُسے یوروپ کے ساتھ سابقہ پڑا ہی۔ اُسے نہ صرف اپنی اخلاقی زندگی کو قائم رکھنا ہی بلکہ اپنے جسم کو بھی طاقتدار بنانا ہی۔ اگر وہ جوگیون کی سی روحانی زندگی ہی کی طرف ہمہ تن مصروف رہا تو قبل اسکے کہ اُسکے باشندہ جوگ کی پہلی منزل پر پہونچین مغرب کے درندے جنکے دانت ایک سکنڈ مین ہزار فیر کرنے والی بندوقین اور بیت ناک دریڈ ناٹس (جنگی آہن پوش) ہین اُسے پھاڑ کر کھا جائینگے۔ تزکیہ نفس ایشیائیون کو مغربی پنجہ آہن (میلڈ فسٹ) سے نہین بچا سکتا۔ انھین اپنی بقا کے لئے لازم ہی کہ وہ مادی تہذیب کا سبق لینے کو ادب آموزان یورپ کے سامنے دو زانو ہون جسطرح حال مین جاپان نے کیا ہی۔ مگر یہ شاگردی اُن کو اُستادون کے ہم پلہ ہرگز نہ بنا سکیگی۔ پرانی عظمت کا واپس لانا تو امر محال ہی کیونکہ یوروپ اُس تہذیب مین دو تین صدی ہمسے آگے ہو گیا ہی اور

ابھی تک اوسکی کوششین ساکت ہونا کیا معنی سست بھی نہین پڑی ہین - اسلیئے
ہمکو یوروپ کے مقابلہ اور ہمسری کے لئے ضرور ہی کہ ہم اُسکی شاگردی پر اکتفا
نہ کرین بلکہ اپنے قدیم سلحہ خانہ سے بھی کچھ زرہین نکالین - جو ایک طرف ہمین
زمانۂ حال کی موافقت کی قوت بخشین اور دوسری طرف اپنا قدم جمانے کی بھی
ہمت دین - وہ وقت دنیا کے لئے نہایت مبارک ہوگا جب مشرق و
مغرب کی تہذیبین ایک دوسرے مین مدغم ہوجائینگی - جب کالے اور گورے
کی لڑائی موقوف ہوجائیگی - جب مرد و عورت باہمی اختلافات و نزاعات
کو خیرباد کہکر دنیا کی بہتری کے لئے تقسیم عمل کے اصول پر کاربند ہونگے -
یہ یاد رہے کہ ایشیا کو مغربی تہذیب کی خوشہ چینی ہی کرنا نہین ہے بلکہ اپنی
تہذیب کو سنبھالنا بھی ہی - اوسکو مذہب اور سائینس دونون سے کام لیتا ہی
اور اپنے باشندون پر دونون رنگ چڑھاتا ہی - ایک طرف اگر مارکونی اور
ژانگٹن پیدا کرنا ہین تو دوسری طرف بدھ ثانی - مہدی آخرالزمان یا عیسی موعود -
اِسس مقصد پر نظر رکھکر ہم یہ کرسکتے ہین کہ سائنس کے لئے اپنے آدھے حصہ
مردانہ کو نامزد کردین اور مذہب کے لئے اپنے دوسرے نصف یعنی فرقۂ
نسوان کو مخصوص - چونکہ میرا مقصد یہ ہی کہ ہماری نئی ایشیائی تہذیب مین
مذہب کا رنگ غالب رہے اسلیئے مین نے عورتون کو مذہب کے لئے
مخصوص کیا ہی کیونکہ قدرت نے دنیا کا رنگ ساز عورت ہی کو مقرر کیا ہی -
عورت ہی جس رنگ مین چاہے آئندہ نسل کو رنگ دیتی ہی - سیرگاہ عالم
کی تصویر جسمین حضرت انسان بصد شان و شکوہ حکومت کررہی ہین عورت
ہی کی نقاشی کا نتیجہ ہی - چونکہ میری یہ خواہش ہی کہ آئندہ تہذیب مین مادیت
کا زور دبا رہے انسان کی پیمانہ حیات غالب نہ ہونے پائے مین نے

مذہبی حصہ کو عورت کے متعلق کیا ہی اور مین تقسیم عمل اس نوع پر تجویز کرتا ہون کہ ہمارے لڑکے تو مغربی علوم اور مغربی تہذیب کی طرف لگائے جاوین اور اُن سے کہا جاے کہ وہ دل توڑ اور اتھک کوشش اُس شعبہ مین ایشیا کا نام بلند کرنے کے لئے کرین اور ہماری لڑکیان مذہب کی طرف رجوع کیجائین کہ وہ لڑکپن کی حالت مین اپنے بھائیون کو مادی تہذیب کے بیچ مین جا وزہوجانے سے روکتی رہین - اور اپنا نیک اثر ڈالکر حد انسانیت سے اُنکو گذرنے نہ دین - نیک اور قناعت پسند بیبیان بنکر وہ اپنے شوہرون کو روپیہ پیدا کرنے والی کل بننے سے باز رکھین اور اپنے جواہرات کے لئے اُنکو ہر وقت فکر معاش ہی مین مصروف نہ رکھین اور مائین بنکر وہ ایسی قوم تیار کرین جسکی قوت پانی یا ہوا پر چلنے والے جنگی جہازون اور خونخوار سپاہ پر منحصر نہ ہو بلکہ مضبوطی طبیعت - اتحاد باہمی - استقلال اور حسن اخلاق اُسکی طاقت کا اصلی ذریعہ ہون - مذہبی مائین قوم کے اخلاق کیلئے قیمتی سرمایہ ہین - مبارک ہی وہ قوم جو اسطرح مالدار و مضبوط ہو -

چونکہ ہم ایسے زمانہ مین پیدا ہوے ہین جسمین مادی ترقی والون کا عروج ہی ہم مجبور ہین کہ اپنے لڑکون کا وقت جہانتک ہوسکے زمانہ حال کی تعلیم مین صرف کرین - تاکہ وہ زمانہ موجودہ مین مہذب کہے جانے کے قابل ہوجائین - مغرب مادی ترقی مین اسقدر بڑھگیا ہی کہ اگر ہمارے لڑکے اپنا پورا وقت اسی شعبہ مین صرف نہ کرینگے تو وہ ہرگز اہل مغرب کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکینگے - اگر ہمکو گداگرون کا گروہ پیدا کرنا ہو تو البتہ ہم اپنے قدیم طریقۂ تعلیم کو قائم رکھ سکتے ہین - ورنہ نہین - پس ہمکو چاہیئے کہ اپنی جماعت ذکور کا بڑا حصہ مغربی تعلیم کے لئے مخصوص کردین - اور ان کا وقت بقدر ضرورت مذہبی و اخلاقی تعلیم کے علاوہ کسی اور طریقہ تعلیم مین جو مغربی تعلیم کے صرف نکرین - ہماری ملکی بقا کا مدار اسی پر ہی - ہماری قومی زندگی کا انحصار اسی پر ہے -

جب ہم لڑکون کیطرف سے ایسے مجبور ہو گئے تو اب لازم آیا کہ قوم کی حالت مجموعی مضبوط بنانے کے لئے وہ کمی جو جنس ذکور کی تعلیم مین رکھنا پڑی ہے جنس اناث کے ذریعہ سے پوری کی جاے۔ اور اس مقصد کے لئے جنس اناث کو اعلی مذہبی تعلیم دیجاوے۔ اس طرح لڑکون کی تعلیم کا مقصد عورتون کی تعلیم کی غایت سے الگ ہو گیا اور نصاب تعلیم بھی دونون کا جدا جدا ہونا لازمی ہو گیا۔ نصاب مین کچھ کچھ فرق تو اسوقت بھی ضروری ہوتا جبکہ مذکور الصدر مجبوری لاحق نہ ہو جاتی۔ کیونکہ عورتون کے لئے بعض چیزون کی تعلیم مخصوص ہو۔ جیسے کہ بعض چیزون کی مردون کے لئے۔ مردون کی تعلیم مین فوجی تعلیم بھی شامل ہو جس سے عورتون کو کچھ واسطہ نہین۔ عورتون کی تعلیم مین امور خانہ داری کی تعلیم ہو جو مرد سے غیر متعلق ہی۔ ایسی حالت مین دونون کا نصاب تعلیم یکسان رکھنا لغو اور مضر ہوگا۔ عورتون کا نصاب تعلیم ہماری راے مین حسب ذیل ہونا چاہیئے۔

۱۔ دینیات کی کتابین کلاسکل زبانون مین اور اخلاق کی کتابین۔

۲۔ مادری زبان اور اُسی زبان مین نظم۔

۳۔ معمولی درجہ تک حساب۔

۴۔ ابتدائی سائنس اور فنون لطیفہ۔

۵۔ حفظان صحت کی کتابین۔

۶۔ ابتدائی جغرافیہ اور تاریخ

۷۔ اخبار بینی و مضمون نگاری۔

۸۔ بہت معمولی انگریزی۔

۱۔ ہندوستان مین یہ کہدینا تو آسان ہو کہ دینیات کی تعلیم دی جاے مگر اُسپر عمل کرنا اسلئے مشکل ہو کہ یہان مذہبون کی کوئی حد و نہایت نہین۔ وہ مذہب

کی تعلیم کا نصاب ایک ہونا چاہئے۔ مجھسے گفتگو آئی تو انھون نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ مردون اور عورتون کو یکسان تعلیم اسلئے دلانا چاہتے ہین کہ دونون جنسون مین اختلاف مذاق نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایک فرقہ کی تعلیم دوسرے سے مختلف ہوئی تو بھائی بہن۔ میان بی بی۔ مان بیٹے اتحاد و یگانگت سے نہ رہ سکین گے۔ سطحی طور پر یہ خیال بہت صحیح معلوم ہوتا ہی لیکن فلسفیانہ اور عمیق نظر سے دیکھئے تو یہ معلوم ہوگا کہ یگانگت بیگانگی سے جنسیت رکھتی ہی۔ مقناطیس منفی (نگیٹو میگنٹ) مقناطیس مثبت (پازیٹو میگنٹ) کو کھینچتا ہی۔ اگر دونون مین ایک ہی وصف و خاصیت ہو تو کشش مفقود ہوجاتی ہی۔ یعنی پازیٹو پازیٹو کو اور نگیٹو نگیٹو کو نہین کھینچتا۔ جو عشق و محبت مرد اور عورت مین ہوتا ہی وہ دو مردون یا دو عورتون مین ممکن نہین۔ کیون؟ اسلئے کہ جنس کی بیگانگت یگانگت کو بڑھاتی ہی۔ ہم ایک لائق مرد کے معترف اور بعض اوقات معتقد ہوجاتے ہین لیکن ایک پاکیزہ عورت پر دل و جان سے فریفتہ و شیدا ہوجاتے ہین۔ ہم بالطبع اس شخص کی وقعت زیادہ کرتے ہین جو ہم سے بہتر ہو برخلاف اسکے یکسانیت اکثر رقابت پیدا کر دیتی ہی۔ مرد و عورت اگر دونون ایک رنگ پر ہین اور ایک ہی طرح کا علم رکھتے ہین تو انمین رقابت کا قوی اندیشہ ہی جیسا کہ امریکہ و یورپ مین ہو رہا ہی۔ لیکن اگر دونون نے اپنی اپنی الگ راہین لی ہون تو باہم مقابلہ بھی نہ ہوگا اور ایک دوسرے کی عزت بھی کرینگے۔ اس مجوزہ نصاب کو اگر غور سے دیکھئے تو یہ معلوم ہوگا کہ دونون جنسون کی تعلیم مین اجنبیت پیدا ہونیکا اندیشہ باقی نہین ہوتا۔ مردون کی تعلیم کا نصاب بھی قریب قریب اسی رنگ پر ہونا چاہئے۔ صرف فرق یہ ہی کہ عورتون کے لئے اگر ایک شعبہ پر زیادہ زور دیا گیا ہی تو مردون کے لئے دوسرے پر۔ ایک اگر انشا سیکھے تو دوسرا میکانکس کی تعلیم پاوے۔ ایک اگر مذہب مین اعلی درجہ کی واقفیت حاصل کرے تو دوسرا سائنس مین۔ لیکن مذہب اور سائنس کی تعلیم کسیقدر فرق کیساتھ

دونون کے لئے لازمی رکھی گئی ہی۔ اس طرحپر ہردو فرقون کے مذاق مین بھی تناسب رہیگا اُن کے معلومات علمی بھی ایک دوسرے سے بہت جداہون گے۔ اور تہذیب وخیالات مین بھی ضد واقع ہوگی۔ قطع نظر اس کے ہمارا مقصود تو ایک نئی تہذیب پیدا کرنا ہے۔ اور یہ بھی ایک نئی نسل کے لئے۔ ہماری آئندہ نسل کے مرد چونکہ دیندار ماؤن کے زیر اثر رہکر تربیت پاچکے ہون گے فطرتاً دیندار بیویون کی قدر کرینگے اور دیندار بہنون سے خواہ مخواہ زیادہ الفت کرینگے۔ عورتون کو مذہبی تعلیم دینے کی غرض یہ ہی کہ ساری خلقت مذہبی اور اخلاق اثر سے مستفیض ہو۔ اور انسان پر مذہبی داخلاقی رنگ غالب رہے۔ لیکن مین ایک مرتبہ پھر یہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ مذہب سے مراد تعصب مذہبی نہین ہی۔ میرا اعتقاد تو یہ ہی کہ مذہبی تعصب رکھنے والا انسان بدترین انسان ہی۔ کیونکہ دہریت کا سب سے بڑا حامی وہی ہی۔ اور جس مذہب کی پابندی کا اُسے دعوی ہی اُس کا سب سے قوی دشمن وہ خود ہی۔ اللھم احفظنا

مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا لکھنؤ

تاریخ تمدن

بکلس ہسٹری آف سولیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اُردو مرحوم منشی محمد احمد علی صاحب بی اے ایل ایل بی کی بے نظیر قابلیت کا نمونہ

کاغذ اعلی درجہ کا چکنا اور مجلد فی نسخہ	عہ		
کاغذ اوسط درجہ کا اور مجلد "	۱ہ	}	محصول ڈاک وویلو ذمہ خریدار
" غیر مجلد "	عہ		

مقامات ذیل سے کتاب ذریعہ ویلیو یا نقد قیمت پر مل سکتی ہی:۔

شاہ محمد خان صاحب کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ ۔ دفتر رسالہ الناظر لکھنؤ

مدرسۂ نسوان

تعلیم نسوان اُن دو باتین مسئلون مین سے ہی جنسے ہندوستان کی آیندہ بہبود بہت کچھ متعلق ہے اور بہتون کے نزدیک تو یہ زمانہ حال کا سب سے زیادہ مہتم بالشان مضمون ہے اس مضمون پر بہت زیادہ بحث و مباحثہ ہوتا رہا اور بعض اوقات بہت قابل قدر اور قیمتی رائین بھی دیگئین۔ کسیقدر شور و شغب کے ساتھ جوش و انہماک بھی پیدا ہوا۔ لیکن وہ محض وقتی ثابت ہوا کیونکہ کچھ عرصے کے بعد وہ بالکل جاتا رہا اور کچھ خیال بھی اُسکا نرہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مرض لا علاج کا لا علاج رہا۔

چند تجربات بھی اسکے متعلق کئے گئے اور کبھی کبھی ایک زنانہ مدرسہ بھی وجود مین آیا جسکا نصاب تعلیم حمایت الاسلام کے نصاب تک محدود رہا۔

اگر تعلیم کا مقصد کریکٹر (چال چلن۔ عادات و اطوار) کا درست رکھنا ہی اگر تعلیم اسلئے دیجاتی ہی کہ عورتین اچھی بیوی اور ہوشیار مان بنین۔ ایسی بیوی جسمین اصلی اور سچے زنانہ خصوصیات ہون جو اپنے گھر کی دلدادہ ہو لیکن اسکے ساتھ ہی اُسکی دلچسپی محض اپنے گھر تک محدود نہ ہو بلکہ زندگی کے دوسرے مباحث مین بھی وہ دلچسپی رکھتی ہو۔ جو اپنی زندگی کے مرحلون پر غور کرنے اور گفتگو کرنیکی قابلیت رکھتی ہو۔ جو صرف امتحان پاس شدہ اور نام کے آگے کسی ڈگری کے حروف کا دم چھلا ہی لگاے نہ ہو تو مذکور الصدر قسم کے مدرسے کبھی حسب خواہش نتیجہ نہین پیدا کرسکتے۔

اس مضمون پر جسقدر زیادہ لکھا جائے کم ہے اور اسکے متعلق بہت کچھ کہا بھی جاچکا ہی اسلئے مین پبلک کے روبرو ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم گاہ کا خاکہ جو میری ہی فکر کا نتیجہ ہے بہت مختصر الفاظ مین پیش کرنا چاہتی ہون۔ عملی کارروائی سے متعلق جسقدر تفصیلات ہین وہ کسی دوسرے موقع پر ظاہر کیجائینگی۔

اگر پسند محض میری مرضی پر چھوڑ دیجائے تو مین یہ تجویز کرونگی کہ لازمی طور پر ایسا اسکول ہو جسکے ساتھ دار الاقامۃ بھی ہو۔ سکول یا تو کسی بڑے شہر کے قریب ہو یا کسی ایسے دیہہ مین جہانکی آب و ہوا اچھی ہو۔ لیکن غالباً مالی دقتون کی وجہ سے بہت سے خاندان اپنی لڑکیون کو صرف دن مین تعلیم دلانے کیلئے خوشی سے راضی ہونگے۔ اسلئے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ جسقدر بڑا ٹکڑا آراضی کا کسی شہر کے اچھے گوشہ مین مل سکے منتخب کیا جاے۔ اسکول کی عمارت مین اِن چیزون کا ہونا ضروری ہے۔

۱- بڑے ہوادار روشن کمرے۔

۲- لڑکیون اور اُستانیون کیلئے کتبخانے جنمین بہت اچھا انتخاب علم ادب کا ہونا چاہیئے۔

۳- ایک نمایش کا کمرہ جسمین طلبا کی بنائی ہوئی اشیاء نمایشاً رکھی جاسکین۔

۴- ایک ملاقات کا کمرہ۔ آنے جانے والون کی ملاقات کے لئے۔

۵- ایک بڑا کمرہ جسمین اگر ضرورت ہو تو اسکول کے متعلق کوئی جلسہ وغیرہ ہوسکے

۶- ایک بند کمرہ ورزش جسمانی کیلئے۔ اور ایک قطعہ قواعد کے لئے۔

۷- زمین کو خوبصورت باغ کی صورت مین طیار کرنا چاہیئے اور ورزشی کھیلونکے لئے ایک حصہ مخصوص کردینا چاہیئے۔

۸- اس سے جداگانہ ایک عمارت دار الاقامۃ کے لئے ہونی چاہیئے۔ ہر لڑکی کو جسکی عمر آٹھ برس سے زائد ہو ایک جداگانہ کمرہ دیا جائے۔ ورنہ دو یا چار ایک بڑے کمرے مین رہ سکتی ہین۔ اس عمارت مین کم سے کم تیس طلبا اور ایک اتالیق کے رہنے کی گنجایش ہو۔

کل عمارتین حفظان صحت کے موجودہ یورپین طریقونکے بالکل مطابق ہون لیکن ایسی کہ جو ہندوستانی ضروریات کی پوری طرح پر کفیل ہوسکین۔

اور یہ دونو باتین نہایت خوبصورتی اور مناسبت کے ساتھ بآسانی حاصل ہوسکتی

ہین مکان کی آراستگی بھی اسیطرح پر ہونی چاہئے۔ اگر عمارت قدیم اسلامی طریقہ پر بنے اور مشرقی سامان آرایش سے آراستہ کیجاے تو یوروپین وضع وقطع کا اثر ہمین کہین لگاؤ بھی معلوم نہو۔ اور ہر چیز مین سادگی بدرجۂ غایت ملحوظ رہنا چاہیئے۔

نصاب تعلیم مین اردو فارسی۔ انگریزی زبانین لازمی ہونا چاہئے اور دوسرے مضامین مذہبی تعلیم۔ اصول اخلاق۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ ریاضیات۔ سائنس مقامی زبان۔ مصوری۔ موسیقی۔ انتظام خانہ داری۔ اصول صحت۔ کھانا پکانا ورزش جسمانی اور سوئی کے کام ہون

بہت سا وقت آداب مجلس کے سکھانے مین صرف کرنا چاہیئے۔ یعنی یہ کہ مہانون کی کیونکر مدارات کرنی چاہیئے اور محفلون مین کیا رکھ رکھاؤ اختیار کرنا چاہیئے۔ گفتگو کیلئے کون سے مضامین منتخب کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ اور اس درس کی تکمیل پانچ یا چھ برس مین یعنے تخمیناً چھ سے لیکر بارہ برس کی عمر تک کیجا سکتی ہے۔

اس سے زیادہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم کیلئے دوسرا نصاب ہو۔ جسمین فرانسیسی علم الاخلاق علم النفس۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ اصول صحت۔ نقاشی۔ علم قیافہ۔ موسیقی۔ اور جسمانی قوتون کے متعلق تعلیم ہو۔ ان مضامین مین سے انتخاب کر کے ایک درس تین سال کی تعلیم کیلئے طیار ہو سکتا ہے۔ مثلاً موسیقی۔ نقاشی۔ فرانسیسی۔ تاریخ اور جسمانی قوتون کی تعلیم کا ایک اچھا درس ہو سکتا ہے۔ بقیہ مضامین کی تعلیم سولہ برس کی عمر کے بعد دو تین برس تک اور ہو سکتی ہے۔

مدرسہ اور دارالاقامۃ کی عمارتین اس ترکیب سے بنائی اور آراستہ کیجائین۔ کہ وہ تمام ضروریات جو مذکور الصدر مضامین سے متعلق ہون باحسن وجوہ پوری ہو سکین اور لڑکیان اعلیٰ تعلیم پاکر گھر کی زندگی کے ناقابل نہ بنجائین۔ اور اس آخری مقصد کے حصول کیلئے باری باری سے ان لڑکیون سے وہان کا انتظام خانہ داری کرایا جای۔

(اصل مضمون انگریزی مین تھا دفتر الناظر مین ترجمہ ہوا) عطیہ بیگم فیضی

خبرین

تجربہ کار ڈاکٹرون کو اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امریکہ کی عورتون مین بچے پیدا کرنیکی جو کمی پائی جاتی ہو وہ قوت نمو کے زوال کے باعث نہین بلکہ اُنکی اپنے ارادی افعال کا نتیجہ ہو۔ اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ تمام دنیا مین یا کم از کم تعلیم یافتہ اور دولتمند فرقون مین کم و بیش بچونکی پیدایش کی کمی محسوس ہو رہی ہو لیکن کوئی وجہ نہین کہ جو خرابی اسقدر عام ہوگئی ہو اُسکے برے ہونیکا اعلان نہ کیا جاوے اس سے بھی انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ کمی نتیجہ ہو اُن بداخلاقیون کا جو خوش حال طبقہ نے حظ نفس کے لیے جائز بنا رکھے ہین۔

امومت کے فرائض اگرچہ عورتون پر نہایت اہم ذمہ داریون کا بار ڈالدیتے ہین لیکن یہ ایسا فرض ہو جس سے کوئی عورت (غیر معمولی مزاج اور حالت کو چھوڑکر) اپنی صحت اور اخلاقی حالت کو سخت خطرہ مین ڈالے بغیر احتراز نہین کر سکتی۔ منکوحہ عورتین نا کتخدا عورتون سے اور اولاد والیان لاولد عورتون سے نسبتاً زیادہ تندرست اور زندہ رہتی ہین۔

دنیا مین جتنے بڑے گذرے ہین اونمین سے بیشتر ایسے تھے جو اپنے والدین کی سب اولادون مین چھوٹے یا کم از کم اونکے اکثرون سے چھوٹے تھے۔ مثال کے طور پر چند نام پیش کیے جاتے ہین۔

کالرج اپنے والدین کی تیرہ [۱۳] اولادون مین سب سے چھوٹا تھا۔ **واشنگٹن ارونگ** گیارہ [۱۱] اولادون مین **بلازک** تین [۳] مین **جارج ایلیٹ** چار [۴] مین **نپولین** آٹھ [۸] مین **ڈینیل ویبسٹر** سات مین۔ **بنجمن فرینکلن** سترہ [۱۷] مین **رمبرنڈ** چھ [۶] مین **روبنس** سات مین **جوشوا رنیالڈس** سات مین **کارل میریا ویبر** نو [۹] مین **رچرڈ ویگنر** سات مین **موزارٹ** سات مین اور **شومان** پانچ [۵] مین آخری اولاد تھا۔ **سر ایڈون لینڈسیر** سات اولادون مین پانچوان اور **شوبرٹ** چودہ [۱۴] مین تیرہوان تھا۔

(نارتھ امریکن ریویو)

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین

عرق ممیرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول مار - جاذب رطوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرح کی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عہ/

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی - مثانہ اور گردہ کی بماریونمین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع - (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ/

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہو سکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۸/ ۲۰ گولیان ۵/

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہوگیا ہو اسمین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کردیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عنہ/

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع جنکے استعمال سے بہت فائدہ ہو سکتا ہی - ہیچم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب دوایات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عہ/

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح
مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت
دیتا ہے ۲ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ صہ

روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھولے
ہوئے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاوے گا - قیمت
فی تولہ - عہ

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیئے - کان کے تمام
امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے -
قیمت ایک تولہ عہ دو تولہ عہ تین تولہ عما پانچ تولہ سے

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے
اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ
کر کے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے
اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت
اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے
واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ
کی جاسکتی ہین -

ترکیب استعمال - پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہو گی - محصول ڈاک و وی پی
ہر صورت مین ذمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب **منشی محمد احتشام علی صاحب** رئیس و مالک کارخانہ
انسں فلاور اینڈ آئل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - مینجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین -

مطبع نامی پریس لکھنؤ [illegible]

بزم ظرافت

ہنستے ہی گھر بستے ہین

بھئی واللہ۔ قیامت خیز طبیعتین کتنی شوخ بیقرار ہوتی ہین جنسے دو منٹ نچلا نہین بیٹھا جاتا۔ ادھر کوئی مزیدار سینری نگاہ سے گذری اور ادہر دل بیچین ہو گیا ایسے ہی زندہ دل حضرات کیلئے کتاب **بزم ظرافت** طیار ہو چکی ہی سطر کشت زعفران ہی۔

آسمانی پالی ٹکس پر مذاق کے پیرایہ مین حکیمانہ راے قابل دید ہی **سودیشی سبھا** نے حضرت امانت کی روح کو پھڑکا دیا ہی **نئی گرمہت** کے شاہنامہ نے فردوسی کی کشتی بہلا دی ہی جو باون سیراہ مکڑی کی لاش + تو گزگران سے گردن پانچ بالش **فیشنبل خمسہ** مین نئی روشنی کا چلتا ہوا جادو ٹکر بہا ہی **ظریفانہ کلام** کے انتخاب مین سب سے جداگانہ مزا ہی **چلبلے ساقی ناموں** کی بھرمار نے مستان سخن کے نشے ہرن کر دیئے ہین "محاورہ بندی" سست زبان اور اسکی بیانی منہ زور سخنوروں کے لتے لئے ہین "سودیشی خالق باری" مین انوکھا رنگ نرالا ڈھنگ ہی مختلف پھڑکتی ہوئی نظموں سے سحر خیالوں کا قافیہ تنگ ہی

قیمت ۴ر **المشتہر "منیجر یونین گزٹ بریلی"**

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہی جسکا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شائع ہوا اور خود مہر دکی تصنیف سے ہی حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ر

منیجر ارفیق رنگون

دی شاہ ایجنسی

جو گیارہ برس سے اپنا کاروبار بہت دیانتداری اور ایمانداری سے کر رہی ہی اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور روسا سے سرٹیفکٹ حاصل کر چکی ہی۔ کمیشن صرف آدھ آنہ روپیہ ہی۔ امتحاناً ایک بار فرمایش کیجئے اگر کوئی شے فرمایش کے خلاف ہو تو بلا تامل واپس فرمایئے گا۔

لکھنؤ کی مشہور چیزین۔ مثل عطریات۔ روغن خوشبو۔ چٹنی و اچار۔ مربہ جات۔ عرقیات۔ شربت و ادویات یونانی۔ تمباکو خمیرہ۔ قوام۔ گولی مشکی و سادہ۔ چکہ گوٹہ و ٹھپکی۔ اشیاء زردوزی و کارچوبی۔ چکن فرد لحاف و پلنگ پوش۔ ظروف مسی و برنجی زیورات نقرئی و طلائی۔ سادہ و جڑاؤ۔ میوہ فصلی خربزہ و انبہ۔ درختان قلمی انبہ و دیگر اشیاء (جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہی جو ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہی) نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی۔

قیمت فرمایش کیساتھ آئے ورنہ قیمت طلب پارسل بھیجنے کی اجازت ہو

المشتہر

شاہ محمد خان۔ سلک مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ

امین آباد لکھنؤ

باٹلیوالا کا خضاب حسمر۔ نئے اضافے ہوئے ہیں۔ ہمو رہا لکا اپنے قدر [illegible]

گرامو فون

TRADE MARK
"GRAMOPHONE"
نشان
زبان
HIS MASTER'S VOICE

براہ راست

دی گرامو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

سے کیون نہ خرید کیجئے - جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے -

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ			قیمت
نمبر الف	۲۵	۱۰	انچ	یکطرفہ	عمار
نمبر ۲ الف	۴۵	//	//	دو طرفہ	سے
نمبر ۵	۸۲	۱۲	//	یکطرفہ	سے
نمبر ۱۱	۱۱۲	//	//	دو طرفہ	للعہ
نمبر ۱۲ میپائر	۲۲۵	۷	//	یکطرفہ	عہ

ہمارے یہان گرامو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۷۵ سے لیکر ایک ہزار چھہ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین

دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیان کمانیان ساونڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے -

گرامو فون سانگ بک - جسمین تقریباً ۵۵۰ گرامو فون ریکارڈون کے گانے مع مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت عہ

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سرا ایجنسی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

... سے بھی ملسکتی ہین -

جامیست جہاں نمائے ہر صفحہ درین
۲۷
۱۳ھ

الناظر
لکھنؤ

نمبر ۴	یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء عیسوی	قیمت بقدر قدردانی

فہرست

اڈیٹران

وصی الحسن علوی ۔ بی ۔ اے ظفر الملک علوی

بہ ایمائے گرامی جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکرٹیری لکھنؤ فلاور ملز و مالک رسالہ

مفید عام پریس رادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ میں باہتمام محمد علی طبع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیئے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہی ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہی۔ اسلیئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہی جتنا غیر خالص ہوا سے تندرستی اور زندگی کے لیئے ہوا کے بعد پانی کام تہی۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہی اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت ملسکتا ہی۔

حضرت گنج متصل حق سود کمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج

الناس باللباس

فیشن اور قطع کے لحاظ سے جو اطمینان بخش خدمت ہم نے ۱۸۷۶ء سے اسوقت تک کی ہی اُسکی تقویت پر ہم معزز پبلک سے ایک آزمایشی فرمایش کے لیئے درخواست کرتے ہین اُسکے بعد ہمارا کام ہی ہماری سفارش کریگا۔

قطب الدین
مینجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہی عشق   سامان صد ہزار نمکدان کیئے ہوئے

دی فونو اکسچینج۔ لکھنؤ۔ متصل کوتوالی چوک

ہاتھی فون گراموفون راماگراف اوڈین بیکا چیمبرا پرا

کچھ درد ہی مطربون کی لے مین کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلیئے خوش گلو گوینئے تین ہزار دس مختلف گانون مین سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہی جہان ہر مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایکہی جگہہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادیسے ہوسکتا ہی یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہی خریداری سے پہلے ہماری دوکانکی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید اسٹائل کی مشین اور رنگ برنگ کے خوشنما فلاورہارن ملاحظہ فرمایئے۔ ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین۔ ہارمونیم۔ پیانو۔ اسٹیل ٹرنک گیس لائٹ لمپ کیش بکس۔ جاپانی منی بیگ۔ صابن اور ٹوتھ پاوڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین۔

منیجر دی فونو اکسچینج

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر علم و فن کی کتابین مثل عربی فارسی اردو انگریزی وغیرہ ... علاوہ کتابون کے ... محمد ... مالک مفید عام پریس لکھنؤ

الناظر

نمبر ۴ — یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-1

LIBRARY

غزل

دیکھئے جی عشق مین ہم چھوڑ چلے اے جرأت
ایک افسانۂ پُر درد زمانے کے لئے

کہتے ہین کہ محبوب کی ادا چاہنے والے کو پیاری معلوم ہوتی ہی۔ جو غمزے اور کرشمے دوسرون کو قابل نفرت معلوم ہون عاشق اُنھین پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتا ہی۔ اغیار کی نظر مین جو خط و خال نقص و عیب مین داخل ہون محبت کرنے والے کو وہی زیبائش حسن کے لئے ضروری معلوم ہوتے ہین۔ چاہنے والا دل کے ہاتھون مجبور ہی۔ اُسکی "چشم بدبین" کو معشوق حسن و جمال کی مجسم تصویر نظر آتا ہی وہ اپنی آنکھون کو کیونکر جھٹلائے۔ اسی طرح ہمارے ملک کی نئی تعلیم یافتہ نسل کو جو یورپ کے تہذیب و تمدن پر مٹی ہوئی ہی ولایت کا ہر ایک انداز دلکش و دلفریب نظر آتا ہی اور اُس سرد ملک کا ہر ایک قاعدہ۔ ہر ایک قانون۔ ہر ایک رواج۔ خواہ وہ متعلق اصول معاشرت کے ہو یا حکمت و طبعیات کے۔ اسکا تعلق فکر معاش سے ہو یا علم و فضل سے۔ جمال و کمال کا مکمل نمونہ معلوم ہوتا ہی اور بدقسمتی سے اُسی نمونہ کو معیار کمال قرار دیکر ہندوستان

کے سے گرم ملک کے ہر ایک حسن و قبح کا موازنہ کیا جاتا ہی

زمانۂ حال مین عورتون کی عزت - عورتون کی تعلیم - عورتون کی تربیت - اور عورتون کے پردے کے متعلق جو مضامین کا سلسلہ نا متناہی ہندوستانی اور نیم ہندستانی اخبارون مین وقتاً فوقتاً شایع ہوتا رہتا ہی اُسکی وجہ صرف یہی ہی کہ ولایت کے طرز معاشرت سے جہان بقول لارڈ مارلے (وزیر ہند) کے موسم گرما مین اُنکا اوور کوٹ آرام پہونچاتا ہی ہندوستان کے اصول خانہ داری کا مقابلہ کیا جاتا ہی اور اس جمال وکمال کے مکمل معیار سے جسقدر فرق نکلتا ہی وہ بغیر سوچے سمجھے ہندوستان کے نقائص مین شمار کیا جاتا ہی اور روشن خیال لیڈر فوراً اُسکی اصلاح کی تدبیرین سوچنے مین مصروف ہو جاتے ہین -

اردو شاعری پر جو الزامات ناروا ایک مدت سے لگائے جارہے ہین اُسکا اصلی سبب بھی یہی ہی کہ انگلستان کی موثر (یا بالفاظ دیگر مخرب اخلاق) نظمونکا ہندوستان کی صوفیانہ شاعری سے مقابلہ کیا جاتا ہی اور اس موازنہ سے جو حیرت انگیز فرق نکلتا ہی وہ بلا تامل نظم اُردو کا نقص سمجھ لیا جاتا ہی -

اردو زبان کے اصناف سخن مین سب سے زیادہ اعتراض غزل پر کیا جاتا ہی کیونکہ انگریزی شاعری مین اسکا جواب موجود نہین اور یہ اصول موضوعہ مین داخل ہی کہ انگلستان معیار کمال ہی اور اسکے رسم ورواج سے جو اختلاف ہو وہ داخل نقص ہی - یہ اصلی اور اندرونی وجہ نامحرمون کے سامنے بیان نہین کیجاتی - اُن سے صرف اسیقدر کہدیا جاتا ہی کہ "غزل دلچسپ نہین ہوتی - اختلاف بیان کی وجہ سے سننے والے اور پڑھنے والے کی قوت متخیلہ کو سخت تکلیف پہونچتی ہی - ایک شعر مین ہجر کی شکایت ہی - دوسرے مین وصل کی حکایت - تیسرے مین عاشق جان دیتا ہی زہر کھاتا ہی - چوتھے مین زاہد و ناصح کی ہتک عزت کرتا ہی - پانچوین مین اُسکا جنازہ نکلتا ہی - اور چھٹے مین

پھر زندہ ہوکر معشوق کے حسن کی تعریف کرتا ہی۔ یہ اختلاف بیانی اصول وحدت مضمون کے خلاف ہی اور وحدت کے فقدان سے شعر کا اثر جاتا رہتا ہی"

سب جانتے ہین کہ دلچسپی۔ "خوشبو" اور "ذائقہ" کیطرح ایک ناقابل بیان ابہام ہی جسکے صحیح حدود مقرر نہین کیئے جاسکتے کہ وہ کن اسباب سے پیدا ہوئی ہی کس حد تک قائم رہتی ہی اور کس مقام سے ختم ہو جاتی ہی۔ جسطرح یہ ثابت کرنا دشوار ہی کہ پیاز کی بو گلاب کی بو سے بہتر نہین ہی یا چونے کا پانی دودھ سے زیادہ خوشگوار نہین ہی اُسی طرح یہ یقین دلانا بھی آسان نہین ہی کہ تحریر اقلیدس الف لیلہ سے کم دلچسپ ہی۔

خوشبو۔ ذائقہ۔ اور دلچسپی تینون خیالی چیزین ہین جو دماغ کی گوناگون کیفیات اور مرز بوم کے عظیم تغیرات کی وجہ سے ہر ایک ملک مین مختلف ہوتی ہین بلکہ بعض اوقات ایک ہی شخص جو پہلے کسی چیز کو بدبودار یا بدذائقہ سمجھتا تھا دوسرے وقت اُسکو عمدہ اور نفیس خیال کرنے لگتا ہی۔ مثلاً جب پہلی بار جنجبریڈ (ادرک کا پانی) یا ولایتی مچھلی کا استعمال کیا جائے یا نفتھالین اور نارکول کے سونگھنے کا پہلی بار اتفاق ہو تو اِن نعمتون سے نفرت معلوم ہوتی ہی لیکن کچھ عرصہ کے بعد جنجبریڈ مین لذت پیدا ہو جاتی ہی۔ ولایتی مچھلی خوشگوار معلوم ہوتی ہی۔ تارکول کی بو سے دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہی اور نفتھالین کی گولیون سے (خاصکر طاعون کے زمانہ مین) قلب کو تسلی ہوتی ہی۔ اسی طرح اگر کوئی مبتدی تزک جہانگیری اور شاہنامہ فردوسی کا مطالعہ کرے تو جی گھبراتا ہی لیکن تکمیل کے بعد یہی کتابین اسقدر دلچسپ معلوم ہوتی ہین کہ اگر ہاتھ لگ جائین تو بغیر ختم کیئے دل نہ مانے۔ آئین اکبری قصہ کی طرح پڑھو تو ہرگز دل نہ لگیگا لیکن تاریخی واقفیت حاصل کرنے یا پندرھوین سولھوین صدی عیسوی کا تمدن دریافت کرنے کیلئے اسکا مطالعہ کرو تو نہایت دلچسپ معلوم ہوگی۔

غرض بو اور ذائقہ کیطرح دلچسپی کا کوئی معیار مقرر نہین اور مجبوراً یہی تسلیم

کرنا پڑتا ہی کہ عام طور پر جو چیز خوشبودار۔ خوش ذائقہ۔ یا دلچسپ سمجھی جاتی ہو یا مدت مدید سے نسلاً بعد نسلٍ لوگ جس چیز کو اچھا کہتے آئے ہون وہ اچھی ہی اور جسکو جمہور برا کہین وہ بری ہی۔ بیشک یہ فلاسفی نہایت خطرناک ہی لیکن مخالف کے جواب کیلئے کوئی حربہ محفوظ نہین رکھا جاتا لہذا ہم اپنے دوست نما دشمنون کو پہلے اسی میدان مین بلانا چاہتے ہین۔

جب دلچسپی کی تعریف یہی ٹھہری کہ جسکو جمہور دلچسپ کہین وہ دلچسپ ہے تو ظاہر ہی کہ ہندوستان کے ہزارون شعرا نے غزلگوئی مین وقت صرف کیا اگر وہ اسکو غیر دلچسپ سمجھتے تو اپنی عمر عزیز اسمین کیون رایگان کرتے۔ علاوہ اسکے طبیعت کی موزونی بغیر دلچسپی کے ممکن نہین اگر غزل غیر دلچسپ ہوتی یعنی شاعر کا دل اسمین نہ لگتا تو شعر ہی موزون نہ ہو سکتا غزل کیونکر تیار ہوتی !!

اساتذہ کے دواوین کی سیکڑون نقلین قدردانون کے شوق سے تیار ہوئین۔ مطبوعہ دیوانون کی ہزارون کاپیان شایع ہوئین اور فروخت ہوگئین۔ اگر ہندوستان کے باشندون کو غزل دلچسپ نہ معلوم ہوتی تو اِن دواوین کے طلبگار اور خریدار کہان سے پیدا ہوتے۔

اردو کی غزل فارسی غزل گوئی کا عکسی نقشہ ہی جسکے پیغمبر شیخ سعدی بتائے جاتے ہین۔ شیخ کے عہد سے آجتک چھ سات سو برس کے عرصہ مین ہزارون لاکھون باکمال سخن سنج اور سخن فہم ہندوستان اور ایران کی خاک پاک سے پیدا ہوے اور سب غزلگوئی کی قدر کرتے رہے۔ اگر وہ غزل کو دلچسپ نہ سمجھتے تو ابتک اِس کا وجود ہی باقی نہ ہوتا۔ غزل کا اسقدر مدت دراز تک زندہ رہنا اِس امر کی دلیل قطعی ہی کہ جن ممالک مین اسنے نشو ونما پایا وہان کے سخن شناس اسکو یقیناً دلچسپ سمجھتے تھے۔ چونکہ دلچسپی کا کوئی معیار مقرر نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہی کہ دنیا کی آبادی

کا ایک معتدبہ حصہ عرصہ دراز سے غزل کو دلچسپ سمجھتا رہا ہی لہذا اگر یہ تسلیم کرتے ہو کہ گلاب مین خوشبو ہی۔ انگور خوش ذائقہ ہی اور الف لیلہ دلچسپ ہی تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ غزل غیر دلچسپ نہین ہی۔

وہ کوتہ اندیش جو غزل کو غیر دلچسپ بتاتے ہین اور انگریزی ناولون یا منظوم قصون کا کام دواوین سے لینا چاہتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ غزل کا ہر ایک شعر بجاے خود ایک مختصر اور معنی خیز حکایت ہی اگر طویل قصون کا شوق ہے تو بوستان خیال یا طلسم ہوشربا کی سیر کرو اور اگر چھوٹی چھوٹی اخلاقی کہانیان سننا چاہتے ہو تو غزلون کے دواوین کا مطالعہ کرو۔

اردو کی غزل گلستان کی سی حکایتون کا مجموعہ ہی۔کوئی معرفت وحق شناسی کی تعلیم کرتی ہی۔ کوئی اصول معاشرت کا سبق دیتی ہی۔کسی مین وصل دلدار کا بیان ہی کسی مین ہجر دلبر کی شکایت ہی کہین قاصد و نامہ بر کی کج ادائیون کا فوٹو ہی۔کہین واعظ و ناصح کی بیجا نصیحتون پر اشک افشانی ہی۔کبھی معشوق کے حسن گلوسوز کی توصیف ہی۔اور کبھی گندم نما جو فروش دوستون کی بیوفائی کا گلہ ہی۔ غرض ہر ایک شعر ایک جداگانہ افسانہ یا مختصر و مکمل ناول ہی۔ ایک غزل کا مطالعہ کیا تو گویا بیسیون داستانین نظر سے گذر گئین۔

"بہر لحظہ بہر ساعت بہر دم۔ دگرگون می شود احوال عالم" ایک پرانا مقولہ تھا لیکن سچ یہ ہی کہ ہر انسان پر صبح سے شام تک روزمرہ مختلف حالتین ایسی گذرتی ہین کہ ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہین ہوتا۔ کبھی وہ افسردہ و غمگین ہوتا ہی۔کبھی شاد و خرم۔کسی وقت خود بخود طبیعت گھبراتی ہی۔کبھی آپ ہی آپ ہنسی آنے لگتی ہی۔کسی وقت بچون کے سے کھیل بنانے کو جی چاہتا ہی کبھی ترک دنیا اور لذت فراموشی کی امنگ پیدا ہوتی ہی کسی وقت عشق و عاشقی

کا شوق غالب ہوتا ہی اور کبھی زہد و اتقا کے کنج خلوت مین اعتکاف کا جوش اُٹھتا ہی اسیوجہ سے وہ افسانہ جو خوشی اور شادمانی کے وقت بھلا معلوم ہوتا غم وافسردگی کے وقت ناگوار خاطر ہوتا ہی اور وہ ترانہ جو حسرت و حرمان کے ہجوم مین اندوہ رُبا ہوتا محفل جشن و طرب مین نغمۂ بے ہنگام بن جاتا ہی۔ برخلاف اسکے ہماری غزلون کے پُر درد افسانے یہ عجیب و غریب وصف رکھتے ہین کہ اُن سے ہر ایک طبیعت ہر ایک مزاج اور ہر ایک کیفیت کی دلچسپی کا سامان اخذ کیا جا سکتا ہی۔ جسوقت جو طبیعت کا رنگ ہو اُسی مذاق کے اشعار غزل سے چھانٹ لو۔ پڑھو اور لطف اُٹھاؤ۔

اساتذہ کہتے ہین کہ غزل مشق سخن بڑھانے اور طبیعت مین جولانی پیدا کرنے کیلئے وضع کیگئی ہی۔ اسیوجہ سے اسمین مختلف المضامین اشعار شامل کردئے جاتے ہین تاکہ ہر طرح کے خیالات مختصر الفاظ مین نظم کرنے کی قابلیت پیدا ہوجائے اور چھوٹی چھوٹی تین ردیف۔ قافیہ۔ اور بحر کی پابندی کے ساتھ نظم کرنے سے کلام مین پختگی آجائے اور بوقت ضرورت ہر قسم کی برجستہ نظمین تیار ہوسکین۔ چنانچہ میر علیہ الرحمۃ نے جو نظم اردو کے خداوند سخن تھے غزل گوئی مین پختگی حاصل کرنے کے بعد عاشقانہ مثنویان لکھنے کی بنیاد ڈالی اور کم سے کم اس صنف خاص مین اوّلیت کا تاج انکے سر پر رکھا گیا۔ سودا نے غزل گوئی سے ترقی کرکے قصائد مین زور سخن دکھایا اور ایسی ایسی بے نظیر ہجوین لکھین کہ اس خاص فن مین آجتک انکا نام مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہی۔ میر حسن۔ نسیم۔ قلق۔ اور شوق نے غزل گوئی کی بدولت وہ لاجواب مثنویان تصنیف کین جو آج نظم اردو کا سرمایۂ ناز و افتخار ہین میر مستحسن خلیق نے غزل گوئی مین مشاقی حاصل کرکے مرثیون کے موجودہ طرز کی بنیاد قایم کی جسنے اردو زبان کو رزمیہ نظمون سے مالا مال کردیا۔ اور زمانۂ حال مین حالی پانی پتی نے غزل گوئی کے صدقہ مین اپنے قومی مسدس کو اہل دل کا وظیفہ بنایا اور مرزا ہادی

لکھنوی نے نظم اُردو کو انگریزی ڈراما کا سین دکھایا۔

دانشمند منطق کو معراج العلوم کہتے ہین کیونکہ وہ آلہ ہی اصول کے نکات اور دقایق سمجھنے کا۔ مبارک ہین وہ روحین جو منطق کی تکمیل کے بعد تحصیل علوم کی کوشش کرین اور انمین کمال حاصل کرین لیکن دوگونہ برکات کے مستحق ہین وہ نفوس جو ساری عمر منطق ہی کے میدان مین صرف کردین اور سب کچھ سیکھنے سمجھنے کے بعد یہی خیال کرتے رہین کہ اُنکو کچھ نہین آیا۔ اسیطرح متبرک ہین وہ شعرا جو غزل گوئی مین کمال حاصل کرنے کے بعد دیگر اصناف سخن کیطرف متوجہ ہون مگر اُن سے زیادہ قابل عزت ہین وہ سخن سنج جو تمام عمر غزلین ہی تصنیف کرتے رہین اور باوجود قادر الکلامی کے انکو یہی شبہہ دامنگیر رہے کہ ابھی کافی پختگی حاصل نہین ہوئی۔

یہ عجز وانکسار انسان کے لئے قابل مدح وستایش ہی لیکن صناع کے حق مین ہجو ملیح کا مزہ دیتا ہی اور اسی انکسار نے آج اُنکے کلام کو غیر دلچسپ کا خطاب دلایا۔ اُنکے قطعات۔ رباعیات۔ اور واسوختون سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر وہ اپنا زیادہ وقت مثنویون اور مسدسون مین صرف کرتے تو اردو شاعری کا پایہ اسقدر بلند ہوجاتا کہ شایستہ دنیا کی کوئی شاعری نظم اردو کے مقابل نہ آسکتی۔

تسلسل مضامین کے لطف سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔ قدیم شعرا بھی اس لذت سے ناآشنا نہ تھے۔ واسوختون کا مجموعہ۔ قطعات کا انبار۔ رباعیات کی افراط اس دعوے کی شاہد ہین بلکہ بعض دواوین مین غزلین بھی بقید مضامین مسلسل موجود ہین۔ چنانچہ آتش کی یہ غزل بہت مشہور ہی۔

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا ... بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی ... سحر تک مہ ومشتری کا قران تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی ... زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکلے تھے دو چاند اُس سنے مقابل وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمالِ پری کی تھین آنکھین مکانِ وصال اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی نہان جسکو سمجھے ہوے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

جرأت کی مندرجۂ ذیل غزلین زبان زد ہین۔

نہ گرمی رکھے کوئی اُس سے خدایا شرارت سے جی جسنے میرا جلایا
نہ بچین ہو کوئی اب اُسکی خاطر مرا چاہنا جو نہ خاطر مین لایا
پھرے جستجو مین نہ اب کوئی اُسکے مجھے جسنے گلیون مین برسون پھرایا
کہون داستان مین گرا پنی اور اُسکی تو حیران ہو سنکے اپنا پرایا
کہ پہلے کی اظہار خود اُسنے الفت نہ آیا تو سو بار گھر سے بلایا
جتائین وہ باتین جنھین سحر کہیے دکھایا وہ عالم کہ وحشی بنایا
رکھی بے تکلف ملاقات چندے بمنت بے مجھے پاس پہرون بٹھایا
کسیکا نہ اک حرف خاطر مین گزرا اُسے گرچہ لوگون نے کیا کیا پڑھایا
سو وہ اب جھلک تک دکھاتا نہین ہے گیا مین جو در تک تو در تک نہ آیا
لگاوٹ یہ کچھ کرکے پھر کیا غضب ہے مرا لگ گیا دل تو پردہ لگایا

پہلے تو از راہ الفت گھر بلایا آپ نے بھر گیا جب دل تو پھر در در پھرایا آپ نے
یا ہمارے پاس پہرون بیٹھتے تھے آکے آپ یا بر بخش پاس سے ہمکو اُٹھایا آپ نے

حکمائے قدیم مین جو زیادہ تیس اور سنجیدہ تھے بقول ارسطاطالیس اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ کسی نہ کسی طور پر آفتاب رات بھر مین شمالی طبقون کے پار پہونچا دیا جاتا ہی۔ اور شب کو جو تاریکی پھیلی رہتی ہی وہ اُن اُونچے پہاڑون کی وجہ سے ہی جو اس سفر کی حالت مین آفتاب کی شعاعون کے سدِ راہ بنجاتے ہین۔

کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اس عقیدہ کی مدت حیات ختم ہوئی اور لوگون نے اس خیال کو اپنے دلون مین جگہ دی کہ آفتاب رات کی رات سطح زمین کے نیچے نیچے ہو کر اس منزل کو طے کر جاتا اور وقت طلوع مشرق مین جا پہونچتا ہی۔

قدیم ہیئت والون کو ساکن ستارون کی پہچان بھی معلوم ہوگئی تھی۔ اور ساتھ ہی اسکے انھون نے یہہ بھی دریافت کرلیا تھا کہ آفتاب کی روزانہ حرکت کی پیروی مین انہین کے بہت سے ستارے بھی غروب وطلوع ہوتے ہین اور ماہتاب تو بدیہی طور پر اس قانون کا پابند تھا۔

اس عقیدے کو عام کرنے مین اُس زمانہ کے فلسفیون نے بہت کوشش کی کہ بہت سے اجسام فلکی واقعی طور پر ٹھونس سطح زمین کے نیچے ہو کر گذرا کرتے ہین۔ اور جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ تمام اجسام فلکی اس اصول کے تابع ہین تو نظام عالم کے سمجھنے کے لئے ایک مفید اور مستقل قانون ہاتھ آگیا۔ مزید تحقیقات سے یہ ظاہر ہوگیا ہی کہ زمین تو چپٹی ہی اور نہ وسعت مین غیر محدود بلکہ اُسکے حدود اب متعین طور پر معلوم ہوگئے ہین۔ اس سے زیادہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہی کہ خواہ زمین کی شکل کیسی ہی ہو۔ وہ بہر حال کوئی ایسا جسم ہی جو دیگر اجسام سے جدا ہی اور بغیر کسی ظاہری روک کے کسی چیز پر تھما ہوا ہی۔ جب یہ ایجاد پہلی بار بتائی گئی ہوگی تو لوگ نہایت ہی متعجب ہوے ہونگے کیونکہ یہ بات باور کرنا نہایت دشوار ہی کہ وہ ٹھونس زمین جسپر ہم چلتے پھرتے گاڑی گھوڑے دباتے

موٹر کارین اور ریلین دوڑتی ہین وہ کسی چیز پر تھمی نہین ہی اور اس صورت مین یہ لاجواب کر دینے والا سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر کسی طرح کی رکاوٹ نہین ہی تو یہ کل کائنات قائم کیسے ہی - تو وہ زمین گر کر غرق آب کیون نہین ہو جاتا - لیکن یہ امر خواہ ابتدا مین کتنا ہی خلاف قیاس اور لعید از عقل کیون نہ معلوم ہوا ہو رفتہ رفتہ لوگون کے ذہن نشین ہوتا گیا اور بالآخر اُسکی اصلیت پر لوگ متفق الرائے ہو گئے - اُسیوقت سے علم ہیئت کی بنا پڑی اور اُسکے بعد جن جن ایجادات کا اضافہ ہوا - جو جو تجربات و مشاہدات وقوع پذیر ہوے اُنھون نے اس سنگ بنیاد پر ایک ایسی وسیع اور پر شان عمارت بنا دی ہی کہ ایک عالم محو حیرت ہی -

موسمی تغیرات جنپر زراعت کا دار و مدار ہی آفتاب کی حالت کی اُن تبدیلیون پر مبنی ہین جو معمولی طور پر ہر انسان کے روزانہ مشاہدہ مین آتی ہین - جیسے گرمیون مین آفتاب کا دوپہر کے وقت آسمان پر نہایت بلند معلوم ہونا اور جاڑون مین اُسی وقت کسی قدر نیچا ہونا - آفتاب و ماہتاب کی یہ سالانہ حرکتین روزانہ طلوع و غروب کی حرکتون کیطرح عام نظرون کو معلوم ہو جاتی ہین - لیکن آفتاب کی حالت مین ایک اور تبدیلی ہوتی ہی جو ہمین تو دکھائی نہین دیتی مگر اُن نظرون سے پوشیدہ نہین ہی جو فلسفۂ ہیئت کی تحقیقات مین مصروف رہتے ہین -

زمانۂ قدیم کے نجومیون کو یہ بات بہت آسانی سے دریافت ہو گئی ہوگی کہ ستارون کے وہ مجموعے جنسے سقف آسمان مزین نظر آتی ہی موسمی تغیرات سے متاثر ہو کر اپنی حالت تبدیل کرتے رہتے ہین - مثلاً اورین (Orion) جو جاڑون بھر نہایت آب و تاب سے چمکتا رہتا ہی گرمیون مین نظر نہین آتا اور بجاے اُسکے ایک دوسرا مجموعۂ نجوم بام فلک کو منور بناے رہتا ہی - اسی قسم کی تبدیلیان دوسرے مجموعون مین ہوتی رہتی ہین - اس طرح سال بھر کے موسمون کا وقت ستارون کی ان تبدیلیون سے متعین ہو سکتا ہی

اور اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا کہ اگلے زمانہ کے لوگ اکثر اوقات اپنی زراعتی تجاویز کو انھین ستارون کی مدد سے عمل مین لاتے ہون گے۔

انھین واقعات پر غور کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ قدیم ہیئت دان آفتاب کی ظاہری سالانہ حرکت کو ثابت کر سکے۔ موسم کے ساتھ ستارون کی حالت مین جو تبدیلی نظر آئی اُسکے لئے سوائے اسکے کوئی دوسری معقول تاویل نہ پیش کیجاسکی کہ آفتاب اپنی جگہ اس غرض سے بدلتا رہتا ہی کہ سال بھر کے عرصہ مین آسمان کا ایک چکر پورا ہو جائے۔ آفتاب کی یہ حرکت اس طرح پر بھی معلوم ہوسکتی ہی کہ غروب کے بعد مغرب مین جو ستارے ہون اُنکی حالت پر برابر غور کیا جائے۔ صاف نظر آئیگا کہ جون جون موسم آگے بڑھتا جاتا ہی بردج نیچے ہوتے جاتے ہین حتیٰ کہ وہ آسمان پر بالکل نہین دکھائی دیتے۔ اُنکے غائب ہونے کی وجہ یہ بتائی جاسکتی ہی کہ آفتاب مغرب کی سمت سے ستارون کیطرف بڑھتا ہی اور اُسکی تیز شعاعین جسقدر برجون کے قریب آتی جاتی ہین اُنکی اپنی روشنی ماند پڑتی جاتی ہی اور جب آفتاب بالکل مقابل آجاتا ہی تو وہ فی الجملہ اُسکی روشنی مین مدغم ہو جاتے ہین۔

آفتاب کی یہ حرکت روزانہ طلوع و غروب کی حرکت سے جسمین کل اجسام فلکی اُسکے شریک ہین کوئی تعلق نہین رکھتی۔ کیونکہ یہ واضح رہے کہ جیسا ہمنے اوپر حوالہ دیا ہی آفتاب کی ایک اور حرکت ہی جو ان عام فہم حرکتون کے ماسوا ہے۔ یعنی اُسمین ایک آہستہ حرکت سمت مخالف کی طرف ہوتی ہی۔ جسکی وجہ سے یہ اکثر پیش آتا ہی کہ جو ستارہ آج آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ غروب ہوا تھا دہی کل آفتاب سے چند منٹ قبل غروب ہو جاتا ہی۔ کیونکہ اس عرصہ مین آفتاب اپنی اس حرکت کی بدولت مشرق کی طرف تھوڑا سا ہٹ جاتا ہی[۱]۔

[۱] اگرچہ کرہ ہوائی کے بدولت اس کی نوبت نہین آتی کہ ستارہ کا اسطرح غروب ہونا مشاہدہ مین آسکے کیونکہ قبل اسکے کہ وہ افق تک پہونچے ہماری نظرون سے غائب ہو جاتا ہی۔

قدیم ہیئت دانون کی متواتر تحقیقات اور مستقل مشاہدات سے اس بات کی تصدیق ہوگئی ہو کہ ہمارے آفتاب و ماہتاب ستارہ دن اور بروج کے درمیان ہمیشہ ایک ہی راستہ پر گردش کرتے ہین اور اُن کے اس راستہ مین کبھی سرمو فرق نہین ہوتا۔ اس راستہ کو طریق الشمس کہتے ہین اور جن برجون کے درمیان سے آفتاب اپنے آسمانی دورہ مین گذرتا ہی انھین اس منزل کہتے ہین۔ ان برجون کی تقسیم قدیم زمانہ سے بارہ حصون مین کیگئی تھی جس سے آفتاب کے اس طویل سفر کی مختلف حالتون مین بہ آسانی امتیاز کیا جاسکے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوجاتی ہو کہ سال کی مدت یا اُسقدر زمانہ جو آفتاب کیواسطے آسمان کے ایک چکر لگانے کو کافی ہی ہم سے بہت پیشتر اُن قومون نے دریافت کرلیا تھا جنکے اب ہمکو شاید نام بھی نہ معلوم ہون۔ قدیم ہندسون کے کمال کا ایک اور ثبوت یہ پہونچتا ہی کہ انھون نے طریق الشمس کا مقام وقوع خط استوا کی مناسبت سے تعین کردیا جس سے آسمان کے اُن دونون نہایت ضروری اور کارآمد دائرون کے درمیان زاویہ کی پیمایش مین کامیابی ہوئی۔

چاند کی حرکت سے۔ جو عجیب عجیب شکلین بنتی ہین اُنمین سے اکثر بلکہ قریب قریب سب زمانۂ تاریخ سے پہلے کے ہیئت دان معلوم کرچکے تھے۔ اُن ہی کی خوش فکری اور مغز پاشی کی بدولت یہ مفید بات معلوم ہوگئی ہی کہ چاند آسمان کے کسی متعینہ گوشہ پر ٹھیرا ہوا نہین ہی بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتا رہتا ہی۔ یہ کہ چاند ایک شب کے وقفہ مین مغرب سے مشرق تک یا مشرق سے مغرب تک کی مسافت طے کرجاتا ہی کواکب متصلہ کو برابر دیکھتے رہنے سے معلوم ہوسکتا ہی۔ یہ بالکل یقینی ہی کہ چاند کی حرکت آفتاب کی سالانہ حرکت کے دریافت ہونے سے پہلے معلوم ہوگئی تھی کیونکہ یہ بہت تھوڑے غور سے معلوم ہوجاتا ہی اور کسی قسم کی دماغی قوت صرف کرنے کی بالکل نہین یا بہت کم ضرورت پڑتی ہی۔

زمانۂ ما قبل تاریخ مین بھی چاند کی حرکت کی مدت دریافت کی جا چکی تھی اور رویت ماہ اُس حالت سے صحیح طور پر منسوب کی گئی ہی جسمین آفتاب کا روشن حصہ زمین کی طرف ہوتا ہی - لیکن ابھی ہمین اُن بہت سی ایجادات کا ذکر کرنا ہی جو اُس زمانۂ قدیمہ مین جسکا حال ہمین نہین معلوم ہی دریافت ہو چکی ہین -

قدرت کے اُس حیرت انگیز منظر کی نہایت صحیح کیفیت بیان کی گئی ہے جسے چندر گرہن کہتے ہین اور جسکی بدولت چھٹکی ہوئی چاندنی میلی پڑ جاتی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ مین اندھیرا چھا جاتا ہی اس سے زیادہ تعجب خیز نظارہ سورج گرہن دکھاتا ہی کیونکہ اسوقت خود اُس کرۂ نار کا (جو دن بھر ہمارے لئے رہبر کامل بنا رہتا ہی اور جسے ہم آفتاب کہتے ہین) ایک حصہ یا کبھی کبھی پورا حصہ پوشیدہ ہو جاتا ہی پھر قدیم ہیئت والون کی فراست اور تحقیق نے اُن پانچون گھومنے والے ستارون یا سیارون کو دریافت کیا جنکو زہرا - عطارد - مریخ - مشتری - اور زحل کا لقب دیا گیا ہی - اُن کی حرکتین اُس زمانہ مین دریافت کر لی گئی تھین بلکہ اُن کی مختلف صورتین بھی دیکھی گئی تھین اور اس سے اگلے محققین ایسے خوفزدہ اور ہراسان ہوے کہ اُن کے دل مین یہ خیال مستقل طور پر جاگزین ہو گیا کہ جسطرح آفتاب اور ایک حد تک ماہتاب سے ہماری روزمرہ کی زندگیان نہایت قریبی تعلق رکھتی ہین اُسی طرح انسانی مسرت وشادمانی یا رنج وغم کو اِن سیارون سے نسبت ہی - اور انکا یہ خیال اُس ترکہ کے ذریعہ جو اُنھون نے آیندہ نسلون کے لئے چھوڑا ابھی تک ہندوستانی مہندسون کے بڑے گروہ مین مانا جاتا ہی اور ان محض خیالی حرکتون کو مقیاس اصول پر تولنے کیلئے چند قاعدے بنائے گئے اور جب یہ قانون ایک مکمل حیثیت مین پیش کر دیا گیا تو اُسوقت سے علم ہیئت کے ساتھ ساتھ علم ہندسہ کی باضابطہ تعلیم بھی ہونے لگی - جب ہم زمانۂ ما قبل تاریخ کے اندھیرے سے نکلکر

زمانہ تاریخ کی روشنی میں آتے ہیں تو ہمین معلوم ہوتا ہی کہ علم مظاہر فلکیات ہین کس حد تک اتحاد و اتصال ہی۔

ٹالیمی نے دیکھا کہ زمین کروی الشکل ہی اور اُسکے ثبوت مین اُسنے وہ بہت سے دلائل پیش کئے جو آج ہر جغرافیہ کے طالب علم کی زبان زد رہتے ہین۔ اُسنے یہ بھی دیکھا کہ اتنا بڑا کرہ زمین کس چیز پر ٹھہرا ہوا ہی اور وہ کون سا جسم ہی جسے اس کا مرکز بنایا گیا ہی۔ اُس نے یہ مان لیا کہ فلکیات کی روزانہ حرکت زمین کے اپنے محور کے گرد گھومنے سے اخذ ہو سکتی ہی۔ لیکن بدنصیبی سے اُسنے بدلائل و براہین اس خیال کی کلیۃً تردید کی۔ اُسکے نزدیک زمین ایک غیر متحرک جسم ہی۔ وہ نہ محور کے گرد گھومتی ہی اور نہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل ہوتی ہی بلکہ برابر ایک جگہہ قایم رہتی ہی جسے وہ دنیا کا مرکز خیال کرتا تھا۔

ٹالیمی کے خیال کے مطابق آفتاب اور ماہتاب زمین کے گرد عین وسط مین گول دائرون پر حرکت کیا کرتے تھے۔ ستارون کی حرکت کی توجیہ اسے بہت پیچیدہ معلوم ہوئی کیونکہ اس واقعہ کی تاویل ضرور کرنا پڑتی کہ کیون بعض وقت ایک ستارہ آگے بڑھ جاتا ہی اور بعض وقت پیچھے ہٹ جاتا ہی۔

قدیم مہندسون نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا کہ اجسام فلکی کیلئے سواے دائرہ مین گھومنے کے کوئی دوسری حرکت ممکن ہی۔ اس عقیدے اور خیال کو ثابت کرنے اور مقیاس اصول کی تول پر پورا اُتارنے کیلئے بدلائل یہ بات پایہ ثبوت پر پہونچائی گئی کہ ہر ستارہ جسکے مرکز سے زمین کے گرد ایک دائرہ بنا ہوا ہی اُسی دائرہ مین حرکت کرتا ہی۔

اگرچہ نقشۂ فلکیات مین ٹالیمی کی تعلیم اب دنیا کے لئے بہت مفید ثابت نہ ہوئی ہی لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ ان مہندسون کے اصول کو مان لینے کے بعد

اجسام فلکی کی ظاہری حرکت نہایت صحت کے ساتھ معلوم کیجا سکتی ہے۔ یہ مسئلہ کسیقدر شرح وبسط کیساتھ ٹالیمی کی مشہور کتاب المجسطی مین لکھا ہوا ہے جو دوسری صدی عیسوی مین لکھی گئی اور چودھوین صدی تک علم ہیئت کے تمام مسائل پر ایک مستند تصنیف سمجھی جاتی تھی۔

یہ تھا نظام ہیئت جو ازمنۂ وسطیٰ مین مروج رہا اور تقریباً اُس زمانہ مین غیر مستند ٹھہرایا گیا جبکہ کلمبس نے نئی دنیا دریافت کرکے کرۂ زمین کی معلومہ وسعت کو بہت کچھ بڑھادیا اور ایک حد تک غیر محدود کردیا تھا۔

نظام شمسی کے صحیح اصول کوپرنکس نے اپنی اُس یادگار زمانہ کتاب مین بیان کئے ہین جسکی تصنیف مین اُسنے اپنی عمر کا معتدبہ حصہ صرف کیا۔ سب سے پہلا اصول جو ان کوششون سے قایم ہوا یہ ہے کہ فلکیات کی روزانہ حرکت زمین کے اپنے محور کے گرد گھومنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اُسنے ثابت کیا کہ وہ اشکال جو آفتاب اور ستارون کے روزانہ طلوع وغروب کے وقت نظر آتی ہین صحیح طور پر دریافت ہوسکتی ہین اگر یہ قیاس کرلیا جائے کہ زمین اُسی اطمینانی حالت سکوت مین ہے جو ٹالیمی کر نہایت ہی ادق بلکہ مغلق خیال کے مطابق ثابت کیجا سکتی ہے۔ اسکے علاوہ اُسنے یہ بھی بتایا کہ ٹالیمی کے خیال کے مطابق ستارون کی رفتار کی مقدار بھی اندازاً معین ہونا چاہیئے کیونکہ کل کائنات کا زمین کے گرد ایک ہی وقت مین اور ہمیشہ گھومتے رہنا محض غلط ہوگا۔ دوسرا بڑا اصول جس نے کوپرنکس کو بہت کچھ کامیاب بنایا یہ تھا کہ اُسنے کائنات مین زمین کے اصلی مقام کا تعین کیا۔ اُسنے زمین کے بجائے آفتاب کو مرکز ٹھہرایا جسکے گرد سب سیارہ گردش کرتے ہین اور اُسنے ایک لگتی سی بات یہ بتائی کہ ہماری زمین محض ایک سیارہ ہے جو عطارد اور مریخ کے درمیان گھوما کرتا ہے اور دوسرے سیارون

کی طرح اپنے افسر اعلیٰ آفتاب کا ماتحت ہی۔ اس بڑے تغیر نے علم ہئیت کے اُن غلط قیاسی اصولون کو بدلدیا جو زمین کے متعلق اسوجہ سے قایم ہوگئے تھے کہ ہم اتفاقی طور پر یہان سکونت پذیر ہوگئے اور ایسا سمجھنا غالباً اصول فطرت کے خلاف بھی نہ تھا کوپرنکس کے کارنامون مین بہت جلد ایک اور مفید اضافہ ہونے والا تھا یعنی دوربین کی ایجاد جس سے موجودہ علم ہیئت پیدا ہوا فقط

د س ،

غزل

تو بقصد من چہ داری سر ترکتاز کردن — پے قتل عالمے بس نگہے نیاز کردن

چہ دہی فریبم امشب بکرشمہ ساز کردن — برخم زبند برقع در صبح باز کردن

ز تو گرچہ بدگمانم کہ ربود دل ندانم — بہزار شیوہ نتوان ز ہم امتیاز کردن

گرہے ز زلف بکشا کہ دہد فشار دل را — نرمد ز بند صیدت برسن دراز کردن

تو چہ تیغ در کف آئی چہ مبارک است الٰہی — من و سر فرو نمودن تو و سر فراز کردن

بہ نسیم صبح ماند کہ سوے چمن خرامد — بسر نیازمندان گذرش بناز کردن

چہ عجب کہ باز باشد تہ خاک چشم محمود — نظرے نہفتہ خواہد برخ ایاز کردن

ستم است اگر شود خون رود از دو دیدہ بیرون — دل خون گرفتہ دارد سر کشف راز کردن

تو کہ بخبر دی دعا قل ز گذشتہ بگذر ایدل — شب وصل کوتہ آنگہ گلہ دراز کردن

در بہشت باغ رضوان شود ار کشادہ برما — در دیدہ بر رخ او نتوان فراز کردن

دو جہان دو رکعت آمد کہ گذارمش بیکبار — چہ نماز ہست دیگر بہ ازین نیاز کردن

شب تار عاشقان را نبود بشمع حاجت — کہ کنند خانہ روشن ز جگر گداز کردن

بہ نظیری اندرین رہ سبقے اگر عزیز خواہی
بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

از جعفر علی خان اثر

پان ٹیس پائی لیٹ کی بیٹی

ایوان وزاف بلگیریا کے سب سے بڑے جادونگار شاعر اور مصنف مانے جاتے ہین ۱۸۷۶ء کے ہنگامے مین بلگیرین سپاہی اُنکی قومی نظمین پڑہ پڑہ کر میدان کارزار مین ایک دوسرے کا جوش بڑھاتے تھے - مندرجہ ذیل کہانی اُنھین کے دماغ سوزی کا نتیجہ ہی -

حضرت مسیح علیہ السلام کے آخر زمانے مین دمشق کا گورنر کلاڈیس آکسیس بڑی مصیبت مین گرفتار تھا - اُسکی خوبصورت اور چہیتی بی بی پاپیٹیا فالج جیسی خطرناک بیماری مین مبتلا تھی - یہ پان ٹیس پائی لیٹ کی بیٹی تھی جو اُسوقت سیزر کے نام سے یروشلم مین حکومت کرتا تھا -

بیماری کے باعث پاپیٹیا کے خوبصورت اعضا روز بروز مرجھاتے جاتے تھے - اور اُسکے سانچے مین ڈھلے ہوے لطیف جسم سے نزاکت اور لچک خیرباد کہتی جاتی تھی -

اُسے اس موذی مرض سے پالا پڑے دو برس گذر چکے تھے - اور اس سے نجات ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی - ہرچند کہ اُسکے خاوند نے دنیا بھر کے طبیبون سیانون اور عقلمندون کو بلا بلا کر علاج کرایا مگر آرام نہ ہونا تھا نہ ہوا - اُنکے علم - اُنکے کمال - اُنکی کوششین - اُنکی ہوشیاریان اور اُنکے تجربے - سب ہی تو اس ہیٹلے مرض کے سامنے رائگان گئے جس نے اُس رومی حسینہ کو پامال کر رکھا تھا -

ایک روز پاپیٹیا ایک پالکی مین جسپر زربفت اور کمخواب کا پردہ پڑا ہوا تھا سوار ہوکر دمشق کے باغون کی سیر کر رہی تھی جو اُسکے قصبہ کے چارونطرف اس

طرح پھیلے ہوے تھے جیسے کسی حسین کے گلے مین پھولونکا ہار پڑا ہوتا ہی۔
اثناے سیر و تفریح مین یروشلم کے ایک مسافر نے جو وہان موجود تھا آگے بڑھکے
پاپیٹا سے کہا۔ "اے حضور سرزمین جودیہ مین ایک ساحر نمودار ہوا ہی جو اپنے
تئین مسیح ناصری کہتا ہی۔ اُسنے بیمارون اور مفلوجون کو اپنی کرامت سے
تندرست کردیا ہی۔ اندھون کو بینا بنادیا ہی۔ اور مردون کو جلا اٹھایا ہی"۔
اس خبر نے پاپیٹا کے غنچۂ دل کے ساتھ وہ سلوک کیا جو نسیم سحر منہ بند کلیون
کے ساتھ کیا کرتی ہی۔ وہ مارے خوشی کے جامے مین پھولی نہ سمائی۔ اور اُسکا
دل باغ باغ ہوگیا۔ وہ اُس مسافر سے کہنے لگی۔ "اچھا صاحب مین بھی اُس
ساحر کے پاس جاؤنگی اور اُس سے ضرور ملون گی۔ مین اُسے اپنا بیش قیمت سبز
ہیرونکا نولکھا ہار نذر کرون گی جسکی قیمت جودیہ جیسے پانچ شہرون کی قیمت سے
بھی زیادہ ہی۔ وہ صرف اتنا کرے کہ مجھے اس موذی مرض سے نجات دلادے
مین اور کچھ نہین چاہتی"۔ مگر مسافر نے جواب دیا "اے حسین پاپیٹیا ان
چیزون سے تمہارا کام نہ چلیگا۔ مسیح ناصری تو پھٹے کپڑے پہنے ننگے پیرون
پڑا پھرتا ہی۔ اور بُرے حالون غریبون مین رہتا ہی۔ اور اس دنیا کی نمائشات
کو نظر حقارت سے دیکھتا ہی۔ تم مال و دولت کے زور سے اُسے اپنی طرف
ہرگز متوجہ نہ کرسکو گی"۔

"اچھا پھر مین کیا کرون۔ وہ کسی طرح بھی مجھے اس مرض سے نجات
دلا بھی سکتا ہی"۔

مسافر نے کہا اے حضور جو اُسکے پاس شفا چاہنے آتے ہین اُنسے
وہ اپنے پر ایمان لانے کو کہتا ہی۔

یہ بات سنکر پاپیٹا کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ اپنی پیشانی پر جہان ایک بیش قیمت

ہیرا چمک رہا تھا ہاتھ رکھکر کہنے لگی "وہ اپنے پر ایمان لانے کو کہتا ہی مگر کیونکر؟"

"اس طرح کہ اُسے خدا کا بیٹا مانو"

"خدا کا بیٹا؟ مین تو اسکا مطلب نہین سمجھی" اور پھر دیر تک وہ اس مسافر سے سوالات کرتی رہی -

پا پئیا کئی دن تک اسی کے متعلق سوچتی رہی وہ اپنے اعضا کو دیکھ دیکھکر جو عین عنفوان شباب مین سوکھے جا رہے تھے زار زار روتی تھی لیکن جس جادوگر کا ذکر مسافر نے کیا تھا - وہ جادوگر جس نے حکم دیا تھا کہ اُسے خدا کا بیٹا کہکر پکارا جاے اور جو فہم انسان سے بالاتر کرامتین دکھا سکتا تھا اسکی بعید از فہم صورت روز بروز اُسکی روح کی آنکھون کو صاف صاف نظر آنے لگی - اور چونکہ جوانی اور شباب کی امنگین از سر نو اُسکے دلمین پیدا ہو چلی تھین اُسکا دل یہ بھی چاہنے لگا کہ لاؤ اُس پر اسرار اور عجیب انسان کو دیکھون تو سہی - نہین بلکہ وہ اُسکی اُلوہیت تک کو ماننے کے لئے تیار ہو گئی! اُسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس شخص کی روحانی طاقتین معمولی انسانی طاقتون سے اسقدر اعلیٰ و افضل ہین تو وہ کم از کم پیغمبر تو ضرور ہو گا - کیونکہ صرف پیغمبرون ہی کی قوت نظری یا قوت ارادی اسقدر زبردست ہو سکتی ہی کہ وہ ایک نظر یا ایک ارادے سے لاعلاج مریضون کو تندرست کر سکین - "آہ میرے اپنے دیوتا تو ناراض ہی نہین بلکہ دست بردار ہو چکے ہین - وہ میری مدد نہین کرتے - لاؤ پھر اُس خدا کی طاقت آزماؤن جسکی فرزندی کا مسیح ناصری دعویٰ کرتا ہی"

اب اُسکا عقیدہ پختہ ہونے لگا - پاپئیا نے یروشلم جانے کا مصمم ارادہ کرلیا جہان اُسے مسیح کے ملنے کی قوی امید تھی - مگر چونکہ اُسکا شوہر

روم کے ایک علی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُسے اپنی شرافت خاندانی پر بڑا ناز تھا۔ اس لئے وہ خوب جانتی تھی کہ وہ اسبات پر ہرگز راضی نہ ہوگا کہ اُسکی بی بی ایک قابل حقارت یہودی ایسے جادوگر سے کسی بات کی التجا کرے اس لیے شوہر کے سامنے اُسنے اپنے باپ کے گھر جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔

پاپیا جیسی مریضہ کا ایک ایسا انوکھا منصوبہ تھا جسکا سرانجام پانا اُسکی علالت کے باعث امر محال معلوم ہوتا تھا اور کلاڈیس اس درخواست کو سُنکر حیران رہگیا۔ مگر پاپیا نے کچھ ایسی منت اور لجاجت سے درخواست کی۔ اور کچھ ایسے استقلال سے اصرار کیا کہ اُسسے بجز منظور کرنیکے اور کچھ نہ بن پڑا۔ کیونکہ وہ اُسپر دل وجان سے فریفتہ تھا۔ اُسنے اُسے ایک مرصع گاڑی مین جس مین کاشانی مخمل کی نرم نرم گدیان نصب تھین سوار کراکے اپنے معتمد خدام کے ہمراہ سرزمین جودیہ کی طرف روانہ کردیا۔

کوہ لبیان کے مشرقی ڈھال پر جہان صنوبر کے درخت کثرت سے لگے تھے تین روز سفر کرنے کے بعد پاپیا جودیہ مین پہونچی اور چوتھے روز دوپہر کے وقت یروشلم مین جا داخل ہوئی۔ مگر شہر کے شمالی دروازے سے اُسنے لوگون کو جوق جوق باہر نکلتے دیکھا جنمین رومی رسالے کا ایک دستہ بھی شامل تھا۔ یہ مجمع مغرب کی طرف بڑھا جدہر شہر کے قریب ایک کالی پہاڑی واقع تھی جسپر درختون کا نام تک نہ تھا۔ پاپیا بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر کے گذرنے والے انبوہ کو دیکھتی رہی اور جب رومی رسالہ جو لوگون کے پیچھے پیچھے جارہا تھا اُس کے قریب سے گذرا تو اُسنے اُسکے صوبہ دار سے دریافت کیا "اے سردار یہ لوگ کہان جارہے ہین" صوبہ دار اپنے آقا پائی لیٹ کی عالیجاہ بیٹی کی خدمت مین آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ "اے حضور یہ لوگ سامنے والی پہاڑی پر

جارہے ہین جہان مسیح ناصری (جس نے امن عامہ مین کچھ عرصہ سے خلل ڈال رکھا ہے) اس جرم کی پاداش مین سولی پر چڑہایا جائیگا - کیونکہ اُسکے حق مین موت کا فتویٰ صادر ہوچکا ہے" یہ بات سنکر پاپٹیا کا رنگ فق ہوگیا - اوسکے چہرہ پر ہوائیان اوڑنے لگین - اور وہ خوف زدہ ہوکر چلائی "نہین ایسا ہرگز ہرگز نہ ہوگا - مین تمسے بمنت التجا کرتی ہون کہ اس حکم کی تعمیل ملتوی کیجائے" مگر افسر نے جواب دیا کہ اس حکم کو بجز آپکے والد پائی لیٹ کے اور کوئی منسوخ نہین کرسکتا - اور حکم کی منسوخی حاصل کرسکنے سے پیشتر مجرم کی روح اُسکے تن سے جدا ہوچکے گی -

صوبہ دار نے جب پاپٹیا کو ملک مین ایک شورش برپا کرنے والے شخص کے ساتھ ہمدردی اور اُسکی موت کے متعلق اظہار تاسف کرتے دیکھا جسکے لئے خود یہودیون نے سزاے موت تجویز کی تھی تو اُسے بڑا تعجب ہوا - مگر پاپٹیا نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور پریشانی اور ناامیدی کی حالت مین اُس پہاڑی کی طرف جہان اس خوفناک حکم کی تعمیل ہونے والی تھی دیکھکر کہا - لِللہ مجھے وہان جلد لے چلو - آہ! یہ شخص سولی نہ پاے"

پاپٹیا کی گاڑی کا پہاڑی پر پہونچنا دشوار تھا - اسلئے اوس نے ایک پالکی منگائی اور اُوسمین سوار ہوکر پہاڑی کی طرف روانہ ہوئی - جہان پہونچکر اُسنے تین سولیان برابر برابر نصب دیکھین جنمین سے ہر ایک پر ایک ایک آدمی لٹکا ہوا تھا - یہ خوفناک نظارہ دیکھکر اُسکا کلیجہ مارے خوف کے تھرا اُٹھا - کیونکہ بظاہر مسیح ناصری کی قسمت کا فیصلہ ہوچکا تھا -

تاہم پاپٹیا کے حکم سے وہ مجمع جو سولیون کے گرد جمع تھا اور جسمین آہ وبکا کرنے والے اور طعن وتشنیع کرنے والے سب ہی قسم کے لوگ تھے منتشر

کیا گیا۔ اور پاپنیا کا محافہ سولی کے قریب لا کر لگا دیا گیا۔

یسیح کی سولی کے نیچے ایک یہودیہ گردن جھکائے مایوس پڑی تھی۔ یہ مسیح ناصری کی ماں مریم تھین جنکے پاس ہی دو اور عورتین بیٹھی ہوئی زار زار رو رہی تھین۔ اور حسرت سے ہاتھ مل ملکر اُس مصلوب معصوم کی طرف دیکھتی جاتی تھین جسکے ہاتھ اور پیرون کے زخمون سے خون کی تلتلیان بہ رہی تھین۔ پاپنیا یہ حسرت ناک منظر دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی۔ تاہم اپنے غصہ کو ضبط کر کے نہایت خاموشی اور مایوسی کے عالم مین مسیح کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی جسکے بھولے بھولے اور نرم نرم خط وخال اون تکالیف کا پتہ دے رہے تھے جو وہ سولی پر برداشت کر رہے تھے۔ پاپنیا کا چہرہ بھی آنسوؤن سے تر تھا اُسکی آنکھون سے دو ندیان اُمنڈتی چلی آ رہی تھین۔ آہ وہ غریب چاہتی تھی کہ مسیح اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھین جنکے تار نظر جسمانی تکالیف کی غضبناک اور ناقابل بیان سختیون کے بادلونمین سے بردباری اور نرمی کی شعاعین بن بن کر نکل رہے تھے۔ مگر اُنکی آنکھین اپنی زار وقطار رونے والی ماں کے چہرہ پر سے ایکدفعہ بھی نہ اُٹھین۔ ناچار پاپنیا نے روتے روتے زور سے مگر دھیمی آواز مین پکار کر کہا "لِلّٰہ مجھے بھی بچائیے۔ خدارا میرے حال زار پر بھی رحم کی نظر کیجیے"۔

یہ آواز مسیح کے کان مین پہونچی۔ اونھون نے اپنی ماں کیطرف سے آنکھ اُٹھا کر پاپنیا کی طرف دیکھا۔ اور اس ردمی حسینہ سے چار آنکھین ہونے کے بعد وہ چند لمحہ اُسکی طرف نہایت نرمی اور غمگینی کے ساتھ غور سے دیکھتے رہے۔ آہ! وہ نظر کیسی نظر تھی۔ جو پاپنیا کے دلمین بہشت کی نوری شعلون کی طرح پار ہو گئی۔ جسکے اثر سے ایک عجیب برقی روشنی پیدا ہوئی جو اُس کے

تمام جسم مین دوڑ گئی - اور ایک نئی اور خوشگوار سی چیز نے اُسکے جسم اور روح پر قبضہ کرلیا - . . . .

پائی لیٹ اپنے محل کے مرمرین زینے پر کھڑا ہوا اپنی بیمار بیٹی کا انتظار کر رہا تھا - اُسکی آمد کی خبر اُسے پہلے سے مل چکی تھی - اور وہ ایسی حالت مین بیٹی کے ایسے دور و دراز سفر کے اختیار کرنے کے وجوہات کو امید و بیم کی حالت مین کھڑا سوچ رہا تھا - مگر اُسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آتی تھی -

بیٹی کو گاڑی مین غمگین صورت بنائے بیٹھا دیکھکر فرط محبت سے اُسنے ہاتھ پھیلا دیئے تاکہ قریب آنے پر اُسے گلے سے لگالے -

مگر جب پاپٹیا گاڑی سے بغیر کسی کی مدد کے خود ہی اوتر آئی اور پالکی والون کو بھی قریب آنے سے منع کر دیا اور خود ہی کوہ لبیان کی ہرنیون کیطرح چوکڑیان بھرتی باپ کے محل کے زینے پر چڑھ گئی تو پائی لیٹ اُسے دیکھکر حیران رہ گیا - پاپٹیا کا دل باپ کی صورت دیکھکر بھر آیا - اور اُس نے روتے روتے اُسکے گلے مین (جو محو حیرت بنا بت کیطرح خاموش کھڑا تھا) باہین ڈالکر ہچکیان لیتے لیتے کہا "اے ابا جان آج تو آپ نے خدا کو سولی پر چڑھا دیا"

محمد سعید صوفی ذیلع - سمالی لینڈ افریقہ

این چنین گردن دعوی نہ فراز د چکند | کبکی گر ہمہ بر خویش نناز د چکند
غیر ازین ہیچ متاعے نبود عاشق را | در قمار تو دل ار نیز نہ باز د چکند
عاشق از لبسکہ بہ پیش تو ز تو محرم است | دست اگر سوے تو گستاخ نیاز د چکند
لبسکہ در د من از انداز ۂ درمان نگذشت | چارہ گر ہاین بیچارہ چہ ساز د چکند

شبلی دل زدہ در وادی غم دیر رسید
گرم اگر در رہ عشق تو نہ تازد چکند

محمد ... شبلی ندوی

فریاد موزون

(یعنی مسٹر اقبال کی مشہور نظم ایک پرندے کی فریاد پر تضمین)

از

حکیم محمد مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی

صیاد! خاک کھاؤن ہین تیرا آب ودانا میرے نصیب ہین ہو رنج والم کا کھانا
آزادیان چمن کی اب ہوگیئن فسانا آتا ہو یاد مجھکو گزرا ہوا زمانا
وہ جھاڑیان چمن کی وہ میرا آشیانا

وہ آشیان سے اُڑنا سُنکر صدا اذان کی وہ صبح صبح سننا خبرین جہان تہان کی
وہ شاہ چمن کی روزن سے تاکا جھانکی وہ ساتھ سب کے اوڑنا وہ سیر آسمان کی
وہ باغ کی بہارین وہ سبکا ملکے گانا

وہ گل کا چومنا مُنھ اک شان عاشقی سے وہ اُن کا مُنھ بنانا انداز دلبری سے
باد صبا کا گل کو وہ چھیڑنا ہنسی سے پتون کا ٹہنیون پر وہ جھومنا خوشی سے
ٹھنڈی ہوا کے پیچھے وہ تالیان بجانا

اچھی کہی یہ ہمدم تو نے بھی حوصلہ کی ہو کر قفس مین قیدی چھوڑون نہ کسطرح جی
صیاد مہربان ہو۔ گو بات ہو انوکھی آزادیان کہان وہ۔ پر اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے جانا اپنی خوشی سے آنا

وہ سرو کا دکھانا۔ رستم کیطرح دم خم اٹھکھیلیان وہ کرنا باد صبا کا پیہم
غنچون کا مسکرانا۔ انداز سے وہ باہم لگتی ہو چوٹ دل پر آتا ہو یاد جس دم
شبنم کا صبح آکر پھولون کا مُنھ دُھلانا

مجھکو چمن صبا کی۔ اصلا نہین ہو چاہت نہر دان کی بالکل مجھکو نہین ضرورت

ہان ! شاہد چمن کی بیشک گران ہی فرقت | وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت

آباد جسکے دم سے تھا - میرا آشیانہ

وہ گل کہ زندگی ہی دل مین ہی یاد اُس کی | سامان دل لگی ہی - دل مین ہی یاد اُسکی

اُف دے رہی ہی دلمین چرکے سے یاد اُسکی | تڑپا رہی ہے مجھکو رہ رہ کے یاد اُسکی

تقدیر مین لکھا تھا پنجرے کا آب و دانہ

اس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤن | ڈر ہے یہین قفس مین - مین گھٹ کے مرنجاؤن

کیا پوچھتا ہی ہمدم مین کیون کراہتا ہون | مشق الم - ستم کا تودہ بنا ہوا ہون

اہل وطن کی فرقت مین جی سے جارہا ہون | کیا بدنصیب ہون مین - گھر کو ترس رہا ہون

ساتھی تو ہین وطن مین مین قید مین پڑا ہون

آئی بہار - کلیان پھولونکی ہنس رہی ہین | عطر سرور مین وہ گویا کہ بس رہی ہین

کیا ننھی ننھی بوندین - چھم چھم برس رہی ہین | پر اپنی آرزوئین وقف قفس رہی ہین

مین اس اندھیرے گھر مین قسمت کو رو رہا ہون

سب ہم صفیر اپنے سیرین اڑا رہے ہین | کچھ آرہے ہین واپس کچھ اُڑتے جارہے ہین

کچھ پی رہے ہین پانی - کچھ دانہ کھارہے ہین | باغوں مین بسنے والے خوشیان منارہے ہین

مین دل جلا اکیلا دکھ مین کراہتا ہون

آتی نہین صدائین اُنکی میرے قفس مین | ہوتی مری رہائی ای کاش میرے بس مین

ارمان ہی یہ جی مین اُڑکر چمن کو جاؤن | اہل وطن کو دیکھون سب کو گلے لگاؤن

آزادی قفس کا قصہ اُنھین سناؤن | روؤن خوشی سے خود بھی اورونکو بھی رلاؤن

ٹہنی پہ گل کی بیٹھون آزاد ہو کے گاؤن

دُکھ دے رہا ہی دل کو اس قید کا اندھیرا | اے شمع حریت تو آزاد اس سے کر جا

اڑتا پھرون چمن مین بے روک ٹوک ہر جا | بیری کی شاخ پر ہو - ویسا ہی پھر بسیرا

اس اُجڑے گھونسلے کو پھر جا کے مین بسا دون

کہتے ہین لوگ یون تو - چارہ نہین قضا سے
جاگے ہماری قسمت - پر ہی دعا خدا سے
سیر بن ہون پھر چمن کی - باتین ہون پھر اسی
چگتا پھرون چمن مین دانے ذرا ذرا سے

ساتھی جو ہین بچھڑ گئے اُنسے ملون ملاؤن

پھر دن پھرین ہمارے - پھر سیر ہو وطن کی		اُڑتے پھرین خوشی سے - کھائین ہوا چمن کی

تن من جلا چکا ہون اب مجھ مین کیا رہا ہی
مدت سے میرے دل کو سودا سا ہو گیا ہی
سچ قول ہی کسی کا - غم بھی بُری بلا ہے
جب سے چمن چھٹا ہی - یہ حال ہو گیا ہی

دل غم کو کھا رہا ہی غم دل کو کھا رہا ہی

کیا جانین یہ مصائب آزاد سہنے والے
کچھ ہی کہا کرین یون - کہنے کو کہنے والے
ہان جانتے ہین دل کی کچھ رنج سہنے والے
گانا اسے سمجھ کر خوش ہون نہ سننے والے

دُکھے ہوے دلون کی فریاد یہ صدا ہی

زندہ رہا ہون - اب تک امید کے سہارے
گر ہو رہائی اپنی - پھر دن پھرین ہمارے
پھر قافلہ غمون کا دل سے مرے سدھارے
آزاد غم سے رہکر جیسے ہون دن گذارے

اُس کو بھلا خبر کیا - یہ قید کیا بلا ہے

آزاد مجھکو کر دے او قید کرنے والے		مین بے زبان ہون قیدی تو چھوڑ کر دعا لے

پیمانِ وفا نکر فراموش
اے حسرت بیقرار خاموش
دیوانۂ حسن پاک دامان
ہی پردۂ دل مین عشق روپوش
اس عشوۂ نازنین کے جلوے
ہین دشمن عقل مصلحت کوش
پوشیدہ سکونِ یاس مین ہے
اک محشر اضطراب خاموش

آزاد ہی قید مین بھی حسرت
ہم دل شدگان خود فراموش

بر زندان قید فرنگ
فضل الحسن حسرت موہانی

لائٹ آف حرم

منشی نادر علی خان صاحب نادر کاکوروی نے انگلستان کے جادو بیان شاعر مسٹر ٹامس
مور کی مشہور و معروف مثنوی لالہ رُخ کے ایک حصہ Light of the Haram
کا اردو نظم مین ترجمہ موسوم بہ لائٹ آف حرم نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہی۔ حضرت
نادر کی شیوا بیانی پبلک پر اچھی طرح روشن ہے اور اُن کے لئے کوئی ضرورت تعریفی الفاظ
کی نہین ہی انگریزی نظم کو اردو نظم مین ترجمہ کرنے۔ اجنبی تشبیہات اور غیر مانوس خیالات کو
مانوس رنگ مین رنگنے اور قافیہ ردیف کی پابندیون کے باوجود روانی سخن اور زور قلم
کو قایم رکھنے کی دقتین ایسی ہین جنکا آسان کرلینا حضرت نادر ہی کا کام تھا۔ قصہ کا
مختصر پلاٹ یہ ہی کہ جہانگیر بادشاہ نے کشمیر مین ایک میلہ دعوت گل کے نام سے بہت
دھوم دھام سے کیا اور اس سامان تفریح مین نورجہان کی ایک گستاخانہ حرکت پر برہم ہوکر
اُسکو شہر بدر کردیا۔ ایک شب کی مفارقت کے بعد دوسری رات کو دونون مین صفائی
ہوگئی۔ بس یہ پلاٹ ہی جسکو شاعر کے زور قلم نے بڑھا کر آٹھ نو سو شعرونکی اچھی خاصی
مثنوی کردی ہی۔ چند اشعار جو نذر ناظرین کئے جاتے ہین اُس موقع کے اشعار ہین
جب نورجہان معتوب اور راندۂ بارگاہ ہوکر ایک جنگل مین شب باش ہوئی ہی۔ ملاحظہ
کیجئے۔ بس اسی روانی اور بیساختگی کے ساتھ یہ مثنوی ختم کیگئی ہی۔ کون کہہ سکتا ہی کہ کسی
انگریزی نظم کا ترجمہ ہی۔ ہمکو امید ہی کہ حضرت نادر کل لالہ رُخ کے ترجمہ کی کوشش
کرکے ملک اور ملکی زبان پر احسان کرینگے۔

اڈیٹر

اب نور محل کو چلکے دیکھو | اس دعوت سے نکلکے دیکھو
اس دعوت مین بھلا کہان وہ | کہسار مین ہوگی بیگمان وہ
کوسون دور اور منزلون دور | پھرتی ہوگی کہین وہ مغرور

آہا جنگل کی اک کٹی مین | غربت مین اور بیکسی مین
افکار تازہ ہے ہم آغوش | بیٹھی ہی سر جھکائے خاموش
پھولون کا دہی دئے ہی تاج | سر پر تاج اور آپ بے تاج

ابتک وہی ہار ہین گلے مین لیکن بیکار ہے گلے مین
دکھلائیگی تو بہار کس کو اب آئیگا تجھپہ پیار کس کو
اب دیکھنے تجکو آئیگا کون اب تجھکو گلے لگائیگا کون
یہ سوچکے اور بسور کر منھ کہنے لگی وہ ممونا سے ـ اوننہ
کوئی نہ ہو مجھکو غم نہین ہے صحرا ہی مجھکو کم نہین ہے
تالابون کے آئینے تو ہین یان منہ دیکھنے کیلیے تو ہین یان
ہان پھولون کی ہار بنا دونگی اور بوٹے [illegible] سے دیئے بھر دونگی
اب روکنے والا تجکو ہے کون یان ٹوکنے والا مجھکو ہے کون
اب مجھکو کسی سے اسکے کیا محلات مین کیا ہے اور تھا کیا
محلات مین کیون رہونگی اب مین جنگل جنگل پھرونگی اب مین
پھر سوچکے اشک بھر کے کیا کیا [illegible] اور گلے سے وہ ہار
کھینچا توڑا مروڑا ڈالا [illegible] دل کے زمین پہ دور پھینکا
اور خوب ہی پھوٹ پھوٹ روئی زانو کو کوٹ کوٹ روئی
جنگل مین جلیس اور تھا کون ڈھارس دیتا اسے بھلا کون
اک اسکی دایہ تھی ممونا فتنہ کی حشر کی نمونہ
دنیا اسوقت کیا کوئی ساتھ بس اک نکل آئی تھی وہی ساتھ
ہرچند کہ تھا بہت سن و سال لیکن اچھے قوی تھے تا حال
پانی تھی کچھ ایسی اسنے کاٹھی بوڑھی ڈھڈ ہوتی پھر بھی ٹانٹھی
اسوقت کی سن رسیدہ بڈھے سب تھے بالاتفاق کہتے
یاد اسکی ہمین نہین جوانی دیکھا کیے ہین ہم اسکو یونہی
پر فکر تھی اور عاقلہ تھی جادوگرنی تھی اور ساحرہ تھی

بلقیس کا وہ عظیم منتر جسکا سکہ ہے دیو جن پر
وہ اسم اعظم سلیمان وہ نقش خاتم سلیمان
جسکے سب یہ ہین موکل ان سب کی تھی ممونا عامل
کرلیتی تھی اک دم مین تسخیر کیا کلوا بیر ـ کیا مہابیر
ارواح مین پاک اور ناپاک بھوت اور پچھل پائیان غضبناک
لکھ لکھ کر گنڈے اور فلیتے پھونکے دفنائے اور کیلے
رکھتی نہ تھی بھوت کا نشان وہ کردیتی تھی آخ چھو جہان وہ
صدقے ٹوٹکے نظر گذر کے جادو منتر جہان بھر کے
علوی سفلی تھے سب اسے یاد ان باتون مین تھی غرض وہ استاد
جنات کو جب وہ کرتی تھی رام تو یہ کون ایسا تھا بڑا کام

اک اسکی نگہ کی تھی یہ تاثیر	تھی نورمحل وہی وہی جہانگیر

یعنی پچھلے پہر اسی رات وہ راندۂ بادشاہی محلات
بیٹھی تھی اداس کئی مین خاموش اور منفعل و [illegible] دوش
چپ بیٹھی تھی ممونا بھی اور کرتی تھی اس انقلاب پر غور
آتے تھے تند تیز جھونکے جب جھنجھریدار کھڑکیون سے
دل ہوتا تھا باغ باغ کیسا جاتا تھا مہک دماغ کیسا
وہ پھول گلاب و یاسمن کے نسرین کے اور نسترن کے
سوتے رہتے ہین جو کہ دن بھر اور اٹھتے ہین شام کو جو سو کر
اور وہ زرگل کی تھیلیان بند دن بھر کی اپنی مٹھیان بند
یعنی خوشبوؤن کے خزانے دیتے ہین کھول اک سرے سے
پھرتی ہے ہوا انھین اڑائے دنیا کی آنکھ سے بچائے
کس لطف کی لپٹین آرہی تھین جنت کی ہوائین آرہی تھین

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

نمبر ۳

عورتون مین اعلی تعلیم نے ایک قسم کی خودسری پیدا کردی ہو اور وہ مردون کی اطاعت و فرمانبرداری کو عیب سمجھتی ہین - اس طرح ایک فرقہ عورتون کا ایسا اُٹھ کھڑا ہوا ہی جو اپنی مدد آپ کرنا چاہتا ہو اور چونکہ وہ اس تمدن کے زمانہ مین جبکہ کسی فرد کی کامیابی کا ذریعہ اعلی تعلیم ہو ادنی کوشش سے ہی اپنی قوت اور مایحتاج کے حاصل کرنے مین کامیاب ہو جاتا ہی اسلیئے ایک وجہ ان دو وجوہات احتیاج مین سے جو عورت کو مردون کی طرف ہوتی ہو مردون سے متعلق نہین رہتی - رہگیا صرف تعلقات زن و شوی کا قیام تو اسکی حالت یہ ہو کہ عورتون مین اعلی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے جو خودستائی آجاتی ہو وہ اسقدر دلچسپ ہوتی ہو کہ اُسکے مقابلہ مین اُس لطف و راحت کی کچھ بھی وقعت نہین ہوتی جو کسی مرد کے دامن سے اپنا پلو باندھکر ایک عورت حاصل کرسکتی ہی کیونکہ چاہے مرد عورت کو دیبی فرض کرکے اُسکی پرستش ہی کیون نہ کرے لیکن بظاہر اس تعلق اور غلامی مین کوئی فرق نہین نظر آتا - ایسی عورتین اگر کبھی شادی بھی کرلیتی ہین تو آخری نتیجہ اُسکا بے لطفی ہوتا ہی - عورت کو مرد سے اور مرد کو عورت سے تنافر ہو جاتا ہی - یورپ کے سمجھدار مرد اس قسم کی عورت کو ناپسند کرتے ہین اور اُنکے یہان ایسی عورت نان سکسڈ (غیر جنس) کا لقب حاصل کرتی ہی - کیونکہ اسمین وہ فطری صفات جو عورت کے جوہر ہین نہین باقی رہتے - جون جون تمدن ترقی کرتا ہی عورتون کی حد و منزلت مردون کی

نگاہ مین زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ عورت اس نکتہ کو نہین سمجھتی اور اپنی خودستائی کے دھوکے مین اکثر حقیقی لذت کو کھو بیٹھتی ہے۔

اگر زمانۂ جاہلیت پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین عورتون کی حالت لونڈیون سے کچھ ہی بہتر ہوتی تھی۔ مگر متمدن اقوام مین یہ حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ گو اس امر سے انکار نہین ہو سکتا کہ ابتک عورتین بعض حیثیتون سے مردون کے مظالم و بے انصافی کا شکار ہین۔ تاہم بجز اُن ممالک کے جہان صنعت و حرفت کی ترقّی نے اجرت پیشہ عورتون کی جماعت کو ترقی تا تنزل کی راہ پر لگا دیا ہے ہر جگہ عورتون سے محنت و مشقت کے کام نکال لینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور کسی حالت مین بھی وہ سخت محنت کرنے پر مجبور نہین کیجاتی ہین مرد عورت کے ساتھ محبت کا اظہار کرتا ہے اور اُسکی عزت کرتا ہے۔ وہ حد درجہ کی محنت کرتا اور بڑی مشقت سے روپیہ پیدا کرتا ہے۔ کیون! صرف اس لئے کہ وہ آسایش و راحت خانگی الفت اور اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل کرنیکی غرض سے اپنا جوڑا تلاش کرے عورت مرد کو اپنا محافظ خیال کرتی ہے اور کیسا محافظ جو اپنی انتہائی خوشی صرف اس امر کو خیال کرتا ہے کہ وہ عورت کے لئے ہر طرح کی دلچسپی کے سامان مہیا کرسکے اور اُسکے گرد و پیش ہر طرح کی دلبستگی کے اشیا جمع کردے جس سے عورت کی زندگی نہایت درجہ خوشگوار ہو جائے اور عیش و عشرت مین کٹے۔ اس مین شبہ نہین کہ اس قسم کے سامان عیش و عشرت ہمیشہ امرا اور خوشحال لوگ مہیا کرتے ہین کیونکہ وہ ایسا کرسکتے ہین مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ غربا جو کم استطاعت ہونیکی وجہ سے اس قسم کے سامان نہین مہیا کرسکتے یہ چاہتے ہی نہین کہ اُنکی بیبیان عیش مین بسر کرین ۔ نہین اُنمین بھی اس قسم کی خواہش موجود ہوتی ہے اور ہر سمجھدار مرد اس کو اپنا منتہاے حوصلہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی بیوی بچون کو خوش رکھے اور تنازع للبقا

کی تکالیف و مصائب سے جہان تک ممکن ہو اُن کو سبکدوش کرے۔ اس امر سے
تو انکار نہین کیا جا سکتا ہی کہ اب بھی بہت سے ظالم مرد ہین جو عورتون کو طرح
طرح کے مصائب مین گرفتار کرنا اپنی مسرت کا باعث خیال کرتے ہین لیکن اس سے
یہ نہین لازم آتا کہ عورت جو ایک مختصر سی حکومت کی فرمانروا ہی اور جسکا با جگذار
اُسکا شوہر اور جسکی لونڈیان محبت و عزت ہون اس حکمرانی سے محروم کر دی جائے
اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا مردون کی حالت نے زیادہ ترقی
کی ہی یا عورتون نے تمدن کے ثمرات سے مردون کی بہ نسبت زیادہ نفع اُٹھایا ہی؟
واقعات پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عورتین ہی تمدن سے زیادہ فوائد حاصل
کر رہی ہین۔ قدیم زمانہ مین عورتین سخت محنت کرتی تھین موجودہ حالت مین ہر خاندان
کی مالی حالت کے لحاظ سے عورتون کی محنت مین کمی ہوتی جاتی ہی تمدن کی ترقی
و تنازع للبقا کی صعوبتون کے ساتھ ساتھ مردون کو بہ نسبت پہلے کے زیادہ
مشقت کرنا پڑتی ہی کیونکہ ہمکو صاف نظر آتا ہی کہ مردون مین معذورین کی تعداد
دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہی جو اس بات کی دلیل ہی کہ وہ اپنی طاقت درسائی
سے زیادہ محنت کرتے ہین۔ مختصر یہ ہی کہ عورت اپنی گذشتہ حالت کی بہ نسبت
موجودہ حالت مین بہت زیادہ خوش و خرم ہی۔
ان واقعات سے طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ عورت اگرچہ مردون کی مشقت کے
مقابلہ مین کچھ بھی محنت نہین کرتی مگر تمدن کے اثرات سے سب سے زیادہ فیضیاب
ہوتی ہی یہ امر اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتا ہی کہ عورت کا تنازع للبقا کی جد و جہد مین
حصہ لینا کسقدر غیر مدلل و بے بنیاد ہی۔ فطرت کا بڑا مقصد قوائی فطری مین
اقتصاد قائم رکھنا ہی اس بنا پر یہ کسقدر لغو و مہمل بات ہوگی کہ جو مقصد بغیر کسی محنت کے
حاصل ہو سکے اُسمین خواہ مخواہ قوائے انسانی صرف کیے جا ئین۔

اسوقت تک تو ہمنے عام معاشرتی حیثیت سے بحث کی ہی کہ عورت کو معاشرت مین کیا مرتبہ حاصل کرنا چاہیئے - مگر اب ہم آجکل کے معرکتہ الآرا موضوع پر بحث کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ آیا عورت کو پالیٹکس (سیاست) مین دخل دینا چاہیئے یا نہین میری رائے مین کوئی سیاسی مسئلہ ہو اُسکو عورت سے کچھ بھی متعلق نہ ہونا چاہیے بلکہ آجکل کا مسئلہ "مشقت نسوان" اس قابل ہی نہین کہ پبلک اسطرف متوجہ ہو - کیونکہ عورتون کی پالیٹکس (امور سیاسی) مین مداخلت بالکل ہی غیر مفید ہی - یہ ایک ایسا ہتیار ہی جسکی عورت کو مطلق ضرورت ہی نہین -

موجودہ نظام سلطنت دراصل نتیجہ ہی گذشتہ فوجی نظام کا - اگلے زمانہ مین ایک ہی شخص فوجی سردار سلطنت کا حکمران اور صدر عدالت ہوتا تھا - وزیر و بہادر سپہ سالار مین شخصیت کا امتیاز نتھا ایک ہی شخص یہ دونون خدمات انجام دیتا تھا - حکومت کا مقصد اعلیٰ محض فوجی طاقت کو ترقی دینا تھا اس دور مین جبکہ معاشرت انسانی مین ترقی ہوئی ہی عورت جسکو قومی محافظت و مدافعت سے مطلق کسیطرح کا تعلق نہین ہی کیونکر امور سیاسی مین بحیثیت ایک ممبر کے کام کرسکتی ہے

موجودہ زمانہ مین پالیٹکس (سیاست) فینانس (مال) اور علم الاقتصاد کا جزو ہے مگر ان امور سے عورتون کا تعلق بالکل ہی برائے نام ہی کیا ایک تجارت پیشہ شخص کی عورت نمایندون کے انتخاب یا اپنے شوہر کی جماعت کے حقوق کی حفاظت مین کچھ بھی دلچسپی لیتی ہی ؟ علاوہ بدین ہم مسئلہ "مشقت نسوان" کی ضرورت کو اسوقت آسانی سے تسلیم کرلیتے جب ہمکو یہ معلوم ہوتا کہ اصناف کے حقوق مین کچھ امتیاز ہی اور ایک دوسرے کے حقوق بالکل یا کچھ علٰحدہ ہین مگر جبکہ عورت کے حقوق اُسکے خاندان کے حقوق سے بالکل متحد ہین اور ان حقوق کی حفاظت مرد اچھی طرح کرتے ہین تو یہ کون عقلمندانہ حرکت ہی کہ عورتون کو جن کی زندگی

ایسے خونخوار میدان مین لا کر کھڑا کر دیا جائے۔

ممکن ہو کہ یہ کہا جاے کہ عورتون کے خاص حقوق ہین جو مردون سے علحدہ ہین لیکن چونکہ مقنن مرد ہین اسلیئے اُنھون نے ان حقوق کو نظر انداز کر دیا اور جس قسم کے قوانین اُنھون نے بنائے وہ محض مردون کے فوائد ملحوظ رکھکر بنائے گئے مگر یہ بالکل حماقت کا خیال ہو کہ موجودہ قوانین پر عورتون کی سوشل منزلتہ بالکل منحصر ہی۔ کیونکہ سوشل منزلتہ نتیجہ ہو محض عادات و مراسم کا۔ کوئی قانون کتنا ہی جامع ہو لیکن اگر وہ قومی عادات و مراسم سے مخالف ہو تو وہ قانون کبھی بھی کار آمد نہین ہو سکتا۔ فرض کرو کہ ایک وحشی قوم مین جہان عورتون کی حالت بالکل لونڈیون کی سی ہو کوئی بادشاہ مساوات حقوق کا حکم جاری کرے تو کیا یہ امید کیجا سکتی ہو کہ یہ قانون جاری ہو گا۔ اور ایسے قانون کا کوئی اثر ہو گا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ جب کوئی قوم تمدن مین ترقی کرتی ہو تو اس ترقی کا اثر عورتون کے عادات و مراسم پر نہایت اچھا پڑتا ہی اور خود مرد اپنی بیوی کی حالت کو ترقی دینے کی غرض سے ہر طرح کی کوشش کرتا ہو جسمین عورت کا حصہ مطلقاً نہین ہوتا۔ سوچو اور غور کرو کہ عورت کے تنازع للبقا مین مداخلت کرنے سے کوئی نتیجہ نکل سکتا ہی جبکہ مرد خود اُسکی ہر طرح کی مدد کو طیار ہی۔

× × × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

ذہین طباع اور غیر معمولی قابلیت کی عورتین بلاشبہہ اُسکی مستحق ہین کہ وہ مردون کی طرح محنت کرین۔ یہ بالکل ہی احمقانہ ظالمانہ و متعصبانہ حرکت ہوگی اگر وہ ایسے حقوق سے محروم رکھی جائین۔ اور محض اسلئے کہ وہ عورت ہین اُن کی کوششون کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن ہمارے قوانین مثل اور قوانین کے عام لوگون کی ہدایت کیلئے بنائے جاتے ہین اور جسطرح ہر کلیہ مین استثنا ہوتا ہو وہی حالت ان غیر معمولی قابلیت کی عورتون کی ہو یعنی وہ عام اصول معدومۃ الاجتہاد

سے مستثنیٰ ہین۔

ہر قسم کی مشقتین تکلیف دہ ہین۔ تمدن نام ہی مردون کی اس بہادرانہ کوشش کا جو وہ اپنے تئین ان مشقتون کے شکنجے سے نجات دینے کیلئے کرتا ہی یا کم سے کم اس بوجھ کو ہلکا کرنے کی سعی کرتا ہی۔ یہ قانون فطرت ہی کہ بنی نوع انسان کو اپنے مقاصد زندگی کے حاصل کرنے مین جسقدر کم قوت صرف ہوسکے کرنا چاہیئے اسلیئے کیا یہ امر خلاف قانون فطرت نہ ہوگا کہ انسان کی وہ صنف جو اپنی خوشی و راحت بغیر کسی محنت کے حاصل کرسکتی ہو اپنے تئین خواہ مخواہ زندگی کے اُن کشاکش اور جھگڑون مین مبتلا کرے جو کبھی بھی کم نہین ہوتے۔ یہ فعل اُسکا صرف اُسیکو نقصان نہین پہونچاتا ہی بلکہ اُسکے ماحول اور تمام معاشرتی اقتصاد کو نقصان رسان ثابت ہوگا۔

ضیاء الحسن علوی

نوٹ

ستمبر کے الناظر مین چند غلطیان ایسی رہگئی تھین جنکی صحت کردینا مناسب معلوم ہوتا ہی۔ معاونین الناظر اپنے اپنے رسالون مین صحت فرمالین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۳	جستجو ہی	جستجو سے
۲۳	۱۳	آفرین	آخرین
۲۴	۱	خدا نگر ہی	خدا نگر بھی
"	۶	خلیل	جلیل
"	۱۳	قصہ	قصد

ایک نہایت ہی ناقابل معافی غلطی یہ ہوگئی کہ خاتمہ پہ و نیز فہرست مضامین مین صاحب قصیدۂ کا تخلص بجائے فصیح کے احسان چھپ گیا۔

اڈیٹر

عزت اور عورت

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

جسطرح مختلف ملکون کی آب وہوا اور مختلف انسانون کی شکلون مین فرق ہوتا ہی اُسیطرح مختلف ملکون اور مختلف قومون کے رواجات اور رسوم مین بھی فرق ہی۔ صرف مذاہب یا امور مذہبی اور عقائد مین ہی فرق نہین ہوتا بلکہ روزمرہ امور اور طرز عمل مین بھی توحد اور یکسانیت نہین ہوتی۔ مذہبی امور یا عقائد مین جو فرق ہوتا ہی وہ ایک ایسا فرق ہے جسکی وجہ اور علت اگرچہ بعض رسمین اور بعض توہمات بھی ہوتے ہین لیکن پھر بھی اونکے باہم مقابلہ کرتے وقت کچھ نہ کچھ پیچ یا ضد پائی جاتی ہی۔ یہ جدا بات ہی کہ کوئی شخص ایک خاص تحقیقات کے بعد کسی دوسرے مذہب کی بعض باتون کا اعتراف کرے اور اُنھین اختیار کرکے اپنے سابقہ اعتقادات سے روگردان ہو یا اُنکی تاویل کرکے اپنے عقائد کی اُن سے تطبیق کرے۔

ہر شایستہ قوم مین خدا کی تقدیس اور تعظیم کی جاتی ہی یا یہ کہ جسقدر مذہبی قومین ہین اُن سب مین خدا پرستی اور خدا کی تقدیس کسی نہ کسی حد تک کی جاتی ہی۔ گو خدا پرستی اور خدائی تقدیس کے طریقون مین گونہ یا کچھ نہ کچھ فرق ہو لیکن خدا پرستی مین عموماً کچھ فرق نہین ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ دنیا کی کل قومین خدا پرست ہین اور اندرونی تفریقات کا ذکر نہ کیا جاوے تو بادی السماعت مین یہی کہنا پڑے گا کہ جتنی قومین خدا پرست ہین اون مین کوئی فرق نہین ہی۔ یا نہ ہونا چاہیے لیکن جب ذرا تفصیل کی جائے گی تو یہ بات حیران کرنے والی سنائی دے گی کہ باوجود ایک فرض مشترک کے بھی اس خدا پرستی مین ہزارون مناقشتین اور اختلافات ہین اور یہی مناقشتین اور اختلافات صدہا بکھیڑون اور فسادون کے موجب ثابت ہوتے ہین اور ان کی بدولت دنیا مین اکثر اوقات

خوفناک کہرام مچتا رہا ہی۔ لیکن باین ہمہ یہ ہمیشہ کہا جاے گا کہ جن جن قومون مین خدا پرستی کا ولولہ یا خیال پایا جاتا ہی وہ سب خدا پرست ہین۔ بے شک یہ کہا جائیگا کہ خدا پرستی کے طریقون مین فرق ہی لیکن یہ نہین کہا جائے گا کہ خدا پرستی کا خیال ان قومون مین نہین پایا جاتا۔

اسی قسم کی اور چند باتین بھی اس نظر کی تائید مین پیش کیجا سکتی ہین۔ مرد اور عورت کے رشتہ یا تعلقات کی نسبت بھی یہی نظر پیش کرنا کوئی جلد بازی نہ ہوگی۔ عورت اور مرد کے تعلقات یا رشتہ کی نسبت ہمیشہ سے سوشل (معاشرتی) یا مذہبی یا قانونی رنگ مین بحث رہی ہی۔ اگر ہم غور سے مختلف مذہبون کی کتابون کا مطالعہ کرین گے تو ہمین یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگرچہ اسبارہ یا ایسی بحث مین سب مذہبون کی غرض مشترک ایک ہو لیکن اون کے خیالات یا احکام مین کسی نہ کسی حد تک فرق ضرور پایا جاتا ہی۔ سوشل رسوم کے اعتبار سے عموماً فرق موجود ہی۔ مذہب کے احکام یا عقائد الگ رکھکر ہم باعتبار عام خیالات کے یہ دکھانا چاہتے ہین کہ عورتون اور مردون کے تعلقات و رشتہ یا عزت و وقر اور محبت و نفرت کی نسبت کہان تک اور کس رنگ کی مختلف قومون کے خیالات مین ہی۔ ہم اس بحث مین سب قومون یا سب ملکون کی نسبت جداگانہ بحث نہین کرین گے صرف یوروپ اور ایشیاکی قومون سے بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل بعض گروہون مین یہ بحث دلچسپی سے کی یا سُنی جاتی ہی کہ یوروپ مین عورتون کی عزت و احترام کا جو معیار ملحوظ رکھا گیا یا رکھا جاتا ہی وہ ایک نہایت اعلیٰ معیار ہی اور ایشیا کا معیار اُس سے کہین کم یا قابل اصلاح ہی۔ بہت سے سے لوگ اس بحث مین یوروپ کی طرفداری کرتے ہین اور بہت سے ایشیائی پہلو لیتے ہین اس بحث مین زیادہ ہٹ دھرمی یا ضد کی کوئی ضرورت نہین ہی کیونکہ

اگر یہ مان لیا جائے کہ ایک ملک یا ایک قوم کے رواجات اور رسمین بھی کوئی اثر یا کوئی وقر رکھتی ہین تو پھر زبان اعتراض کسی حد تک بند کرنا پڑتی ہی۔ ایسے امور کے متعلق ہمیشہ تین امور زیر بحث رہتے ہین۔

(الف) رواج

(ب) رسم

(ج) طریق آداب

بے شک یہ کہا جائیگا کہ بعض رواجات اور بعض رسمین اپنی ذات مین کوئی خوبی اور کوئی فائدہ نہین رکھتی ہین لیکن جب تک وہ رسم اور وہ رواج چھوڑ نہ دیا جائے تب تک اُسپر محض یہ اعتراض کیا جاسکتا ہی کہ وہ رسم یا رواج خراب ہی۔ اسی طرح طریق آداب کی نسبت بھی خیال کیا جاسکتا ہی۔

ایشیا کی طرح یوروپ کے ملک یا یوروپ کی قومون مین مردون اور عورتون کے احترام اور اعزاز کی نسبت بھی بعض ایسی رسمین یا ایسی باتین پائی جاتی ہین کہ جو بادی النظر مین اپنی ذات مین کوئی خوبی یا فائدہ نہین رکھتی ہین۔ اسی طرح خطۂ ایشیا مین بھی چند ایسی باتین یا طریق عمل ہون گے۔ جو ایک یوروپین نگاہ مین کوئی خوبی یا کوئی وقعت نہ رکھتے ہون۔ اس وقت بڑی بحث یہ ہی کہ ہندوستان یا ایشیا مین عورت کی کوئی قدر یا منزلت نہین ہی اور یوروپ مین مردون کی نگاہون مین عورتون کی خاص عزت یا خاص احترام ہی۔

میری راے مین اگر یہ کہا جاتا کہ ایشیا یا ہندوستان مین عورتون کے احترام یا اعزاز کا کچھ اور طریقہ ہے اور یوروپ مین کچھ اور ہی یا یہ کہ واقعتاً کچھ کچھ قابل لحاظ فرق بھی پایا جاتا ہی تو شاید کسی حد تک درست ہوتا۔ الزام دینے کے لیے سب صورتون اور سب عملیات کو بُرے پہلو سے دیکھنا یا بُرے معنون مین لینا ایک محققانہ

مسامحت ہے۔

بعض دفعہ یہ بات بھی غلطی مین ڈالتی ہی کہ لوگ بعض وقت یہ سوچتے ہین کہ صرف عورتون ہی کا یہ کام ہی کہ مردون کی عزت کرین اور اسی طرح بعض وقت یہ بھی کہا جاتا ہی کہ صرف مردون ہی کا یہ فرض ہی کہ وہ عورتون کی عزت اور احترام مین کامل ثابت ہون یہ دونون قسم کی غلط فہمیان کیون پیدا ہوتی ہین صرف اسواسطے کہ بعض لوگ مردون اور عورتون کی حیثیت اور درجون یا کامون مین فرق نہین کرتے یا نہین کرسکتے۔

اگر ہم سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا عورتون اور مردون کا کامون اور فرایض کے اعتبارات سے ایک ہی درجہ ہی تو شاید ہم دنیا کی دوسری درجہ بندیون کے اعتبار سے یہ کہنے پر مجبور رہون گے کہ ان دونون قسم کی مخلوق کی درجہ بندیون مین کتنا فرق ہی۔ جب ہم یہ فرق تسلیم کرتے ہین تو کوئی وجہ نہین کہ اونکی وقعت احترام اور طریق آداب مین کوئی فرق نہ کرین۔

دونون قومون کے طریق عملیات کے مقابلہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ۔(۱) یورپ مین عورت کی عزت اور احترام یا اقتدار اس لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہی کہ وہ بھی مرد کے بالمقابل ایک درجہ اور ایک حق رکھتی ہی۔ جسطرح مرد عورت کا مددگار اور داہنا بازو ہی اسی طرح عورت بھی تمدنی منازل مین مددگار ہی دونون کی شرکت موجب برکت ہی اور ایک کے بغیر دوسرا نہین چل سکتا(۲) ایشیائی ملکون مین ان مراتب کے علاوہ عورت کو ایک قیمتی۔ بے بہا۔ نازک مخلوق بھی تسلیم کیا گیا ہی اس زائد حاشیہ سے دونون ملکون یا دونون قومون کے طریق احترام مین ضروری تھا کہ کچھ نہ کچھ فرق ہو جائے۔

ایک یورپین جنٹلمین ایک لیڈی کا ہاتھ چومتا۔ یا اسے بوسہ دیتا یا اس سے

ہاتھ ملاتا ہی اس غرض سے کہ اسکی نظرون مین اُسکی عزت اور اُس کا احترام واجبی ہے
اُسکے مقابلہ مین ایک ایشیائی شریف آدمی جب ایک اجنبی عورت دیکھتا ہی تو نیچی
نظرین کرکے گذر جاتا ہی اور اُس سے ہاتھ ملانا اوسکو بوسہ دینا اُسکے واجبی اور
قیمتی احترام مین دست اندازی کرنا سمجھتا ہی۔

ایک یوروپین جنٹلمین ایک لیڈی کو کمر مین ہاتھ ڈالکرے جاتا یا گاڑی
پر سوار کرا دینا ایک احترامی عمل سمجھتا ہی لیکن ایک شریف ہندوستانی ایسا کرنا اور
ایک لیڈی کی کمر کو ہاتھ لگانا لیڈی کی ہتک خیال کرتا ہی۔ پہلا شریف یہ سمجھتا ہی کہ
اسطرح لیڈی کی امداد کرنا اُسکی عزت افزائی ہی دوسرا یہ سوچتا ہی کہ جب لیڈی
کی عزت اسقدر بالاتر اور اعلیٰ ہی کہ اُسے کسی غیر مرد کا ہاتھ چھو تک نہین سکتا
تو اُسکے لئے اسطرح اُسکی کمر کو ہاتھ لگانا جائز نہین ہو سکتا۔

ایک یوروپین جنٹلمین لیڈی سے کھلے بندون نظرین نظر ملا کر بات
کرنا اُسکی عزت خیال کرتا ہی لیکن ایک ہندوستانی یا ایشیائی غیرت کی صورت
مین ایسا کرنا لیڈی کے حضور مین اپنی گستاخی تصور کرتا ہی۔

یوروپ مین عورت ایک ایسی مخلوق ہی جو مردون کی طرح ہر میدان مین
پوری اُتر سکتی ہی اور مردون کی عزت اور اُسکی عزت مین کوئی تمیز نہین کیجاتی
لیکن ایشیا والون کی نظرون مین عورت دیویون کی طرح مقدس اور پھول کی
طرح نازک اور لطیف ہی اور اُسکی عزت اور احترام بہ حیثیت ایک عورت کے
مردون سے کہین زیادہ اور قیمتی یا نازک ہی۔ اُن کے نزدیک ایک غیر عورت
کو ہاتھ لگانا ایک مقدس دیوی کی بے آبروئی کرنا ہی یا ایک ایسے پھول کا سونگھنا
ہے جسکو وہ سونگھ نہین سکتا۔ ایشیائی نظرون مین عورت کی عزت عورت کا
احترام دنیا کی کل عزتون اور کل احترامات سے بڑھا ہوا ہی کسی غیر مرد کا ہاتھ

یہ حق نہین رکھتا کہ کسی غیر عورت کو چھوے اور اُس سے مس کرے ۔ عورت کے واسطے سب سے اعلیٰ اور قیمتی زیور عصمت تجویز کیا گیا ہی ۔ اور یہ شرط لگا دی گئی ہی کہ جسطرح ایک پھول دوسرے کے ہاتھ مین جا کر اپنی لطافت اور اپنی نزاکت کھو بیٹھتا ہی اسی طرح کسی عورت کا غیر مرد سے مس کرنا اُسکے احترام اور اُسکی عزت مین فرق لاتا ہی ۔

جو شخص ایک لیڈی کے ساتھ کہلے بندون گفتگو کرتا اور نظر سے نظر ملاتا ہی وہ بمقابلہ اُس ایشیائی شریف کے کچھ اور درجہ رکھتا ہی جو غیر عورت کو اُسکے احترام کی خاطر نظر بھر کر بھی نہین دیکھتا ۔ جسطرح ایک بادشاہ اور ایک ملکۂ مقتدر کے سامنے رعایا کے لوگ اور نوکر چاکر نظر نہین اُٹھا سکتے اسی طرح ایشیائی قانون احترام کے موافق کوئی غیر مرد غیر عورت سے نظر تک نہین ملا سکتا یہ ایک حد درجہ کا واجبی احترام ہی ۔

اب ان دونون احترامات اور طریق اعزاز مین فرق کرنا مبصرین کا کام ہی ۔ دیکھنا یہ ہی کہ صحیح پیمانہ پر کسکا عمل ہی اور کون سا عمل بعض لغزشون سے محفوظ رکھ سکتا ہی اور کون سا عمل بعض لغزشون مین بآسانی ڈال سکتا ہی ۔ غرض دونون کی تقریبًا ایک ہی ہی ۔ یوروپین اپنے رنگ مین عورت کی عزت کرتے ہین اور ایشیائی اپنے رنگ مین ۔ ایک قانون یوروپین ہی اور دوسرا ایشیائی ۔ یہ جدا بات ہی کہ ان دونون قوانین پر عمل کون کون کرتا ہی اور کون سی قوم اپنے اپنے قانون کی زیادہ عزت کرتی ہی ۔ لیکن دونون قومون نے عمل کرنے کیواسطے جو جو قانون پیش کیا ہی وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہی۔ اور باوجود ایک قدر مشترک ہونے کے دونون مین عملًا امتیاز پایا جاتا ہی ۔

اس سے یہ بحث کسی حد تک ختم کیجا سکتی ہی کہ ایشیائی نظرون مین عورت

کی کیسی عزت اور کیسا احترام ہی اور اُسکی وقعت اور قیمت کیا ہی اور یوروپین نگاہون مین عورت کی عزت اور احترام کس حد تک ہی اور یہ بھی بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہی کہ ان دونون قوانین مین سے وہ کون سا قانون ہی جو زیادہ تر محفوظ ہی اور جس مین اُلجھنون کا کم اندیشہ ہی۔

تنگ آمدم از جنون نمیدانم
زنجیر بگردنِ کہ اندازم

سلطان احمد۔ جالندھر پنجاب

تاریخ تمدن

بکلس ہسٹری آف سولیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اُردو مرحوم منشی محمد احد علی صاحب بی۔اے ایل ایل بی کی بے نظیر قابلیت کا نمونہ۔

کاغذ اعلیٰ درجہ کا چکنا اور مجلد فی نسخہ عہ۸ر
کاغذ اوسط درجہ کا اور مجلد 〃 عہ۴ر } محصولڈاک ویلو ذمہ خریدار
غیر مجلد 〃 عہ ر

مقامات ذیل سے کتاب ذریعہ دیلیو یا نقد قیمت پر ملسکتی ہی:۔
شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ۔ دفتر رسالہ الناظر لکھنؤ۔

سالومن کمپنی کا مجرب عرق دافع ملیریا

ہر قسم کے تپ ولرزہ دتحال وجگر کی بیماریون مین اکسیر کا کام کرتا ہی۔
قیمت فی شیشی عہ ر
سالومن کمپنی انگریزی دوا خانہ
امین آباد لکھنؤ

خبرین

پتھر کا کوئلہ

ممالک متمدنہ یورپ و امریکہ نے اسی کوئلہ سے بیحد فائدہ اٹھایا ہی-ہندوستان کے لوگ بھی اگر چاہین تو بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہین ابھی تک اس کوئلہ سے انجنون ہی مین زیادہ تر کام لیا جاتا ہی لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ اگر عام طور پر انگیٹھیون مین اور کھانا پکانے مین اسی کا استعمال کیا جاے تو نہایت کفایت رہے گی- اور صرف یہی نہین کہ اس کوئلہ کے استعمال سے بچت ہوگی بلکہ اس طریقہ سے بھی ملک کو فائدہ ہوگا کہ جو لکڑی اسوقت جلائی جاتی ہی وہ جب بچ جلیگی تو جنگلات اور دیہات کے درختون کی قیمت فائدہ مین رہیگی- کھاد کیلئے گوبر مہیا ہو سکیگا اگر اوپلون کا جلانا متروک ہو گیا- اور یہ ملک کی عام پیداوار کے واسطے نہایت مفید ہوگا- اور اس کوئلہ کی تجارت کو فروغ ہونے سے جو عام فوائد اہل ملک کو ہون گے وہ مزید بران ہونگے کوئلہ کی کانون مین کام کرنے والون کی تعداد بڑھیگی- ریلوے کا کام بڑھیگا تو اسمین اور گنجایش نکلے گی- ادہر ادہر دیہات قصبات اور اضلاع وغیرہ مین کوئلہ پہونچانیکے لئے جو ذرائع اختیار کئے جاینگے انکی بدولت ایجنٹون تھیکدارون مزدورون وغیرہ کی بہت گنجایش نکلے گی غرضکہ ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہی- لیکن یہ کوئی آسان امر نہین ہی کہ سارے ہندوستان مین ایکدم سے کوئلہ کا رواج ہو جاے- پھر بھی اگر کوشش کیجاے اور لوگون کو اسکے فوائد بتاے جاین تو ایک حد تک کامیابی ممکن ہے- یہان لکھنؤ مین اور دوسرے بڑے بڑے شہرون مین- حلوائی- نانبائی- اور دوسرے لوگون نے اس کا استعمال شروع کر دیا ہی اور انکو اس سے بہت فائدہ پہونچتا ہی-

پتھر کے کوئلہ مین حرارت پیدا کرنیکا مادہ بمقابلہ لکڑی دوگنا ہی اور اگر عمدہ قسم کے چولھون سے کام لیا جاے تو چوگنی حرارت حاصل کیجا سکتی ہی- کوک اگر معمولی چولھے مین جلائی جاے تو وہ بھی دوگنی حرارت پہونچاتی ہی حالانکہ بلحاظ قیمت لکڑی سے ارزان ملتی ہی- اکثر لوگ یہ سمجھتے ہین کہ پتھر کے کوئلہ کو جلانے کیلئے خاص انتظام کی ضرورت ہوگی مگر درحقیقت نہایت معمولی سے لوہے کے چولھے سے کام لینے مین بھی فائدہ ہی- عمدہ چولھا ہو تو بیشک زیادہ فائدہ ہوتا ہی- ولایتی چولھے تو بہت گران

ہوتے ہین لیکن اب ہندوستان مین اکثر مقامات مین لوہے کے کارخانہ کھل گئے ہین اور ہوشیار اور چالاک مستری تو ہر جگہ موجود ہین۔ اگر ان مین ذرا بھی مادہ جدت کا ہو تو یہی لوگ مقامی ضرورتون کو پورا کرنے کیلئے اپنے کمال و ہنر سے کام لے سکتے ہین۔

یوروپ مین ایک نئی قسم کا کوئلہ چلا ہی جو معمولی پتھر کے کوئلہ اور کوک کے ساتھ ایک درمیانی نسبت رکھتا ہی۔ یہ کھانا پکانے کیلئے کوک سے بھی بہتر ہے۔ کیونکہ اسمین حرارت پہونچانیکا مادہ زیادہ ہی اور جلتا بھی آسانی سے ہی اور چونکہ اسمین سے دہوان پیدا کرنے والے اجزا جل گئے ہوتے ہین یہ کوک در معمولی پتھر سے بدرجہا کم دہوان دیتا ہی۔ اور اگر ہندوستان کی کوئلہ کی کانون کی مالک کمپنیان اسی قسم کا کوئلہ یہان تیار کرین تو انکو بہت فائدہ ہوگا ہمین یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ لاہور کی صنعتی نمایش مین جو دسمبر مین ہونیوالی ہی پشاور ملیس کمپنی کے کارکن لکڑی اور پتھر کے کوئلہ کو مقابلہ کر کر دکھائینگے کہ پتھر کے کوئلہ کے استعمال مین کتنی کفایت اور فائدہ ہی۔ اگر ہر سال اس کی ہندوستان کی نمائش مین اور دوسرے مقامی نمایشون مین اس قسم کے عملی تجربات دکھائی جائین تو ملک کے ہر صوبہ کے لوگ ایک حد تک کوئلہ کے منافع سے واقف ہو جائین اور اگرچہ تمام ایسے تغیرات نہایت آہستگی سے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہان اقتصادی حالات اتنی سرعت سے متغیر ہو رہی ہی کہ اس قسم کی اہم تبدیلیان لابدی ہوگئی ہین اور یقینی بہت جلد مقبول ہو جائینگی

قطب شمالی

قطب شمالی کی دریافت مین بہتیرے جغرافیہ دان سرمارتے رہے مگر کامیابی کا سہرا ڈاکٹر کک ہی کے سر بندھیگا جنہون نے گذشتہ مہینہ مین وہان تک پہونچنے کا اعلان کیا ہی ڈاکٹر کک کی یہ کامیابی اور بھی قابل وقعت ہو جاتی اگر ان کے اعلان کے چند ہی روز بعد انکے رقیب اٹھ کھڑے ہوتے یعنی کمانڈر پیری جو روز ویلٹ نامی جہاز پر سوار ہو کر اس مہم پر گئے تھے۔ اُنھون نے عین اسوقت جبکہ ڈاکٹر کک کی تعریفون کے ایک طرف انبار لگ رہے تھے اور دوسری طرف جغرافیہ دانون و ماہرین علم ہیئت کے طبقہ مین انکی طرف سے بدگمانی پھیلی ہوئی تھی اس میدان مین آکر ڈاکٹر کک کے بیانات کی تردید کی جس سے انکی بیانات کی اہمیت مین تو کوئی کمی واقع نہین ہوئی لیکن انکی سچائی مین شکوک پیدا ہو گئے لطف یہ ہی کہ ڈاکٹر کک کے تفصیلی بیانات کمانڈر پیری کے متعلق بھی وہی شکوک پیدا کرتے ہین جو خود اُسکے بیانات سے ڈاکٹر کے متعلق پیدا ہوتے ہین۔ دیکھین سچا کون ثابت ہوتا ہی۔ ؟

بدہضمی و کھٹی ڈکار آنا | قبض و کمی اشتہا | نفخ شکم پیٹ کا درد | ضعف دماغ ضعف بصر | درد گٹھیا نقرس | پیشاب کا بار بار ہونا اور زیادہ مقدار میں ہونا

ضعف | فتور ہاضمہ | گردہ یا مثانہ | گرمی کا کم ہونا | امتلاء | کھانسی و دمہ | بواسیر | اسہال و پیچش

تازہ سندات

عالیجناب نواب شمشیر بہادر صاحب خگر رئیس اعظم ریاست [illegible] تحریر فرماتے ہین کہ آپکے ایجاد کردہ نمک سلیمانی نے مجھکو بڑا فائدہ پہونچایا [illegible] ایک شیشی اور بذریعہ ریلوے پارسل بھیجدیجئے عنایت ہوگی۔

جناب منشی محمد [illegible] صاحب [illegible] ضلع مونگیر تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی مختلف حالتون اور وقتون مین استعمال کیا واقعی مفید پایا۔ پیچش شدید مین دو ہی ایک روز کے کھانے سے صحت ہوگئی۔ کئی شخصون کو سوء ہضم مین استعمال کیا گیا بے حد مفید ہوا خدا آپکے کارخانہ کو روز افزون ترقی دے مین یقین کیساتھ کہہ سکتا ہون کہ آپکا نمک سلیمانی دیگر کارخانجات کے نمک سے بدرجہا عمدہ اور خوش مزہ ہے۔ اور نہایت مفید ہے۔۔

درد قولنج زیادتی ریاح | ہضم غذا کے وقت تشنج یعنی بدن کا گرم ہونا | ہیضہ و طاعون

قیمت فی شیشی
[illegible]

نمک سلیمانی

ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

عوارض مندرجہ حاشیہ کا مصدقہ علاج ہے

ملنے کا پتہ نونہال سنگھ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

تازہ سندات

جناب خواجہ حسن صاحب نظامی سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلی ـ تحریر فرماتے ہین کہ مین اشتہاری دواؤن سے حتی الوسع احتیاط کرتا ہون مگر آپکے نمک سلیمانی کی بابت بیان کیا گیا کہ اسمین کسی قسم کا ضرر نہین ہے معدہ مین مرض نہ بھی ہو تو اسکا استعمال کرنا آئندہ خطرات سے محفوظ کر دیتا ہے اسلئے تجربہ کیطور سے آپکی دہلی کے ایجنٹ سے خرید کر استعمال کیا گیا واقعی آپکے نمک سلیمانی سے معدہ مین غیر معمولی قوت محسوس ہونے لگی۔

جناب سید عبد القادر صاحب وکیل عدالت لنگگور ۸ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکے نمک سلیمانی کے فیض تاثیر کا اسقدر یہان چرچا ہو رہا ہے اور لوگون کو فائدہ پہونچ رہا ہے کہ مجھے بار بار آپکو تکلیف دینی پڑتی ہے بہت سی بوتلین مین آپکے کارخانہ سے طلب کر چکا ہون براہ مہربانی ایک بوتل بو اپسی ڈاک بھیجکر ممنون فرمائیے۔

جسم پر ورم ہونا | مواد فاسد کا اجتماع | فساد خون | داد ـ سیہوان | بچھو یا بھڑ کے کاٹے کا زہر | بچون کے دانت نکلنے کی تکلیف

گلے کی سوزش دانت کا درد | مستورات کے ایام کی خرابی | عام کمزوری و کمی پیدائش خون

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات ہین

دوا خانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین

عرق ممیرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزدل مار - جاذب رطوبات جالی مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عمار

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی مثانہ اور گردہ کی بیماریون مین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع - (خوراک ۲ - رتی سے ۴ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین - بخار کی حالت مین بھی استعمال ہوسکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۴ر ۳۰ گولیان ۸ر

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کردیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عللہ

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع - چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے - حکیم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب ادویات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیونکی قیمت عہ

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح -
مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت
دیتا ہے - ۲ قطرہ سے ۲ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ صہ

روغن بواسیر - بواسیر خونی وبادی دونوں کے حق مین اکسیر - مسّے پھولے
ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاوے گا -
قیمت فی تولہ عہ

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیئے - کان کے
تمام امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے -
قیمت ایک تولہ عہ دو تولہ عہ تین تولہ عہ پانچ تولہ سے

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے
اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ
کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط وکتابت کے ذریعہ سے
اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت
اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے
واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ
کی جا سکتی ہین -

ترکیب استعمال وپرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصولڈاک و وی پی
ہر صورت مین ذمہ خریدار رہیگا -

پروپرائٹر - جناب **منشی محمد احتشام علی صاحب** رئیس و مالک کارخانہ
آئس فلاور اینڈ آئل ملز - لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - **منیجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ** کے پتہ سے آنا چاہئین -

شاو ولیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہے تمام ریلوے کمپنیان خرید کرتی ہین۔

اسٹیم کول۔ کارخانون اور ریلوے کیواسطے۔

کوک سخت (ڈھلائی کے کام کے واسطے)

کوک نرم (گھر مین جلانے اور کھانا پکانے کیواسطے)

کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور چونے کے پھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہے۔ نمونہ طلب کیجئے اور نرخ طلب فرمائیے۔

موٹر کارڈ کے لئے پٹرول (تیل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آپکو کہین نہین ملیگا۔

فرمایش بپتہ ذیل سے آنی چاہیئے۔

ایجنٹ شاو ولیس کمپنی نمبر ۱۱۳۔ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے۔ قیمت عہ

ہیضہ کیلئے باٹلیوالا: **کالرل** بہترین دوا ہے قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوئے ہین۔ بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہے قیمت سے

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہے قیمت عیہ

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن سے تیار ہوا ہے۔ مایپھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴ر

باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایکدم مین اچھا کر دیتا ہے قیمت ۴ر

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشتہر سے بھی مل سکتی ہین۔

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا کی لیبوریٹری۔ دادار بمبی

دی شاہ ایجنسی

جو گیارہ برس سے اپنا کاروبار بہت دیانت اور ایمانداری سے کر رہی ہے اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور روسا سے سرٹیفکٹ حاصل کر چکی ہے۔

امتحاناً ایک بار فرمایش کیجئے اگر کوئی شے فرمایش سے خلاف ہو تو بلا تامل واپس فرمائیے گا۔ لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل عطریات روغن خوشبو۔ چٹنی و اچار۔ مربہ جات۔ عرقیات۔ شربت و ادویات یونانی۔ تمباکو خمیرہ۔ قوام۔ گولی مشکی و سادہ لچکہ گوٹہ و ٹھپکی۔ اشیاء زردوزی۔ دکارچوبی۔ چکن فرد لحاف و پلنگ پوش۔ ظروف مسی و برنجی زیورات نقرئی و طلائی۔ سادہ و جڑاؤ۔ میوہ ہائے فصلی خربزہ و آنبہ۔ درختان قلمی انبہ و دیگر اشیاء (جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہے جو ۰/ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہے) نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی۔

قیمت فرمایش کیساتھ آئے ورنہ قیمت طلب پارسل بھیجنے کی اجازت ہو۔

المشتہر

شاہ محمد خان سلک مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ

گریموفون
TRADE MARK
"GRAMOPHONE"
اور اُسکا نشانات
"HIS MASTER'S VOICE"
براہ راست
دی گریموفون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی
نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ
سے کیون نہ خریدیے - جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہی
شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ
باجہ قیمت ریکارڈ قیمت
نمبر الف ۲۵ ۱۰ - انچ یکطرفہ
نمبر ۲ الف ۴۵ ″ ″ دوطرفہ
نمبر ۵ ۱۲ ″ یکطرفہ
نمبر ۱۱ ۱۱۲ ″ ″ دوطرفہ
نمبر ۱۲ مینائر ۲۲۵ ۷ ″ یکطرفہ
ہمارے یہان گریموفون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۷۵ سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین دیگر متعلقہ اشیا البم سوئیان کمانیان سائونڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہی گریموفون سانگ بک جسمین تقریبًا ۵۰۰ گریموفون ریکارڈون کے گانے مع مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت
فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی
باضابطہ ایجنٹ
دی سردار کمپنی
نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

جامیست جہاں نمائے صفحۂ چین

الناظر

نمبر ۵	یکم نومبر سنہ ۱۹۰۹ عیسوی	قیمت بقدر قدردانی

فہرست | صفحہ

ایڈیٹران

وصی الحسن علوی بی اے — ظفر الملک علوی

پروپرائٹر (مالک) جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری فلاور ملز لکھنؤ

دفتر رسالۂ الناظر۔ فلاور ملز لکھنؤ سے شایع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے۔ ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے۔ تندرستی اور زندگی کیلئے ہوا کے بعد پانی کا نمبر ہے۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت ملسکتا ہے۔

حضرت گنج متصل حق مود کمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز
حضرت گنج لکھنؤ

الناس باللباس

مثل مشہور ہے "ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا" اور کپڑے کی ساری رونق عمدہ تراش اور سلائی پر ہے۔ ہمارا کارخانہ پبلک کی خدمت ۱۸۸۳ء سے کر رہا ہے۔ ہر قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے صرف فرمایش کی دیر ہے۔ جس قسم کی پوشاک درکار ہو مردانہ۔ زنانہ۔ ولایتی یا ہندوستانی کسی طرز فیشن یا وضع کی ہم نہایت کفایت اور خوبی کیساتھ تیار کر دینگے۔ آزمایش کر کے دیکھئے امید ہے آپ خوش ہونگے۔ پیمایش کا فارم اور کپڑوں کے نمونے طلب فرمائیے۔

قطب الدین
مینیجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

دی فونو اکسچینج۔ لکھنؤ۔ متصل کوتوالی چوک

ہاتھی فون گراموفون راما گراف، اوڈین بیکا جیمبر آپرا

کچھ درد سے مطربونکی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلوؤن کے تین ہزار دو سو مختلف گانون مین سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان ہر مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادی سے ہوسکتا ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری دوکانکی نمایش گاہ مین تشریف لا کر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید اسٹائل کی مشین اور رنگ برنگ کے [illegible] علاوہ ان کے ملاحظہ فرمائیے ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین ہارمونیم۔ پیانو۔ اسٹیل ٹرنگ گیس لائٹ لمپ کیش بکس۔ جاپانی سی بیگ صابن اور ٹوتھ پاوڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین۔

مینیجر دی فونو اکسچینج

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اسپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین

عرق ممیرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول ماء - جاذب رطوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عہ

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی - مثانہ اور گردہ کی بیماریون مین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع - (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہو سکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۲ - ۳ گولیان

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کر دیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عـہ

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہو سکتا ہی - حکیم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب دویات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عہ

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح - مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے ۲ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ صہ

روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھولے ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جائے گا - قیمت فی تولہ - عہ

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیئے - کان کے تمام امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے - قیمت ایک تولہ عہ دو تولہ عہ تین تولہ عہ پانچ تولہ سے

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائینگے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ کی جاسکتی ہین -

ترکیب استعمال و پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصولڈاک و وی پی ہر صورت مین ذمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و مالک کارخانہ انس فلاور اینڈ آئل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - مینجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہیئن -

مطبع ماہر پریس لکھنؤ ڈالی گنج

نمبر ۵ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۹ع

بکرمادتیہ - یا - بکرماجیت - یا - بکرم

یہ لقب آٹھ سے زیادہ راجاؤن کو دیا گیا ہی مثلاً بہ قنوج کے دو راجہ چندر گپت[۱] اول و چندر گپت[۲] دوم - دونون نے اپنا لقب بکرمادتیہ ہی رکھا تھا - اول گپت بنس کا دوسرا راجا - اور دوم اسی خاندان کا پانچوان راجا تھا - علیٰ ہذ القیاس ہند کی مختلف راج گدیون پر اسی نام و لقب کے اور بھی کئی راجے ہو گذرے ہین جنکی تفصیل باعث طوالت ہوگی -

ان ہمنام و ہم لقب حکمرانون کی تاریخ کچھ ایسی گڑبڑ اور خلط ملط ہو گئی ہی کہ اسوقت اصلی اور مشہور بکرماجیت اعظم کو دریافت کرنا سخت مشکل ہو گیا ہی -※

※ معلوم ہوتا ہی کہ اول اول کوئی نہایت زبردست مہاراجہ دھراج - بکرم نامی ہندوستان مین ہو گزرا ہی - جو بڑا ہی بہادر - سور - بیر - اقبالمند - فتح نصیب - دیندار - مرتاض - علم دوست - قدردان کمال - غرض کہ موصوف بہ جمیع صفات حسنہ تھا - اور اُس کے بعد اکثر راجاؤن نے فخریہ یا یمن و برکت کے خیال سے اُسی لقب (بکرم) کو اختیار کرنا اپنے لئے مبارک سمجھا - گو حقیقۃً اس لقب کے مستحق نہ ہون یہ رواج عام تقریباً ہر قوم مین پایا جاتا ہی - ۱۲ -

بکرماجیت کے دیگر گرامی کارنامون کے علاوہ جس کام نے اُسکو بکرماجیت اعظم بنا یا وہ اجراے سمت ہی - جسکا آغاز عیسوی صدی کے ۵۷ برس پہلے سے ہوتا ہی لیکن اکثر نکتہ چین و خردہ بین مورخ اس کام کو اُسکی ذات سے منسوب ہی نہین کرتے بلکہ بد گمانی سے غریب پر غصب اور خود غرضی کی تہمت لگاتے ہین - اور کہتے ہین کہ اپنی قدامت و عظمت جتانے کیلیئے اُس نے ایک پُرانے سمت کو غاصبانہ اپنی طرف منسوب کر لیا اتنا ہی نہین - بلکہ اُن کی تحقیق طلب نگاہون مین بکرم اعظم کا وجود ہی مشتبہ ہو گیا ہی -

ان کے انکار کی وجہین حسب ذیل ہین -

۱- اُس زمانے یعنی آغاز سمت مین یا اُس سے پہلے اجین مین بکرم کے نام کے کسی مہاراجہ دھراج کا کوئی تاریخی نشان نہین ملتا - مثلاً کوئی کتبہ کوئی سکہ کوئی نامی عمارت وغیرہ وغیرہ - اس صورت مین بکرم کا وجود کس دلیل پر مانا جا سکتا ہی

۲- تخت اُجین پر ایک دوسرا بکرم - پانچوین اور چھٹی صدی کے درمیان ہو گذرا ہے ان مورخون کا خیال ہی کہ وہی بکرماجیت اعظم ہی - اور تاریخون مین جو جو عظیم الشان کارنامے بکرم اعظم کے مندرج ہین یہ لوگ سب کو اُسی سے نسبت دیتے ہین اس صورت مین اجراء سمت کا دعوے غلط ہوا جاتا ہی -

۳- اس خیال کے مورخون مین سے ایک صاحب اپنے دعوے کی تائید مین ہن اور دیگر تورانی اقوام کے حملون کو پیش کرتے ہین جن کو ہندو مورخ ایک مجموعی نام ساکیہ سے پکارتے ہین وہ کہتے ہین کہ ان قومون کے حملے ہندوستان پر چوتھی صدی عیسوی سے متواتر ہو رہے تھے - بکرم اعظم نے اپنے وقت کے حملہ آور شاہ ساکیہ کو نقصان عظیم کے ساتھ پسپا کر کے خود اُس غارتگر کو میدان کرور مین قتل کر ڈالا - یہ میدان - ملتان اور قلعہ لونی کے درمیان

واقع تھا) اس صورت مین بکرم کا زمانہ چوتھی صدی کے بعد قرار پاتا ہی نہ کہ سن عیسوی سے ۵۷ برس پہلے۔

۴- اس خیال کے مورخ پنڈت کالی داس اور بکرم کے ایک درباری دوست مسمی ماترگپت کے زمانے سے بھی استدلال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم کو خوب معلوم ہی کہ بکرم (جو ماترگپت فاتح کشمیر اور کالی داس کا مربی تھا) چھٹی صدی عیسوی مین زندہ تھا۔ اگرچہ اور اور راجے بھی بکرماجیت کا لقب رکھتے تھے جو قبل کی صدیون مین فرمانروائی کرتے تھے۔

۵- سمت کی نسبت اُن کی یہ راے ہی کہ اہل مالوہ کے یہان پہلے سے ایک سمت جاری تھا جس کا حساب وہ اپنے قومی انتظام کی تاریخ سے کرتے تھے جب اُجین اور شمالی ہند کے دوسرے ملکون مین نامبردہ بکرم ایک اعلی اور زبردست حکمران ہوا تو اتفاقی طور پر وہ قدیم سمت اُس کے نام سے منسوب ومشہور ہو گیا۔ یا خود اُس نے اظہار قدامت وعظمت کے لئے اپنی طرف منسوب کر لیا۔

یہ ہین وہ وجہین جنکی بنا پر بکرم اعظم کے کارنامہاے عظیم بلکہ اُس کے وجود ہی سے انکار کیا جاتا ہی اب ہر ایک شبہہ کا جواب علی الترتیب عرض کیا جاتا ہی۔

۱- جس زمانے کے تاریخی نشانات اسوقت تلاش کئے جاتے ہین اُس زمانے مین تو اُجین دوسرے ملک کا غلام تھا پس وہ تاریخی یادداشت کی حفاظت کا ذمہ دار کیونکر متصور ہو سکتا ہی سمت سے تقریبًا ۲۵۰ برس پہلے تو وہ پاٹلی پتر کے قوت ور بودھ راجاؤن کی قلمرو مین شامل تھا چنانچہ مہاراجہ چندرگپت کا پوتا اشوک اعظم (جو سمت سے ۲۰۶ برس پہلے مگدھ کی راج گدی پر جلوہ افروز ہوا ہی) اپنی تخت نشینی سے پہلے اُجین ہی کا ناظم تھا۔

معلوم ہوتا ہی کہ جب پاٹلی پتر کی عظیم الشان شاہنشاہی نے مرکز عروج سے جنبش کی تو جہان تہان سنکے اور اور صوبے خود مختار ہو گئے اجین نے بھی غاشیہ اطاعت سے سبکدوشی حاصل کی اور اپنی گذشتہ شان و شوکت کو از سر نو قائم کیا۔

اگر یہ کہا جاے کہ یہ واقعات تو بکرم سے پہلے کے ہین اور یہان اُس کی خاص قائم کردہ یادگار درکار ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہین ہو سکتی جسکی بنا پر بکرم ایسے نامور اور نیکنام راجہ کے وجود سے انکار کیا جاے۔ اگر ہر واقعہ کی تحقیق و تنقید مین اسی طرح بال کی کھال نکالی جائے تو غالباً ہندوستان کی ابتر تاریخ کا ایک واقعہ بھی قابل تسلیم قرار نہ پاے۔

بااین ہمہ بکرم کی خاص یادگاری کے لئے اُس کا جاری کیا ہوا سمت کیا کم ہی جس سے اس کے نام کو بقاء دوام اور شہرت تام حاصل ہی۔

۲- پانچوین چھٹی صدی والا بکرم دوسرا بکرم تھا جو سمت والے بکرم اعظم کے بعد اُسی کے خاندان مین ہوا ہی اس کے مزید و تفصیلی حالات آگے اپنے موقع پر معرض بیان مین آئینگے۔

۳- بادی النظر مین یہ حجت قوی معلوم ہوتی ہی لیکن فی الحقیقت اس کو بنار فاسد علی الفاسد سے زیادہ وقعت نہین دیجا سکتی ہی۔ شاہ شاکیہ کے حملے اور اُسپر بکرم کی فاتحانہ کامیابی کو ہم بھی مانتے ہین اختلاف ہی تو صرف تعین زمانہ مین۔ مورخ صاحب تورانیون کی چڑھائی اور بکرم کے دفاعی حملے کا زمانہ سنہ عیسوی سے کئی صدی بعد قرار دیتے ہین مگر نہایت مضبوط دلیلون سے ثابت ہی کہ اون غارتگرون کے تاراجی حملے ہندوستان جنت نشان پر عیسوی صدی کے پانچ چھ سو برس پیشتر ہی سے متواتر ہو رہے تھے۔

چنانچہ راجگیر کا راجہ بمبسار جو گوتم بدھ کا معتقد اول تھا اُس کے بیٹے

اجات شترد کو انھین تورانیون سے لڑنا پڑا تھا - جو پہلے ہی سے ہمالیہ ٹپ کر مشرقی ہند مین چلے آئے اور شمالی بہار پر قبضہ کر چکے تھے اِس کے علاوہ دوسرے محقیقین حملہ آورون کے سکون کی بنا پر (جو خود سندھ اور مالوہ مین جا بجا پائے گئے ہین) تورانیون کی چڑہائی کو سنہ عیسوی سے پیشتر ثابت کرتے ہین - انکا خیال ہے کہ عیسوی صدی سے کوئی ۲۶ برس پہلے پہلے سندھ اور مالوہ وغیرہ کے علاقون مین تورانیون کی سلطنت قائم ہوگئی تھی - پس مورخ صاحب تورانیون کے جس حملے کو سنہ عیسوی سے کئی صدی بعد قرار دیتے ہین اگر ہم اُس کو اوائل یا وسط سمت کا واقعہ قرار دین تو اس مین کیا قباحت لازم آسکتی ہے -

۴ - بکرم چھٹی صدی مین زندہ تھا - اس کو ہم بھی مانتے ہین مگر یہ وہ بکرم نہ تھا جس کا فی زمانا سمت جاری ہے - بلکہ یہ دہی بکرم تھا جسکی طرف اوپر (اعتراض دوم کے جواب مین) اشارہ کیا گیا ہے یہ بکرم بکرم اعظم سے چھ سات سو برس بعد اُسی کے خاندان مین ہوا ہے (جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا مفصل حال آگے بیان کیا جاے گا)

یہ دوسرا بکرم ماترگپت فاتح کشمیر کا مربی تو بیشک تھا - لیکن پنڈت کالی داس کے زمانے سے استدلال کرنا ٹھیک نہین - کیونکہ خود پنڈت موصوف کا زمانہ ہنوز غیر منفصل ہے - باوجودیکہ وہ یکتای روزگار ایشیا و یوروپ دونون براعظم مین آسمان ڈراما (ناٹک) کا خورشید درخشان تسلیم کیا گیا ہے مگر کہین اس کی شعاع کا پتہ نہین ملتا - بڑے بڑے مبصرون نے ۳۰۰ سو برس قبل عیسوی سے لیکر ۶۰۰ عیسوی تک تحقیقات کا کونا کونا چھان مارا - مگر صحیح صحیح اُس کے زمانہ کا سراغ نہ پایا اور ساری جانفشانی اور تگ ودو کا کچھ نتیجہ نکلا تو یہی کہ وہ انمول جوہر (کالی داس) سمت والے بکرما جیت اعظم کے نو رتنون

کا سرتاج تھا۔

ایک معزز مصنف لکھتے ہین کہ بکرم نے مہاکال کا ایک عالیشان مندر بنوایا تھا۔ کالی داس نے اپنی تصنیفات مین بکرم مہاکال سپر آندی اور اُجین کی دوسری دوسری خوبیون کا نام و ذکر بڑی توصیف اور نہایت پرجوش لفظون مین کیا ہی۔

اگرچہ ایک صاحب کی یہ رائے ہی کہ باراہ مہر اور آمر سنگھ (مصنف امرکوش) کے ساتھ کالی داس شاعر بھی چھٹی صدی والے بکرم کے نورتنون مین تھا۔ لیکن یہ صرف ایک قیاسی رائے ہی۔

۵۔ سمت کی نسبت جو رائے ان مورخون کی ہی میری رائے ناقص مین تو وہ ایک بدگمانی سے زیادہ وقعت نہین رکھتی کیونکہ بکرم کے اس غاصبانہ فعل کی کوئی دلیل پیش نہین کی جاتی ہی اور نہ اس بات کا ثبوت دیا جاتا ہی کہ وہ سمت بکرماجیت سے پہلے ہی مالوہ مین جاری تھا۔

صرف گمان و شبہ پر ایسے بڑے مہتم بالشان کام کو بکرم کی ذات سے الگ و منفک کیا جاتا ہی جس سے اُسکے نام کو بقار دوام اور شہرت حاصل ہی۔ ایسا کرنا تو کمال بے دردی سے انصاف کا خون بہانا ہی۔ (باقی آیندہ)

(سنڈا ضلع پٹنہ) دیانت حسین۔ صدیقی

گرچہ از دل طمعم بود کہ شیدا نہ شود — لیک چون شد نتوان گفت کہ رسوا نشود

سوز غم ہست گزندے کہ بافسون نہ رود — در دعشق ست بلائے کہ ز سر وا نشود

گر عنانِ نگہ شوق بدستم بودے — سہل می بود کہ عشقم بہ تو پیدا نہ شود

شاہدِ شوخ کسے رانہ شود در فرمان — ور شود نیز بہ لطف و بہ مدارا نہ شود

شبلیا مصلحت آنست کہ سازی باہجر — گرچہ این زہر بہ کام تو گوارا نہ شود

علامہ شبلی نعمانی

مذہبی رنگ

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن ۔ کہ در طریقتِ ما غیر ازین گناہے نیست

خیالات انسانی کی موجین محبت و عداوت خود غرضی و جاہ طلبی کی صورتون سے دنیا مین ہمیشہ تلاطم برپا کرتی رہی ہین لیکن اسی کشمکش مین ہمکو دور سے ایک روشنی کا ایسا مینار نظر آ رہا ہی جو کشتی حیات کو جہل و تعصب کی چٹانون سے بچانے اور گھٹاٹوپ تاریکی سے نجات دلانے کا صرف ایک ہی ذریعہ معلوم ہوتا ہی اور اسی روشنی کو ہم نور ایمان یا مذہبی رنگ کی جھلک کہہ سکتے ہین ۔

اسکی واضح مثال یون معلوم ہو سکتی ہی کہ کسی طوفان زدہ جہاز کا کپتان جب حفاظت کی تمام تدابیر کر چکتا ہی اور اُسوقت نہ تو آب آتشین سے لبریز جام اُس کی تسکین و تشفی کے لئے کافی ہوتا ہی اور نہ خود اُسکے اوسان ایسے ٹھکانے رہتے ہین کہ وہ اپنے تجربہ اور معلومات سے مدد لے سکے ۔ ایسی حالت مین وہ چار و نا چار تائید غیبی کو ڈھونڈھتا ہی اور ایک ایسی بالاتر قوت کے آگے سر نیاز جھکاتا ہی جو اُسکے واسطے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا معلوم ہوتی ہی ۔

یہی وہ کشش کہربائی ہی جو کسی زمین و زمانے کیلئے مخصوص نہین اور یہی وہ خیال ہی جو وادی نیل کی بادیہ گرد قومون سے لیکے یوروپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ مہذب طبقے مین پایا جاتا ہی وھو معکم اینما کنتم ۔

ہربرٹ اسپنسر جو زمانۂ حال کا سب سے بڑا مشہور فلاسفر گذرا ہی باوجود آزاد خیالی وہ اسبات کا قایل ہی کہ ” سائنس کی تعلیم کا بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس سے مذہب کی عظمت معلوم ہوتی ہی اور سائنٹفک معلومات کے ذریعہ سے ایک ایسی قوت کا پتہ چلتا ہی جسکی حقیقت و ماہیت دریافت کرنا ادراک انسانی سے بالاتر ہی “

ستر حسن ازلی در ہمہ اشیا ساریست ورنہ بر گل نزدے بلبل بیدل فریاد

یہ سب امور گو بجائے خود کیسے ہی یقینی اور دلچسپ ہون لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ تہذیب یافتہ قومون مین مذہبی رنگ قابل مضحکہ خیال کیا جاتا ہی تو اُس وقت اس مسئلہ کے مان لینے مین ضرور تامل ہوتا ہی کہ مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہی۔

عالم معاد کیطرف متوجہ کرنے کے لئے نظری طور پر جسقدر بحثین کیجاتی ہین اگرچہ وہ سب بلبل کے ترانون اور سندباد جہازی کے فسانون سے زیادہ دلکش ہین لیکن مذہبی رنگ کو چمکانے کیلئے محض فرضی دقیانوسی باتون یا زبان آوری سے کام لیا ایسا ہو جیسے جھاڑ پھونک اور چھو منتر سے کسی بیمار کو بھلا چنگا کر دینا۔ اس لحاظ سے مذہب کو تہذیب و تمدن کا اصل الاصول ثابت کرنے کے لئے مضمون ہذا مین ہم اُنھین حالات کو دکھانا چاہتے ہین جنکے نتائج کھلے کھلے اور آنکھون کے سامنے ہین۔

زمانہ موجودہ کی مہذب قومون مین جرمن و امریکن سب سے زیادہ نمودار و نامدار ہین لیکن امریکہ کو جو آزادی و ترقی حاصل ہوئی وہ انھین مشنریون کا فیض ہی جو مذہبی رنگ مین وعظ و تلقین کرنے کیلئے اپنے گھر بار چھوڑکر امریکہ کی وحشت خیز سرزمین مین پہونچے تھے اور اسوقت بھی اخبار مسلم ورلڈ اور سوامی رام تیرتھ کے چیلون کی آوازین وہان کے ہر ایک گوشہ مین گونج رہی ہین جرمنی کو اگرچہ پوپ کی حکومت سے آزادی حاصل ہوگئی مگر خود قیصر ولیم انجیل کا زبردست عالم مانا جاتا ہی اور اسکا سفر بیت المقدس (بلحاظ مذہبی اغراض کے) فریڈرک دوم بادشاہ پرشیا کے دیرینہ سوز شام سے کم اہم نہ تھا اسکے علاوہ اسوقت جرمنی مین پروفیسر ڈیمبری کے خیالات کے لوگون کا وجود مفقود نہین ہی۔

فرانس کی عظمت و اقتدار کا وہ زمانہ قابل یادگار ہی جبکہ شارلمین کو پاپاے روم کا عطیہ تاج شاہی پہننے کی عزت حاصل تھی اور انقلاب حکومت کے کچھ دنون پیشتر

درحقیقت نہ کوئی قانون تھا نہ کسی مذہب کی پابندی اسیوجہ سے کشت وخون اور جرائم
کی تعداد اُس زمانہ مین حالت موجودہ کی بہ نسبت کہین زیادہ تھی - انگلستان کے موجودہ
فرمانرواؤن کی مذہبی حیثیت کسی توضیح کی محتاج نہین ہی اور ملک معظم کی تمام رعایا کو جو
شفقت وہمدردی حاصل ہی اسکا بڑا حصہ مذہب عیسوی کی رحمدلی پر مبنی ہی۔ روس کی
روحانی بادشاہت ایسی مضبوط ہی کہ جاپان سے شکست کھانے پر بھی اُسکا زیادہ نقصان
نہین ہونے پایا بلکہ تاوان جنگ بھی معاف ہوگیا۔ آسٹریا کو الحاق بلگریا کا حق اسی
بناپر حاصل تھا کہ اُن دونون مین اتحاد مذہبی کا رشتہ پہلے سے قایم ہی - ان سب باتون
کے علاوہ یہ امر قابل لحاظ ہی کہ ممالک یوروپ وامریکہ مین اعزازی خطابات اور بیش قرار
وظایف کا معتدبہ حصہ پادریون کے ہتھے چڑھتا ہی - اور مہمات ملکی مین مذہبی جماعت
کا مشورہ اُسی طرح بلکہ اُس سے زیادہ شریک ہوتا ہی جیسے ٹرکی مین شیخ الاسلام کے
فتوے کو ایک خاص وقعت حاصل ہی - کریٹ یا آرمینیہ کے عیسائیون کا کوئی جھگڑا
پیش آجاے تو وہ کون سی ایسی پولٹیکل طاقت ہی جو امن وآزادی کے پردے مین
مذہبی رنگ کا جلوہ نہین دکھاتی - آزادگان ترک اگرچہ آجکل آسمان شہرت کے ستارے
بنکر چمک رہے ہین لیکن دیکھنا یہ ہی کہ وہ اس عام وعظیم الشان قوت کو کہانتک حاصل
کرسکتے ہین جو پان اسلامک سوسائیٹی کی گود مین پرورش پارہی تھی اور قسطنطنیہ مین
جو ابتک اس زور وشور سے مارشل لا جاری ہے اُسکی بدولت سیکڑون عمامہ پوش
بندگان خدا اور ان مظلومون کی حسرت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ؎

الٰہی کس یگانہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہی
کہ آج کوچہ مین اُسکے شوربائی ذبح قبلتنی ہے

حالات موجودہ کے علاوہ اگر گذشتہ قومون کے اسباب ترقی وتنزل پر نظر کیجاے
تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سے پہلے جن لوگون نے مذہب وشایستگی کے میدان مین قدم رکھا ہی
وہ بابل ونینوا اور مصر وغیرہ کی قومین تھین ۔ اگرچہ کلدانیون کے جاہ وحشم اور فراعنہ کے ظلم

و زیادتیون کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قومین تباہ و برباد ہوگئین لیکن اُن کے مظالم کو اُس زمانے کے مذہبی اعتقادات سے کچھ واسطہ نہین معلوم ہوتا بلکہ اُن کے عالیشان عبادتخانون کے آثار ابتک اُنکی اعلیٰ درجہ کی صناعی اور فن عمارت مین کمال کیساتھ ہی اُن لوگون کی عقیدت مندی بھی ظاہر کر رہے ہین - اور ممالک یورپ مین جسقدر تہذیب و تمدن پھیلا اسکو بھی اسرائیلی مذہب کا طفیل سمجھنا چاہیئے جیسا کہ انگریزی مصنفین لکھتے ہین کہ یونانیون نے تہذیب و شایستگی کے تخم مصر و ایشیائے کوچک سے لیجا کے یورپ مین پھیلائے اور ایشیا ہی مین پہلے پہل مذہب کے وہ اصول قایم ہوئے جنکی وجہ سے دماغی قابلیتین نشو و نما باقی رہین اور انسان مین مختلف علوم و فنون کی استعداد آگئی - بلاشبہہ ایشیا کے تعلیم یافتہ یونانیون کا یہ احسان ہے کہ اُنکی بدولت دنیا کو موجودہ ترقیات کا موقع ملا " *

یونانیون اور رومیون کے اسباب زوال تقریباً یکسان ہوئے ہین دونون قومون کے بہت پرانے معتقدات کو چھوڑ کر اگر مذہب ہی کو اِن کے زوال کا سبب قرار دیا جائے تو یہ بھی درحقیقت انصاف کا گلا گھونٹنا ہے اس لئے اُن کی تباہیون کا الزام مذہب کی بجائے اُس خاص گروہ کو دینا چاہیئے جسنے اپنی وحشیانہ حرکتون اور بداعمالیون کے لئے مذہب کو ٹٹی کی آڑ بنا رکھا تھا - اس طلسم کو توڑنے مین مارٹن لوتھر اور اُسکے ہم خیالون کی جانبازیون یا پھر نپولین اعظم کی ہمت مردانہ نے کام دیا ہے لیکن مارٹن لوتھر ایک عیسائی فرقے کا پیشوا یا امام مانا جاتا ہے اور نپولین ایک پادری کا بیٹا تھا جو بات بات پر فال کھلوا کر حل مشکل کراتا رہا اور اپنے انتہائے عظمت و اقتدار کے زمانے مین محض مذہبی پابندیون کی وجہ سے اپنی پیاری بی بی کو طلاق دیدینے پر مجبور ہو گیا بہرحال ان دونون ہیروز کی زندگی مذہبی رنگ سے علیحدہ نہین کہی جا سکتی - اور سچ تو یہ ہے کہ روم و یونان کی خرابیون کو مٹانے یا ان کے ضعف و انحطاط سے فائدہ اُٹھانے مین وہی لوگ کامیاب ہوئے

* انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد دوم صفحہ ۱۰۰ -

جو مذہب اسلام کے پرجوش پیرو تھے اور جنکی شان و شوکت کا پھریرا اس وقت بھی مسجد ایا صوفیہ کے میناروں پر اڑ رہا ہی۔

دیوار چین کے اندر صنعت و حرفت کی جسقدر ترقی ہوئی اور خاصکر مسلمانوں کے ساتھ جیسا فیاضی و مہمان نوازی کا برتاؤ ہوتا رہا وہ سب اگرچہ قابل تعریف ہی لیکن گوتم بدھ کے مسلک کو مذہب کے نام سے تعبیر کرنا مشکل ہی اسلیئے کہ بدھ نے خدا کی خدائی سے انکار کیا ہی مگر اُسکے کثیر التعداد پیرو بت پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوے ہین ؎ ۔

بر بت سجدہ زان رو روا داشتہ کہ بت را خدا وند پنداشتہ

اگرچہ ہندوستان مین بدھ مت والون نے تھوڑی بہت ترقیات کین لیکن یہ وہ اُس قدیمی مذہب کے مقابلہ مین نہین لائی جا سکتی ہین جسکے علم و حکمت کے بیش بہا خزانے آجتک کوہ ہمالیہ کے دامنون مین اسیطرح مدفون ہین جیسے گیانی برہمنون کے دماغون یا رشیون کے سینون مین ۔

XXXXXXXXXXX

زمانہ موجودہ مین بھی ان پاک اصولون کو روشنی مین لانے کے لیئے راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین کی کوششون پر مذہبی رنگ چھایا ہوا ہی۔

اسلام نے ازمنہ وسطی مین جس بے نظیر تمدن کی بنیاد ڈالی اسکے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہی۔

ٹامس کارلائل اپنے اُس مشہور لکچر مین جو ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے چوتھے سلسلہ مین حضرت رسالت مآب صلعم کے حالات زندگی سے متعلق ہی لکھتا ہی کہ " عرب کی اُس وحشی قوم مین جو صحرا اور ریگستانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتی تھی اور جسکو زمانے مین کوئی جانتا بھی نہ تھا اُسی قوم خاص سے ایک ایسے اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوے

جنکی تعلیم وہدایت کے اثر سے وہ قوم ایسی ترقی یافتہ ہوگئی کہ آج دنیا مین عربون کا تمدن مشہور ومعروف ہی"۔ بعض مخالفان مذہب کا خیال ہی کہ اسلامی فتوحات کا سیلاب ایک وحشیانہ جوش کا نتیجہ تھا ورنہ تہذیب وشایستگی مین مسلمانون نے اُسی وقت حصہ لیا ہی جبکہ بغداد کی دلکش آب وہوا سے اُنکا مذہبی رنگ پھیکا پڑگیا تھا اور اُنکو حکومت وعیش وعشرت کے مزے آنے لگے۔ لیکن اس غلط خیال کی تردید مین ابتدائی مسلمانون کی تہذیب وشایستگی کا اندازہ صرف اُس خطبہ ہی سے ہوسکتا ہی جو خلیفہ اول نے جیش اسامہ کی روانگی کے وقت فرمایا تھا اور جسکا خلاصہ حسب ذیل ہی۔

"مین حکم دیتا ہون کہ جن جن ملکون مین جاؤ وہان کی عورتون بچون بوڑھون اور اُن لوگون کی حفاظت کرنا جو عبادتخانون مین اپنے مذہبی مراسم انجام دے رہے ہون اور اُن جانورون کی ماداؤن کو بے ضرورت ذبح نہ کرنا جنکا گوشت کھانا حلال ہی اور درختون کو کاٹ کاٹ کے جلا ڈالنے یا پیداوار کے تباہ کردینے کی تمکو اجازت نہین ہی"۔

حضرت عمرؓ فاروق کے بابرکت زمانے کی تصویر کھینچنے کیلیئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہی اور خلفائے راشدین کے سوا خلیفہ عمرؓ بن عبدالعزیز اور ہشام بن عبدالملک ایسے فرمانروا گذرے ہین جنکی علمی وانتظامی قابلیتین ممالک یورپ مین بھی ویسی ہی مشہور ہین جیسے اُنکے نامون کے ساتھ خطاب امیرالمومنین کو شہرت حاصل ہی۔ لیکن جمعیت اسلام مین بعض افراد کی شورش پسندیون سے جو واقعات مضر تہذیب وتمدن پیش آئے اُنکا الزام مذہب کے سر تھوپنا روا نہین ہی چنانچہ ایک واقفکار انگریز کی راے ہی۔

"ایران مین امرا ووزرا کی ڈپلومٹیک (مدبرانہ) چالبازیون اور ملحدانہ خیالات کی وجہ سے سلطنت اسلامیہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی اور ملک بھر مین ایک آگ سی لگی ہوئی تھی لیکن اس آتش فساد کو آخرکار سلاجقہ ترکون نے آکے بجھا دیا جبکہ

وہ خود ایک مستقل مذہب کے پابند ہو چکے تھے اور عام شہادت کو آب شیرین پر ترجیح دینے لگے تھے"

سٹینلی لین پول صاحب کی یہ راے گو کسی حد تک ماننے کے قابل نہ ہو لیکن اسمین شک نہین کہ دہریت والحاد کی زہریلی ہوا کو کسی قوم کی سرسبزی کا سبب قرار دینا بالکل ایسا ہی ہے جیسے آم کی گٹھلی سے جامن کا درخت بنا کے دکھا دینا۔ شہر بغداد جس زمانہ مین "عروس البلاد" بنا ہوا تھا اور وہان کی تہذیب و ترقی کے نمونے دربار فرانس مین بطور تحفہ بھیجے جا رہے تھے اسی زمانے مین اندلس کے مسلمان فرانسیسی سرحدون پر کوس لمن الملک بجا رہے تھے اور اسپین مین جبکہ فرانک اور گاتھ قومون کے ظلم وستم کا بازار گرم ہو رہا تھا اور وہان کے کاشتکار سخت غلامانہ حالت مین مبتلا تھے ایسے وقت مین مسلمانون کا آنا باران رحمت سے کم نہین ہوا۔ چنانچہ مشہور مورخ گبن[۵] اپنی تاریخ عروج و زوال سلطنت روما مین لکھتا ہے کہ "مسلمانون نے صرف دو سو برس مین اپنی خداداد قابلیتون سے ایسے کام کیے کہ خلفاء بنی امیہ کے زمانے ہی مین وادی الکبیر (سپین کا ایک دریا) کے شاداب کنارون پر بارہ ہزار سے زیادہ گاؤن آباد ہو گئے تھے جو اسپین کی خوشحالی اور ترقی تجارت کا بین ثبوت ہے"

علامہ المقری لکھتا ہے کہ "اندلس مین عیسائیون کے لیے ایک محکمہ علحدہ قائم کیا گیا تھا جسمین خود عیسائیون کے سربرآوردہ لوگ بطور پنچایت کے فیصلے صادر کرتے تھے" ملکی انتظامات کی درستی اور سلف گورنمنٹ کی بنیاد قرار دینے کے علاوہ مسلمانون کے زمانے مین علوم و فنون کی بھی ایسی ترقیان ہوئین کہ آجتک اندلس کو یورپ کی استادی کا فخر حاصل ہے جیسا کہ ڈاکٹر ڈریپر لکھتے ہین کہ "یورپین علما کو مجبوراً اس

[۵] رائز اینڈ فال آف دی رومن امپائر مصنفہ گبن جلد ۶ صفحہ ۳۶۶

امر کا اقرار کرنا پڑتا ہی کہ انھون نے مسلمانون سے بہت کچھ سیکھا ہی اسلیئے کہ مسلمانون نے اپنے نام ستارونکی روشنی مین لکھدیئے ہین جو کبھی مٹنے والے نہین ہین اس سے مراد ستارون کے نام اور وہ علمی اصطلاحات ہین جو مسلمانون نے مقرر کیئے تھے مثلاً مارس= مریخ۔ مرکری= مشتری یا ایڈمرل= امیرالبحر اور مارگیرٹ= مروارید وغیرہ۔

لیکن اس موقعہ پر یہ امر نظرانداز کرنے کے قابل نہین ہی کہ اسپین و بغداد کی تباہیون کی وجہ وہ اندرونی فسادات اور خانہ جنگیان ہوئی ہین جنکا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد   موسیٰ با موسیٰ درجنگ شد

مذہب کے مخالفون کا ایک بڑا اعتراض یہ ہوا کرتا ہی کہ جو قومین یا جو لوگ اپنے مراسم مذہب کی پابندیون اور روایات مقدسہ کے تحقیق و تفتیش مین اُلجھے ہوے ہین اُنسے تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کی امید ہی کیا ہو سکتی ہی لیکن اسکے خلاف آسانی سے ثابت ہو سکتا ہی۔ مثلاً آہن پوش جہازات قطب نما اور بارود وغیرہ کی ضروری ایجادین جبر و مقابلہ و اشکال ہندسے کی ترقیم اکثر آلات علم ہیئت اور فارس (مراکو) کی یونیورسٹی اسی قوم کے مختصر علمی و عملی کارنامے ہین جسکا ایک فرقہ اگر اپنے نبیؐ کے سیر و اخبار تلاش و تحقیق کرنے کی دہن مین "سیروا فی الارض" کا توشہ لئے ہوے بخارا سے بصرے تک کی خاک چھان رہا تھا تو اُسی مذہب کا دوسرا گروہ دوسری طرف فلسفۂ یونان کی بنیادون کو متزلزل کرنے اور کلیسائے روم کے نقش و نگار کو حرف غلط ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا۔

اصل یہ ہی کہ مذہب و شایستگی اگر اسی کا نام ہی کہ ایک دوسرے کے حقوق تلف ہوتے رہین اور جاندارون کی نسلین بیدردی سے تباہ کیجایئن تو کسی مہذب گورنمنٹ کو اپنے ملک مین آئین و قوانین جاری کرنے کی ضرورت ہی کیا ہی۔ مثلاً گورنمنٹ آف انڈیا کو قانون شکار اور لایسنس وغیرہ کے قواعد و ضوابط نافذ کرنے کی جو

در دوسری اُٹھانا پڑتی ہی تعزیرات ہند کے عملدرآمد یا دیوانی مقدمات کے تصفیے
کے لئے سیکڑون دفاتر محکمہ جات عدالتین اور کونسلین قائم کرنے کا اسقدر طومار
ہے اور انتظام مالگذاری کے علاوہ خیراتی چندون کی جو بھرمار ہندوستان مین رہتی ہی
ان سبکا ماحصل دیکھا جاے تو سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہی کہ امن و امان قایم رہے
تاکہ دُنیا بھر مین دل آزاری نہ ہونے پاے اور راحت رسانی کی کوششین جاری
رہین "۔ لیکن اول تو مذہب ان تمام مدعیان تہذیب و شایستگی سے مخاطب ہوکے
کہتا ہے کہ ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو — تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

دوسری بات یہ ہی کہ انسان کو مذہبی رنگ مین آنے کے بعد بھی یہی معلوم ہوتا
ہے کہ کسی کی دل آزاری ہو گی تو ایک اعلیٰ حاکم کے سامنے جوابدہ ہونا پڑیگا اور
خلق اللہ کی راحت رسانی وہ اپنا فرض سمجھتا ہی۔ دنیا کے بڑے بڑے تقریباً کل مذاہب
مین ایسی ہی تعلیم و تلقین پائی جاتی ہی۔ چنانچہ وید مقدس مین اسدرجہ احتیاط کی گئی ہی
کہ موذی جانورون کے دفعیہ کو بھی ایک قسم کی دل آزاری یا پاپ کہا گیا ہی اور اگر رامائن
و مہابھارت کو تاریخی حیثیت سے دیکھیے تو بنی نوع انسان کے دو قوی دشمنون کو
نیست و نابود کر دینے والے وہی لوگ ہوے ہین جو راجہ رامچندر جی اور سری کرشن
مہاراج کے متبرک نامون سے پکارے اور یاد کیے جاتے ہین۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان تک کی پروا نہین
کی لیکن وہ اپنے حواریون کو ہدایت فرماتے ہین کہ کسیکی دل آزاری نہ کرو بلکہ اگر کوئی
ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے کر دو۔

حضرت پیغمبر علیہ السلام (روحی فداہ) کی شان یہ بتلائی گئی ہی کہ "عزیز علیہ
ما عنتم حریص علیکم و بالمومنین رؤف الرحیم" یعنی تمہاری تکلیفین

آپکو شاق ہین تمہاری بھلائی کے آپ دلدادہ ہین اور ایماندارون پر خاص نظر رحمت ہی۔ اسیوجہ سے مسلمانون کو دوسرون کے حقوق کی نگہداشت کیساتھ ہی اپنے ذاتی حقوق کے تحفظ کا بھی خیال رہتا ہی اور وہ جسمانی صفائی اور پاکیزگی کے علاوہ کھانے پینے اور عیش کرنے مین دیگر مذاہب سے نسبتاً زیادہ آزاد معلوم ہوتے ہین ؎

خراباتیان مے پرستی کنند محمد بگوید و مستی کنید ؏

لیکن مسلمانون نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنے لیئے ایک برادری قایم کرلی بلکہ بقول موسیو لیبان کے "مسلمانون نے ایک ایسی رواداری کا برتاؤ ظاہر کیا ہی جسکی مثال مشکل سے ملسکتی ہی انھون نے جن جن ملکون کو فتح کیا ہی وہانکے رعایا کے نہ صرف حقوق کی حفاظت کی ہی بلکہ اُن کے مذاہب اور رسم و رواج کی عزت و حرمت کرتے رہے ہین اور اُن کے علوم و فنون اور آثار قدیمہ کی قدر دانی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا"

مذہب کے مخالفون کا ایک اعتراض یہ بھی ہی کہ جن لوگون نے تہذیب و تمدن مین کوئی نمایان کام کیا ہی وہ یا تو لامذہب تھے یا اپنے ارباب مذہب مین قدر کی نگاہون سے نہین دیکھے گئے" لیکن ہم کہہ سکتے ہین کہ والمیک منوجی ہومر سینیکا ملٹن اور سینٹ پال کیا ایسے لوگ نہ تھے جنکی دنیا کو ضرورت تھی یا ابن رشد ابن خلدون البیرونی ابن سینا حکیم عمر خیام ابونصر فارابی اور ابن طفیل اندلسی وغیرہ کیا ایسے نہ تھے جنپر مسلمان فخر کرسکتے یا یہ سب کے سب دائرۂ اسلام سے خارج تھے ؎

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور اگر مذہب یا اسلام کا دار و مدار لوگون کی بدگمانیون پر ہی تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ سقراط کے جام زہر پلانے کی اصلی وجہ کیا تھی اور مسلمانون مین امام فخر رازی اور محی الدین عربی کی تکفیر کیون ہوئی حالانکہ یہ دونون خالص مذہبی رنگ مین ڈوبے ہوئے

تھے لیکن ہم اس امر مین اپنے مخالف دوستون سے متفق ہین کہ مذہب چند رسوم کی پابندی یا کسی خاص وضع ولباس کا نام نہین ہے بلکہ مذہب اُن اعتقادات کا مجموعہ ہی جو تہذیبِ اخلاق اور دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ولازمی ہون اس اعتبار سے جاپان جو آجکل شاہراہ ترقی پر چل رہا ہی اگرچہ کسی مستقل مذہب کا پابند نہین ہی لیکن وہ بھی انھین اخلاقی اصولون کو اپنا دستور العمل بنائے ہوئے ہی جنکی ہدایتین ہر سچے مذہب مین پائی جایئن گی ۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

اسیطرح ہندوستان مین شہنشاہ اکبر جہانگیر اور شاہجہان اگرچہ بعض رسوم مین بظاہر اپنے مذہب سے بیگانہ معلوم ہوتے ہین لیکن انصاف کا خون ہوگا اگر ان سلاطین کے کارنامے مذہبی رنگ سے جدا سمجھے جایئن یا ٹوڈرمل مان سنگھ اور فیضی و ابو الفضل کے نام مذہبی لوگون کی فہرست سے خارج کردیئے جایئن ۔

ہم موحد ہین ہمارا کیش ہی ترکِ رسوم	ملتین جب مٹ گیئن اجزای ایمان ہوگیئن

بقلم راقم

گوشہ نشین	ما بہ برہان و خبر پیرو ترسا نشویم
از ورنگل ۔ حیدرآباد دکن	تاریخ بت نہ پرستیم شکیبا نشویم

زیر خنجر مین جو قاتل سرنگون پہلے تھا	بے گناہون کا تری گردن پہ خون پہلے تھا
یہ بھی ممکن تھا کہ ہوتا یار تک دخلِ رقیب	مین شرف اندوزِ خدمت کیا کمون پہلے تھا

طلب ہوتی ہی مشاطہ قیامت ہونیوالی ہی	ہمین سکتہ ہی آئینہ کو حیرت ہونےوالی ہی
کوئی سرخدا ہی میکدہ مین واعظ آتا ہے	ہمین کو یا اُسی کو کچھ ہدایت ہونیوالی ہی

میر ولایت علی فردوس

شباب

طفلی خواب اور شباب جنگ اور پیری حسرت وافسوس کا نام ہی۔ بچپن کے خواب شیرین سے بیدار ہوتے ہی تلاش معاش اور کوشش تحصیلِ مقاصد مختلفہ کے علاوہ آدمی کو قسم قسم کے امراض۔ تغیرات۔ حوادث۔ افکار۔ وصدمات کا سامنا اور طرح طرح کی لالچون اور خواہشات کا مقابلہ کرنا ہوتا ہی۔ بچے اس سخت مقابلہ کے مکلف نہین اور پیر معذور ہین۔

پیری مین جدت وتازگی اور تعینِ مقاصد کی استعدادِ صالح دل ودماغ مین اور سعیِ جمیل کی قوت اعضا مین باقی نہین رہتی۔ افعال رفتہ بیشتر مجسّم انفعال۔ اور آنے والے تغیرات ہمیشہ ناگزیر۔ یہ باعثِ بیم ورجا اور وہ سراسر تاسف ہوتے ہین۔ قوای درونی وبیرونی اقتضاے سن سے مضمحل اور کثرت استعمال سے اکثر ناکارہ ہوجاتے ہین۔ اور بچون کے قوی کامل نہین ہوتے۔ وہ دراصل جوان ہین جنکے بازو کی قوت اور فکر کی خوبی پر اس معرکہ عظیمہ کی فتح وشکست کا دارومدار قدرت نے رکھا ہی۔

سہ پنج سالہ اسپ وسہ دہ سالہ مرد   کند ہرچہ خواہد بروز نبرد

مساعی شباب پر انسان کی تمام تر زندگی بلکہ جملہ زمانۂ استقبال کی موافقت ومخالفت کا انحصار ہی۔ یون تو آدمی جب تک زندہ رہتا ہی کچھ نہ کچھ کیا ہی کرتا ہی۔ لیکن وہ باثر۔ وہ بخت آزما افعال واعمال جو تمام آئندہ والی حالتون کو سدھارتے یا بگاڑتے اور قسمت کا فیصلہ کردیتے ہین۔ ریعان شباب کے افعال ہین۔ انکے بعد جو کچھ آدمی کرتا ہی انھین افعال کے ہمیشہ باقی رہنے والے اثر سے کرتا ہے۔ باقی عمر کی تمام حالتین اور جملہ کردار انھین افعال کے سبب نتیجے در نتیجے ہوتے ہین۔

اس ابتدائی زمانہ مین طبیعت جو رنگ اختیار کرلیتی ہی بس پھر جو نیا رنگ چڑھتا ہی اُسکی
مناسبت سے چڑھتا ہی۔ فطرت انسان کو نصیحت کرنے کے لئے ایک کامل اُستاد ہی
قوانین فطرت ایک کتاب ہین۔ تجربات اس کتاب کے سبق ہین۔ لیکن ان سبقون سے
آدمی بس اُنھین خیالات کے تناسب سے نتایج اخذ کرتا ہی جو (خیالات) آغاز شباب
مین دل و دماغ پر نقش کا الحجر ہو کر تکمیل قوی کے ساتھ کا لطبیعت ہو جاتے ہین
ان افعال کے حسن و قبح پر اک فقط باقی ماندہ زندگی کی کامیابی دنا کامی بہبودی
اور بربادی ہی کا انحصار نہین ہی بلکہ حیات جسمانی ختم ہونے کے بعد جو روحانی زندگی
شروع ہونیوالی ہی اُسکی راحت و تکلیف بھی یقیناً انھین افعال و اعمال کا بلاواسطہ
نتیجۂ ناگزیر ہوگی۔ سنا ہی کہ ایک حکیم نوجوانون کے آغاز شباب کے حالات معلوم
کرکے اُن کی آیندہ قسمتون کا حال بتا دیا کرتا تھا۔ گویا اُسکے نزدیک جوانی کی ابتدائی
چند برسون مین آیندہ زندگی کی تمام حالتین متضمن و مستتر ہوتی تھین۔

افعال کو قوی الاثر اور اس اثر کو پایدار کرنے کی خصوصیت سے زیادہ
اہم خصوصیت شباب مین اک اور بھی ہی۔ اور وہ یہ ہی کہ تمام زندگی مین بس یہی
زمانہ ہی جس مین فرایض بشری بخوبی ادا ہو سکتے ہین۔ دنیا مین انسان کو پیدا کرنے
سے قدرت کا اک خاص مقصد تھا۔ کچھ ایسے دشوار اور بزرگ کام لینے تھے جنکے
کرنے کی صلاحیت اُسکے سوا کسی مین نہ تھی۔ اس لئے ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
چنانچہ ایسے رنگا رنگ اور متعدد جذبات اور فوق العادت قوتین۔
آدمی مین مجتمع ہین۔ ایسے لطیف و کثیف۔ شریف و وضیع۔ عجیب و غریب اوصاف
اور قابلیتین وجود بشری سے توام ہین کہ اُن پر اک نظر غلط انداز بھی یقین دلاتی ہی
کہ انسان سے قدرت کو مخصوص خدمات لینا اور اس ضعیف البنیان کو اپنی ناقابل
الفہم منشا پورا کرنے کا آلۂ مخصوص بنانا تھا تب تو اُسکو وہ تخصیصات عنایت کیے ہین

جو کائنات بھر مین کسی دوسرے کو نہین دیئے - بلاشبہہ وہ جلیل القدر ظاہری اور باطنی قوتین جن سے باوقار کرنے کے لئے قدرت نے سارے موجودات سے صرف انسان ہی کو منتخب کیا خود ہی وجہ ثبوت ہین کہ ایسے کارہاے نبیلہ کے انجام دینے کے لئے وہ ودیعت ہوا ہی جنکوا نجام دینا تو کجا اُنکی بزرگی اور عظمت کا اندازہ بھی عالم ممکنات مین سواے انسان کے کسی دوسرے سے ممکن نہ تھا۔ انھین قوتون نے انسان کو اشرف المخلوقات اور خلیفۃ الارض بنایا ہی - ورنہ انکے بغیر اُس حیوانِ ناطق اور دوسرے حیوانون مین کچھ فرق وامتیاز نہ ہوتا۔ شباب ان تمام قوتون اور جذبات کے کمال کا زمانہ ہی- پس شباب ہی اُن بزرگ کامون کے کرنے کا موسم خاص ہی جو خلقِ انسانی کی علت غائی ہین-

لیکن بعض آدمی فطرتاً کچھ ایسے ہوتے ہین کہ بجاے جوانی کے بڑھاپے مین کام خوب کرتے ہین - دراصل ان لوگون کے جذبات پُرزور اور تخیل شعلہ زا اور طبیعتین حد سے سوا چنچین اور چلبلی ہوتی ہین اُنکی غیر معمولی جودتِ طبع جوانی مین انھین درجہ اعتدال پر قائم نہین رہنے دیتی - اُنکے تخیل کی جدت گویا کامیابی کے تسلسل کو سوختہ اور استقلال کو گستہ کردیتی ہی- وہ بوڑھے ہوکر کام کرنے کے قابل ہوتے ہین - امیر الامرا خان زمان علی قلی خان سیستانی - اورنگ زیب - انشاء اللہ خان انشا - جیولیس سیزر لیپ ٹیمس سرویس - اس قسم کے آدمیون کی کامل نظیرین ہین مگر جن کے جذبات مسکن اور طبیعتین مطمئن ہوتی ہین وہ جوانی ہی مین خوب کام کرتے ہین - جیساکہ ابو الفضل - اکبر اعظم - مرزا راجہ سوامی مان سنگھ اور جے سنگھ ادگسٹس سیزر - کوسمس ڈیوک آف فلورنیس - گسٹس ڈی فوٹیکس ماور اور لوگون کے حالات سے ظاہر ہے -

بعض آدمیون مین صغیر السنی مین اُنکی سن وسال سے زیادہ فراست

موجودت پائی جاتی ہے - یہ ہمیشہ قبل ازوقت بوڑھے ہو جاتے ہین - اگر اعضائے جسمانی کے لحاظ سے نہین تو قواے ذہنی اور دماغی کے لحاظ سے - غیر معمولی قابلیتین جسقدر جلد انمین پیدا ہوتی ہین اسیقدر جلد انحطاط پذیر بھی ہو جاتی ہین - شاہزادہ خورم اور شاہ عالم ثانی اس نوع کے نوجوانون کی جامع ومانع نظیرین ہین علم فصاحت کے مشہور ماہر ہرموجینیز کے آغاز شباب کی تصانیف کیسی نغز ونادر ہین مگر بڑھاپے مین یہی باکمال عام طور پر ناقابل بلکہ احمق خیال کیا جاتا تھا -

بعض آدمی معمول سے زیادہ ذی وجاہت اور شاندار ہوتے ہین لیکن جون جون جوانی گذرتی جاتی ہے اُن کی شان کم ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ بوڑھاپے مین بالکل ہی توقیر باختہ اور بے رونق ہو جاتے ہین - اس شان ظاہری کا سبب چند اوصاف ہین - جو بجائے خود قابل وقعت نہین لیکن جوانون کی شان وشوکت ظاہری بڑھا دیتے ہین - مثلاً ملاقاتین وسیع کرنے اور بڑے بڑے آدمیون سے شناسائی پیدا کرنے یا بیدھڑک اور مسلسل گفتگو اور بارعب الفاظ استعمال کرنے کی عادت - یا متعدد مضامین وعلوم وفنون کے متعلق اظہار واقفیت - جوانون کو خصوصیت کے ساتھ شاندار بنا دیتا ہے - اس قسم کے جوان اپنے کو اصلیت سے زیادہ قابل تصور کرتے ہین اسلیئے اصلی اور واقعی قابلیتون سے ہمیشہ بے بہرہ رہتے ہین کیونکہ اُن کی تحصیل کی جانب متوجہ نہین ہوتے - اور ازبسکہ اُن اوصاف ظاہری کی دیدہ زیبی جو جوانی مین انکی شان کا سبب تھی شباب کے ساتھ ہی رخصت ہو جاتی ہے - بڑھاپے مین انتہا کے بے رونق اور کم مایہ نظر آنے لگتے ہین -

بہر رنگ شباب اور پیری فقط سن وسال ہی سے عبارت نہین ہے بلکہ خیالات اور جذبات کی اک خاص حالت پر بھی ان کا اطلاق ہوتا ہے - بعض آدمی سن وسال کے حساب سے جوان مگر بلحاظ دانائی پیر ہوتے ہین ۵

کودکے کو بفضل پیر بود نزد اہل خرد کبیر بود

یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنی عمر کے ہر حصہ کو کسی نہ کسی مفید کام مین صرف کیا ہی۔ ان کے برعکس ایسے آدمی بکثرت ہین جو بوڑہے ہوگئے ہین لیکن عقل و علم کے لحاظ سے بچے بلکہ بچون سے کمتر ہین - ان لوگون نے اپنے گران بہا اوقات کو لغو اور ناسزا باتون مین رایگان کیا ہی۔ انسان اپنے زمانۂ حیات کو زیادہ نہین اگر بال وزر کے برابر بھی قیمتی سمجھے اور اُسکے گذر کر واپس نہ آنیوالے لمحہ لمحہ کو کم از کم اسی حزم و احتیاط سے صرف کرے جسطرح روپیہ پیسے کو صرف کرتا ہی تو تھوڑی عمر بھی بہت ہی ورنہ بڑی سے بڑی عمر بھی تھوڑی ہی۔

بعض زندہ دل بوڑھے انتہا کے ذکی الحس اور عسیر الجوش ہوتے ہین - یہ پیرانہ سری مین خوب کام کرتے ہین - بڑہاپے کی تجربہ کاری انکی جودت طبع کو جادۂ اعتدال سے بھٹکنے نہین دیتی - اُنکا جوش بڑہاپے کے ٹھنڈے دل کی سلجھی ہوئی راے کے انقیاد و تمیزی سے نہایت درجہ مفید و کارآمد ہوجاتا ہی - تاہم بڑہاپے اور جوانی کے کامون مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔

جوان کسی شئے کا اندازۂ صحیح کرنے کی بہ نسبت نئی چیزین خوب ایجاد کرتے ہین اور اُن کی ایجادون مین اک خاص جدت اور ندرت ہوتی ہی جو بوڑھون کی ایجادون مین نہین ہوتی - ان مین کسی عمدہ صلاح و مشورہ دینے کی بوڑھون کی سی قابلیت نہین ہوتی اگرچہ کام کرنے کی عملی قوتین کثیر و شدید ہوتی ہین - بجائے اسکے کہ کسی مستقل اور مسلسل کام کو پتہ مار کے کرین وہ نئے نئے کام خواہ کیسے ہی دشوار اور خطرناک کیون نہ ہون خوش اسلوبی سے کر گذرتے ہین - اپنے فرایض اسقدر بڑہا لیتے ہین کہ پورا نہین کرسکتے - اتنے کام ذمے لے لیتے ہین کہ انجام کو نہین پہونچا سکتے - ایسا بار اٹھانا چاہتے ہین جو ما فوق الطاقت ہو - مخالفین اس کثرت سے پیدا

کر لیتے ہین کہ اُنسے عہدہ برائی مشکل ہوتی ہے - اپنے پرایون مین بے اطمینانی اور برافروختگی کا دہ شعلہ بھڑکا لیتے ہین کہ بُجھائے نہ بُجھے - مطلب حاصل کیا چاہتے ہین مگر ذریع کی پروا نہین کرتے - زینہ طے کیے بغیر آسمان پر چڑھ جانے کی تمنا ہوتی ہے - آغاز مین انجام کار کی سی باتین کرنے لگتے ہین - ابتدا مین انتہا کی چارہ جوئیان کر گذرتے ہین - جو معدودے چند اصول اتفاقیہ ہاتھ لگ گئے ہون بس اُنھین کی پیروی کئے چلے جاتے ہین - ان اصولون کو نہ غلطیون سے پاک کرنے کا خیال کبھی آتا ہے نہ کامل کر لینے کا - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامیابی کی راہ مین قسم قسم کی قباحتین ایسی اُٹھ کھڑی ہوتی ہین جو ذرا پہلے خیال مین بھی نہ تھین اسلیے تدارک اور بھی مشکل ہو جاتا ہے - اپنی غلطیون کے معترف نہین ہوتے نہ چھوڑتے ہین اس لیے معمولی غلطیان بھی ایسی ناگہان اور شدید ہوتی ہین کہ کام کو ستیاناس کر کے چھوڑتی ہین - جوانون کے برعکس بوڑھون کی غلطیون سے کام کبھی برباد نہین ہوتا - بوڑھون کی بڑی سے بڑی غلطی بیش ازین نیست کہ کام کم ہوا یا دیر سے ہوا -

بوڑھے سوچتے بہت ہین کرتے کم ہین - ہزارون اعتراض اور انتہا کا پس و پیش کرنے کے بعد ذرا سا کام کرتے ہین - اسمین بھی جہان دقت واقع ہوئی یا کام بگڑتا نظر آیا اور یہ منفعل ہوتے اور فوراً ہی پچھتا اُٹھتے ہین - کمتر ایسا ہوتا ہے کہ کام کو تمام و کمال کر گذارین ورنہ نصف کام ہی پر قناعت کر لیتے ہین - تھوڑی کامیابی کو بہت سمجھتے ہین اور ہمیشہ ان کامون کو کرتے ہین جن مین ناکامی کا خطرہ کم ہو اور محنت کا ثمرہ جلد ملے - ایسے کامون پر متوجہ نہین ہوتے جنکا نتیجہ گو کیسا ہی عظیم و مستحسن کیون نہ ہو مگر سالہا سال کے بعد ملے - اگر کسی کام کو بوڑھے اور جوان ملکر کرین تو بوجوہ احسن انجام کو

پہونچے - بوڑھون کی کمزوریون کا جوانون کی قوتین نعم البدل ہون اور جوانون کے نقائص کا بوڑھون کے محاسن تریاق ہوجائین - کسی نے اس مضمون مین کیا خوب کہا ہی ؎

ہمت پیران دلیل ماست ہر جا میروم — قوت پرواز چون تیر از کمان داریم ما

سید محمود حسین جعفری

ممسک از تنگیٔ دل بیموت از جان بگذرد — بر در بنگاہ او روزیکہ مہمان بگذرد

در چمن آن غیرت گل چون خرامان بگذرد — بلبل از گل بگذرد گل از گلستان بگذرد

زان لب جان بخش چون رشحی چکد بر کام خضر — من گنہگارم گر او بر آب حیوان بگذرد

باز کن یارب تجلی بر فراز کوہ طور — تاکہ از ہوش و خرد موسی عمران بگذرد

در فراق شاہد گل اینقدر زاری مکن — باش ای بلبل کہ تا فصل زمستان بگذرد

دست و پای محتسب با خشت خم باید شکست — گر بہ بزم مے پئے تعذیر رندان بگذرد

بر سر کوے تو شیدائی تو چون برق و سحاب — گاہ گریان بگذرد ہم گاہ خندان بگذرد

بندہ شوخی را بکوے گلرخان رفتن رسید — بلبل شیدا سزد تا در گلستان بگذرد
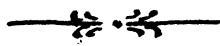
سیمیاے عالم فانی سرابے بیش نیست — غیر حق در چشم حق بینان نہ خوابے بیش نیست

گرد و پیش تو ہمہ دریاے ہستی حائل است — این تعین را کہ می بینی حبابے بیش نیست

چشم شوسر تا پا از بہر دیدارش کلیم — دور باش لن ترانی خود جوابے بیش نیست

این من و مائی کہ در اندیشہ با لدہر نفس — در میان بندہ و ایزد حجابے بیش نیست

بحث در طرز عمل باشد کراما کاتبین — نامۂ اعمال ما فرد حسابے بیش نیست

در نہاد ہر غمے راحت ودیعت بودہ است — رنج و غمہاے کہ داری گر شتابی بیش نیست

نغز می سنجد سخن و ز حشو دارد اجتناب — دفتر اشعار شوخی انتخابی بیش نیست

شیخ عالم علی شوخی

ریویو

تاریخ تمدن

چودہوین صدی عیسوی مین جبکہ مسلمانون کا ذخیرہ معلومات اس زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ کمال کو پہونچ چکا تھا۔ علامہ خلدون نے سب سے پہلے فلسفہ تاریخ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جسکی تمنا اٹھارہوین صدی تک علماء یورپ کیا کئے۔ مسٹر بکل نے جو اس فن کا امام تسلیم کیا گیا ہی بڑا سبب اس فن کی طرف سے مورخین کی بے التفاتی کا یہ قرار دیا ہی۔ مورخین عموماً علمی جامعیت کے اشخاص نہ ہوتے تھے چنانچہ وہ لکھتا ہی کہ "یہ عجب تماشہ نظر آرہا ہی کہ اگر ایک مورخ صاحب فن سیاست مدن سے ناواقف ہین تو دوسرے صاحب قانون سے بے بہرہ ہین تیسرے صاحب معاملات مذہبی اور تغیرات اعتقادی سے نابلد"! مگر مسلمانون کے عام خصوصیات کمال کیطرح یہ خصوصیت قابل لحاظ ہی کہ وہ علماء یورپ کیطرح ایک فنی نہین ہوتے تھے بلکہ تمام علوم مروجہ مین دستگاہ رکھتے تھے اور کسی خاص فن کیطرف توجہ کرنیسے اسکے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ شاعری و فلسفہ مین جو رقابت ہی اسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ افلاطون کو شاعری چھوڑنا پڑی اور ہومر کو فلسفہ لیکن ہمارے علماء اسلام شاعری مین بھی ویسے ہی پختہ کار ہوتے تھے جیسے کہ فلسفہ مین یہی وجہ ہی کہ علامہ ابن خلدون نے جب اس فن پر قلم اٹھایا تو انکی تصنیف اس فن پر اس زمانہ کے سرمایہ علوم و فنون کے لحاظ سے تو مکمل ہی ہی مگر وہ ہماری امید و ن سے بہی ارفع ہی۔ یہ موقع اسکا نہین ہی کہ اس تصنیف کے محاسن و خصوصیات بیان کئے جائین ورنہ ناظرین کو معلوم ہوتا کہ مقدمہ ابن خلدون کیا چیز ہی اس امر کا افسوس

کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ علامہ نے فلسفہ تاریخ تو تدوین کر لیا لیکن وہ اپنی تاریخ اس طرز پر نہ مرتب کر سکے جسکا اُنھون نے منصوبہ قایم کیا تھا جسکا سبب عدیم الفرصتی ہی - موجودہ تاریخ ابن خلدون دراصل واقعات مسلسل کی ایک بیاض ہی نہ کہ تاریخ - علامہ کے بعد اُن کے ایک شاگرد مقریزی نے اپنے استاد کے منصوبہ کو ممالک اسلام کی تاریخ انکے آیڈیل کے مطابق لکھنا چاہی لیکن وہ صرف مصر کے متعلق دو ضخیم جلدین لکھ چکا تھا کہ مرگیا اسکے بعد ہمکو جہان تک معلوم ہی کسی نے اسطرف خاص طور پر توجہ نہین کی اور ہمکو افسوس و خوشی کے ساتھ سدیو لیبان مصنف تمدن عرب کا ممنون ہونا پڑتا ہی -

یورپ مین اٹھارہوین صدی عیسوی مین وائکسو نے جو اصول قانون کا بانی ہی اس موضوع پر قلم اٹھانے کا ارادہ کیا اور اُسنے اپنا یہ خیال ان الفاظ مین ظاہر کیا "کہ جب ہماری طاقتون نے نیچرل سائنس مرتب کر لیا جسکا دوسرا نام نیچرل ہسٹری ہی تو کیا وجہ ہی کہ ہم سائنس آف ہسٹری نہ مدون کر سکین" لیکن افسوس ہی کہ یہ خیال عمل مین نہین آنے پایا تھا کہ وائکسو مرگیا تاہم اسکا یہ خیال بے اثر نہ ہوا اور فرانس ہی مین ایک شخص مانٹیکو اُٹھ کھڑا ہوا اُس نے روم کے عروج و زوال کی ایک تاریخ لکھی جسکے ساتھ فلسفۂ تاریخ کا بھی ایک رسالہ شایع کیا - اس رسالہ کا موضوع بحث اسدرجہ مشکل تھا کہ کہا جاتا ہی کہ فرانسیسی زبان مین اسقدر قوت ہی نہ تھی کہ وہ اس بار کو برداشت کر سکتی اسلیئے وہ اپنے صحیح مفہوم کو ادا نہ کر سکا اسطرح اسکی تصنیف اپنے ایفائے مقصد سے قاصر ہی - اسی دور مین ایک جرمن فلسفی ہیجل نے بھی ایک رسالہ فلسفۂ تاریخ پر لکھا مگر چونکہ مصنف نے خود کوئی تاریخی تصنیف نہین کی اسلیئے وہ رسالہ بھی دائرہ خمول مین پڑا رہا -

انیسوین صدی مین فرانس مین گیزو اور انگلستان مین بکل نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور اپنے ممالک کے تمدن کی تاریخین لکھین مگر موخر الذکر اپنی قابلیت و محنت کی وجہ سے اس فن کا امام تسلیم کیا گیا اور اول الذکر نے دربار شہرت مین وہ عزت نہ حاصل کی جو اسکے ہمعصر کو نصیب ہوئی۔ بکل نے انگلستان کی ایک تاریخ لکھی جسکی پہلی جلد جو فلسفہ تاریخ کے متعلق ہے ہمارے ریویو کا موضوع ہی افسوس ہے کہ اسنے دو ہی جلدین لکھی تھین کہ اسکی صحت نے جواب دیا اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے اسکو ایشیا کا سفر اختیار کرنا پڑا کہتے ہین کہ اس سفر سے اسکا مقصد اس مواد کا جمع کرنا بھی تھا جو وہ اپنی دنیا کی تاریخ کے لئے جسکا منصوبہ اسنے قائم کیا تھا چاہتا تھا۔ دمشق پہونچکر وہ سخت تپ مین مبتلا ہوا اور وہین انتقال کیا حالت نزع مین جو الفاظ اسکی زبان پر جاری تھے وہ یہ تھے "میری کتاب! میری کتاب! افسوس مین اسکو کبھی بھی نہ پوری کر سکونگا"! اس تصنیف کی اہمیت اور دلچسپی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ جیسے یہ کتاب شایع ہوئی فوراً یورپ کی تمام علمی زبانون مین اسکا ترجمہ ہو گیا۔ مرحوم منشی احمد علی صاحب بی اے ال بی نے اس کتاب کو اردو کا قالب پہنانا چاہا اور اُنھون نے پہلی جلد کا جو فلسفہ تاریخ کے متعلق ہی ترجمہ شروع کر دیا اس کتاب کے ترجمے مین چند دقتین تھین ایک تو معمولی اردو زبان کی بے مایگی لیکن سب سے بڑی جو دقت تھی وہ یہ تھی مسٹر بکل اتنے بڑے بڑے جملے لکھتے ہین کہ بعض وقت مبتدا خبر مین امتیاز کرنا دشوار ہو جاتا ہی تاہم ترجمہ کو دیکھکر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہی کہ مترجم نے کیسے اس اشکال پر غلبہ حاصل کیا۔ بکل کا سا حال خود مرحوم مترجم کا بھی ہوا کہ وہ کتاب کے چند بابون کے ترجمے کر چکے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور یہ انکی آرزو جسکے لئے وہ وکالت کے کثیر مشاغل سے وقت بچا کر صرف کرتے تھے

پوری نہ ہوئی - اور یہ حسرت ان کے دل مین رہی - ۵

لیک از مملکی پراگندہ ہمہ از بے سری وسامانی
این قدر مہلتش نہ داد اجل کہ بہ ترتیب شان بود بانی

پہلی جلد کے ساتوین باب کا ترجمہ اُن کے ایک نہایت قابل عزیز کر رہے ہین جو انشاد اللہ ہدیۂ ناظرین ہوگا - اس خیال سے کہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاے اور ناظرین کو مطالعہ مین تکلیف ہو کتاب کی دو جلدین کر دی گئی ہین اس وقت دو بابون کا ترجمہ شایع کیا گیا ہی جو ہمارے پیش نظر ہے - مترجم نے ایک مقدمہ تمہید المضامین کے نام سے کتاب کے شروع مین اضافہ کیا ہی مقدمہ کا موضوع "تمدن" ہے جسکی تفصیل کتاب کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے - اس عنوان کے تحت مین بہت سے دلچسپ مسائل آگئے ہین مثلاً تمدن کا مفہوم اسکی تعریف اسکی بابت علماء یورپ کا اختلاف آرا، تمدن کے عناصر وارکان، اسکے نتائج وثمرات - ہدایت نوع انسانی - تمدن کی مختصر تاریخ مذہب کا تمدن سے تعلق اور مذہب کا تمدن سے علاقہ - مذہب کے متعلق حکماء یورپ کی راے وغیرہ وغیرہ یہ سب مباحث اردو زبان کے لئے نئے ہین - اس تمہید المضامین کے بعد خود مصنف کا مقدمہ یا باب اول شروع ہوتا ہی جسمین ان امور پر بحث کی گئی ہی - فلسفہ تاریخ کی ضرورت - کیا فلسفہ تاریخ کی تدوین ممکن ہی - اگر ایسا ہی تو ابتک اسمین آسانی کیون نہ ہوئی اور وہ کونسی رکاوٹین تھین جنھون نے مورخین کو اسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - دوسرا باب قوانین طبعی کی تاثیرات سوسائٹی کی ترکیب اور اشخاص کے خصائل کی بابت قائم کیا گیا ہی - ہم آگے چلکر ہر ایک باب پر ریویو کرینگے مگر اسوقت مسٹر بکل کی نظریہ کی ایک آوٹ لائن (خلاصہ) درج کرتے ہین جو ہمارے ریویو کے سمجھنے مین کارآمد ہوگی

(۱) چونکہ مورخین کے زمرہ مین ایسے قابل اور ذہین لوگ نہین ہوے جیسے طبیعات مین کیپلر یا نیوٹن تھے اسوجہ سے کچھہ تو مورخین کی ناقابلیت اور کچھہ مسائل معاشرت کی پیچیدگی کی وجہ سے ان اصول کے دریافت کرنے کی طرف جو معاملات انسانی پر موثر ہین بہت کم توجہ کیگئی۔

(۲) چونکہ الٰہیات کا مسئلہ تقدیر ہمارے دائرہ علم سے خارج ہی اور اسلئے قابل وثوق نہین اور اسکے ساتھی علم مابعد الطبیعات کا مسئلہ مرضی مختار ضمیر کے غلطی نہ کرنے کے بے بنیاد اصول پر مبنی ہی اسلئے بلاکسی موانع ومزاحم کے سائنس اور خاصکر علم الاعداد اس امر کو بخوبی ثابت کرتاہی کہ انسانی اعمال وحرکات ایسے اصول کے تابع ہین جو طبعی قوانین کی طرح بالکل منتظم وباقاعدہ ہین۔

(۳) اقلیم سرزمین۔ غذا اور مناظر قدرت ذہنی ترقی کے اسباب ہین جنمین سے اول الذکر تین تو معاشرت پر دولت کے جمع وتقسیم کے ذریعہ سے بواسطہ اثر ڈالتے ہین اور موخرالذکر خیالات کے جمع وتقسیم کی صورت مین سوسائٹی پر بلاواسطہ موثر ہی مطلب یہ ہی کہ جب ظاہری مناظر پر از عظمت وجلال اور خوبصورت ودلفریب ہوتے ہین تو متخیلہ مین ہیجان اور عقل مین کمزوری پیدا کرتے ہین بخلاف اسکے جب یہی مناظر کمزور وسادے ہوتے ہین تو عقل قوی اور قوت متخیلہ ضعیف ہوجاتی ہی۔

(۴) ممالک یورپ اور دوسرے ممالک کے تمدن مین جو فرق ہے وہ یہ ہی کہ وہان کے تمدن مین فطرت کمزور اور انسان قوی نظر آتاہی اور یہان انسان کمزور اور فطرت قوی ہی یہی وجہ ہے کہ یوروپ نے فطرت کو اپنے مطابق بنالیاہی اور اسکے تمدن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہان مادی قوانین کو دائمی تنزل اور ذہنی قوانین کو دائمی ترقی ہوتی ہی۔

(۵) وہ قوانین ذہنی جنسے معاشرت کا نظم قائم ہوتا ہی مابعد الطبعی الفون یعنی افراد کے مطالعہ نفسانی سے نہین دریافت کئے جا سکتے بلکہ انکے حصول کا ذریعہ واقعات کا ایسا تخمینہ ہی جہان کسی قسم کے مانع یا مزاحم کی گنجایش نہین اور یہی طریقہ دریافت قوانین معاولت یا توسط کہلاتا ہی۔

(۶) انسانی ترقی اخلاقی قومی کا نتیجہ نہین کیونکہ یہ ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہتے ہین اور ان مین باہمی توازن ایسا قائم ہوجاتا ہی کہ اُنکا اثر کسی معتدبہ مدت تک نہین باقی رہتا ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ اس امر سے انکار تو غیر ممکن ہی کہ ان کے جذبات اور خیالات کا اثر پڑتا ہی لیکن اسکے ساتھ ہی چونکہ دوسرے افراد کے جذبات و خیالات اکثر اسکے مخالف ہتضاد ہوتے ہین اسلئے ان متضاد جذبات مین ایک ایسا توازن قائم ہوجاتا ہی کہ وہ کوئی مجموعی اثر نہین ڈالتے یہی سبب ہی کہ ان کے مجموعی حرکات و سکنات انسان کے مجموعی علم کی وجہ سے منتظم و باقاعدہ ہوتے ہین نہ کہ اخلاقی قوی و جذبات کی وجہ سے۔

(۷) افراد کی کوشش مجموعی حالات مین کوئی وقعت نہین رکھتی مشاہیر ہر زمانہ مین موجود ہوتے ہین اور اس زمانہ مین بھی ہین گو وہ نظام معاشرت کی بڑی مزاحم طاقت ہی کیون نہ ہون لیکن اُنکا اثر انھین کے زمانہ تک محدود رہتا ہی۔

(۸) علوم و فنون، مذہب، حکومت یہ سب تمدن کے نتائج و ثمرات ہین نہ کہ اسکے اسباب۔

(۹) تمدن کی ترقی شک اور سریع الاعتقادی کے مطابق اختلاف پذیر ہوتی رہتی ہی۔ اول سے مراد یہ ہی کہ ہر ایک موجودہ چیز مین شک کیا جائے اور اُسکی تفتیش کیجائے۔ دوسرے کا مطلب یہ ہی کہ بغیر جانچ پڑتال کے اُن معتقدات و مراسم کو شدت کے ساتھ مانا جائے جو اگلے زمانہ سے قائم چلے آتے ہین۔

یہ تھا خلاصہ مسٹر بکل کے عام نظریہ کا - اب سوال یہ ہی کہ مصنف کے نزدیک وہ کون سا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ہی جس تک اُس نے اس فن کے پہونچانے کا ارادہ کیا ہی ؟

وہ لکھتا ہی " یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اب اس (تاریخ) کی تحقیق کچھ ایسے بلند پیمانہ پر کرنا چاہیے کہ اب تک جو کچھ کیا گیا اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہو اور یہ کہ نہایت سر توڑ کوشش کرنا چاہیے - تاکہ تحقیقات کا یہ عظیم الشان اور کار آمد صیغہ بھی دیگر صیغہ جات کی سطح کے برابر پہونچ جاے - جس سے ہمارے علم مین ایک موازنہ اور تناسب پیدا ہو - × × × × × × × × × × × × × × × × × مین کوشش کرونگا کہ تاریخ انسانی کی تکمیل اس حد تک کر ڈالون کہ دیگر محققین نے نیچرل سائنس (طبیعات) کے متعلق جسقدر کیا ہی -"

اب ہم ہر ایک باب پر علیحدہ علیحدہ نظر ڈالتے ہین -

باب اول

جب انسان عالم وجود مین آیا اور اُسنے اپنے گرد و پیش کی چیزون پر نظر ڈالی تو اسکو انمین کسی قسم کی باقاعدگی و ترتیب نہ معلوم ہوئی دن رات ہمیشہ یکسان و برابر نہ ہوتے تھے - ہوائین کبھی گرم اور کبھی سرد چلتین تھین - بعض ستارے آفتاب کی طرح طلوع و غروب ہوتے تھے اور بعض آسمان مین بالکل ہی ساکت نظر آتے تھے - آفتاب و ماہتاب کسوف و خسوف کیوجہ سے کبھی کُل اور کبھی کچھ حصہ نظرون سے چھپ جاتے تھے خود انسان کے پاؤن کے نیچے کی زمین زلزلون سے حرکت کرتی رہتی تھی - اس قسم کے مناظر نے جو بظاہر غیر منتظم معلوم ہوتے تھے اس اعتقاد کی طرف رہبری کی کہ اس عالم کے مدبر بھی انسان کیطرح لاپروا و بے فکر ہین - امتداد زمانہ سے یہ بدنظمی باقاعدگی کیصورت مین

تبدیل ہونا شروع ہوئی۔ بعض چیزون کی تاثیرین نوع انسانی کے لئے مفید اور بعض کی تاثیرین مضر ثابت ہونے لگین۔ دنیا مین نیک اور خبیث ارواح کے وجود کا خیال ذہن نشین ہو گیا جو عالم خارجی و عالم باطنی مین ایک دوسرے سے ہمیشہ لڑا کرتے ہین۔ مگر جب مشاہدات انسانی نے قوت متخیلہ کی بہ نسبت زیادہ قوت حاصل کر لی تو اس قسم کی توہمات سے بھری ہوئی توجیہات بھی کم ہو چلین۔

بعض وہ مناظر جن کے آثار صاف صاف ایک دوسرے سے متضاد تھے ایک ہی قانون کے ماتحت اور بعض اوقات ایک ہی علت کے معلول نظر آنے لگے۔ جب معلومات انسانی نے اس حد تک ترقی کر لی تو علت و معلول اور اثر موثر کا دائرہ بہت ہی قریب ہو گیا۔ کسوف و خسوف بجائے غضب الٰہی کے مظہر ہونے کے زمین و آفتاب و ماہتاب کی متناسب دوری و منزلت کا لابدی نتیجہ سمجھے جانے لگے۔ المختصر ہر ایک منظر قدرت ایک قانون کا خواہ وہ ظنی ہو یا یقینی ماتحت کر دیا گیا۔ لیکن اس کلیہ سے انسانی افعال و خواص ابتک خارج رہے اور ہین۔ یہان اگر جذبات۔ عقل۔ ضمیر۔ خواہشات کے تنازع مین روحانی قوی جو زمانہ جاہلیت مین ہر منظر فطرت کے اصل سبب تسلیم کئے جاتے تھے ذی اثر و اقتدار مانے جایا کئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسانی افعال و خواص کی طبعی توجیہات ابتک کیون نہ ہو سکین اور اسکا خاص سبب کیا ہے؟ وہ لوگ جو اس امر کے مخالف ہین کہ انسانی حرکات و افعال کسی قاعدہ کے تحت مین داخل ہین وہ اسکا جواب یہ دین گے کہ انسان کی حالت اور چیزون سے بالکل ہی مختلف ہے اسمین ایک ملکہ موجود ہے جسکا نام مرضی مختار ہے جو ہر وقت ان تمام تعلقات کو توڑ سکتا ہے جو اسکے افعال کو باقاعدہ بنانا چاہتے ہین۔ تمام چیزون مین تو یہ اصول مسلم ہے کہ عدم موانع اور شرائط کے پائے جاتے ہی چند نتائج لابدی

طور پر پیدا ہوتے ہین مگر عالم انسانی مین آکر لفظ قانون کے معنی ہی کچھ اور ہوجاتے
ہین اور عسام چیزین تو کسی قاعدہ یا قانون کے مطابق عمل کرتی ہین مگر انسان وہ
قاعدہ یا قانون خود انتخاب کرکے اختیار کرتا ہی جس سے مخالفت یا انحراف اسکے
اختیار مین ہر وقت ہی - لیکن یہ طریقہ فطرت کے اس اقتصاد کے جو تمام عالم مین
جاری ہے مخالف ہی ! یہ امر قابل لحاظ ہی کہ انسان کے عام حرکات و سکنات
دراصل ظاہری حوادث کی تحریک کا نتیجہ ہوتے ہین کیونکہ انسان جو ارادہ کرتا
ہی اور جو فعل کرتا ہی اسکا کوئی نہ کوئی محرک ضرور رہتا ہی اور جس محرک کا اثر زاید
ہوتا ہی اُسیکا نتیجہ انسانکے افعال وخواص سمجھے جاتے ہین - دیکھو فطرتاً انسان اسی امر
کی خواہش کرتا ہی جو وہ اپنے لئے بہتر سمجھتا ہی کسی شے کو اچھا یا برا سمجھنے کیواسطے یہ
ضروری ہی کہ پہلے اسکے حسن و قبح کا بھی علم ہو - اگر انسان زہر کے اثر سے
ناواقف ہو تو وہ اسکو کھا لیگا لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوجائیگا کہ زہر مہلک ہی تو
وہ اسکے پاس بھی نہ پھٹکے گا - یہان یہ جتا دینا ضروری ہی کہ سوال زیر بحث مین حسن و
قبح سے اخلاقی حسن و قبح مراد نہین بلکہ یہ قانون فطرت ہی کہ جس شے کے متعلق
انسان کو یہ وثوق ہوجاتا ہی کہ وہ اسکے لئے مضر ہی تو اس سے حتی الامکان انسان
ہمیشہ پرہیز کرتا ہی اور جس شے کو وہ اپنے لئے مفید جانتا ہی اسکی طرف اسکا میلان
فطرتاً ہوتا ہی - مختصر یہ کہ اسکے تمام افعال کا مبنیٰ علم ہی - اس لئے اسکے محاسن
نتیجہ ہین اسکی واقفیت کا اور برائیان نتیجہ ہین عدم واقفیت کا - اسکی حالت
بالکل غلہ کے درخت کی ہی جسکو ہم عمدہ قطعہ زمین مین بوتے ہین جہان اس امر کا
خیال رکھتے ہین کہ اسکو صاف اور تازی ہوا اور روشنی مل سکے - گرم ہوا اور ہر قسم
کے مخالف اثر سے وہ محفوظ رہے اسکی بیکار شاخین اسلئے توڑ ڈالی جاتی ہین کہ تمام ترنمو کا
زور کارآمد شاخون پر صرف ہو ان انتظامون اور نگہداشتون کے بعد وہ درخت اپنی

استعداد کے مطابق پورے نمو پر آتا ہی گو انسان کے قویٰ وخصائص اعلیٰ ہین اور درخت سے مختلف بھی ہین اور خاصکر اسکی یہ استعداد کہ وہ اپنے موافق وغیر موافق حالات مین خود تمیز کرلیتا ہی درخت مین نہین پائی جاتی اور یہ کہ جس شے کو وہ اچھا سمجھتا ہے اختیار کرتا ہی تاہم اُسمین یہ قدرت نہین ہی کہ آزادی سے وہ ہر اس شئے کو اختیار کرلے جس کے مفید یا مضر ہونے کا اسکو علم نہین ہے اسلیئے کہ یہ تمیز کہ کون سے امور مفید ہین اور کون سے غیر مفید اُسکو ظاہری حالات کی بنا پر حاصل ہوئی ہی جو اسکو اس درجہ وجود تک پہونچانے مین کامیاب ہوئے ہین اسلئے ہمارا خیال صحیح ہی کہ انسان کے حالات غلہ کے پودے کے نمو سے ملتے جلتے ہین اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ انسان کی ترقی وکامیابی نتیجہ ہے اسکی معلومات کی ترقی کا - اگر ظاہری حالات کا ذہن انسانی کے عوارضات سے مقابلہ کیا جاے تو یہ صاف نظر آتا ہی کہ اسکے حرکات وسکنات سلسلہ علت ومعلول سے وابستہ ہین جب حالت یہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ انسان کے افعال وخصائص کسی فلسفہ یا سائنس کا موضوع بحث نہ بن سکین اس تمام تقریر کے بعد بھی ایک گروہ اٹھ کھڑا ہوگا اور یہ کہیگا -

"کہ انسان کے معاملات مین کچھ رازہاے سربستہ ہین اور کچھ امور محض قضاوقدر پر مبنی ایسے ہوتے ہین جو ہماری تحقیقات کی دسترس سے باہر ہین اور اسی وجہ سے انکی آیندہ رفتار ہم سے پوشیدہ رہے گی" اس اعتراض کا جواب تو بالکل معمولی ہے اور قریب قریب وہی ہی جو ہم اوپر دے آئے ہین لیکن مسٹر بکل نے اس بحث کو صاف کرتے ہوے یہ دلچسپ بحث چھیڑ دی ہی کہ - آیا انسان (اور بدینوجہ انسانی جماعتین) کے افعال وحرکات کچھ معززہ قوانین کے محکوم ہین یا یہ کہ وہ محض نتیجہ ہین بخت واتفاق یا مافوق الفطرت مداخلت کا جسکو صاف کرنے کے لئے انھون نے تقدیر اور مرضی مختار کی ابتدا پر بحث کی ہی جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم یہان مختصر

طور پر لکھتے ہین۔ وہ لکھتا ہی کہ وہ خانہ بدوش تو مین جو مچھلی ملنی اور شکار کرنے پر اپنی
زندگی گذارتی ہین اس خیال مین مگن رہتی ہین کہ اُنکا آذوقہ در اصل ایک
اتفاقی سبب کا نتیجہ ہے اور اگر وہ اس حالت پر قائم رہین تو ان کے لیئے یہ اصول بخت
و اتفاق ہر امر کی تشفی بخش توجیہ ہو سکتا ہی مگر جب وہ اس زندگی سے ترقی کرتی ہین
اور زراعت کرنا شروع کرتی ہین تو اُنکا تمام سامان معیشت جسکی اُنکو ضرورت ہوتی ہی
اُنکے حیطۂ اقتدار مین آجاتا ہی۔ جو غلہ وہ زمین مین ڈالتے ہین اور جو وہ کاٹتے ہین اسکی
یکسانیت نتایج کی باقاعدگی کیطرف رہبری کرتی ہی اور وہ زمانہ مستقبل کے متعلق یقین
و اذعان رکھتے ہین جسکا وجود کبھی بھی اُنکی پہلی زندگی مین نہ تھا اسی مقام سے واقعات
مین تسلسل کا دھندلا سا خیال انکو پیدا ہوتا ہی جو آگے بڑھکر نوامیس فطرت کہلاتا ہی۔
جس قدر یہ اصول روشن ہوتا جاتا ہی اسیقدر اسکے مقابلہ مین اصول بخت و اتفاق ماند
پڑتا جاتا ہی اور آخر مین جاکر بخت و اتفاق مرضی مختار کی صورت اختیار کرلیتا ہی اور تسلسل
ضروری تقدیر کی شکل مین نمایان ہوتا ہی فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر علما ما بعد الطبیعات
کی بلند پروازی کا نتیجہ ہی اور موخر الذکر وہ ہی جس نے اہل مذہب کی گود مین پرورش پائی ہی
اسکے بعد مسٹر بکل نے مسئلہ تقدیر اور مرضی مختار کی تردید کی ہی۔ وہ لکھتا ہی کہ اول الذکر
(تقدیر) کے حامی ایسے مفروضہ پر چلتے ہین جس کی ادنی تعریف یہ ہی کہ اسکی بابت
آجتک اُنھون نے کوئی معقول شہادت نہین پیش کی وہ چاہتے ہین کہ ہم یہ اعتقاد
رکھین کہ خلاق عالم نے باوجود اپنی رحمت عامہ کی سبسے وہ خود بخوشی تسلیم کرتے
ہین ایک حکیمانہ تفریق مقبول و غیر مقبول مین قائم کردی ہے یہ کہ اُسنے روز ازل سے
کرورہا مخلوق کے واسطے جو ابھی پیدا بھی نہین ہوئی ہی اور جسے صرف اُسکی قدرت ہی
وجود مین لاسکتی ہے عذاب الیم مقرر کردیا ہی اور یہ کہ اسنے یہ جو کچھ کیا کسی اصول عدالت کے
لحاظ سے نہین کیا بلکہ شخصی خود مختار حکومت و سطوت کے زور مین کر ڈالا ہی پھر وہ

وہ کہتا ہی کہ یہ اصول جسقدر بے میل و بے جوڑ ہے اُس سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو ایک علمی تحقیقات مین اسکو بے برگ و ثمر سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ ہماری معلومات کے احاطہ سے خارج ہی اور ہمکو اسکے صدق و کذب پر یقین کرنے کا کوئی ذریعہ حاصل نہین۔

وہ لوگ جو مرضی مختار کو مانتے ہین اپنے دعوے کی دلیل مین یہ امر پیش کرتے ہین کہ ہر شخص اس بات کو جانتا اور محسوس کرتا ہی کہ وہ ایک فاعل مختار ہی اور اگرچہ کیسے ہی نازک دلائل پیش کئے جائین لیکن ہمارے سرون سے یہ سودا نہین نکل سکتا کہ ہم ایک مرضی مختار رکھتے ہین - اس دعوے مین دو مفروضات ہین اول تو ایک خاص خود مختار ملکہ ہی جسکو ادراک کہتے ہین اور دوسرے یہ کہ جو کچھ یہ ملکہ ظاہر کرتا ہی اُسکی تردید نہین ہوسکتی - اول تو یہی یقینی نہین ہی کہ یہ ادراک بھی کوئی ملکہ ہی بلکہ بعض نہایت قابل اہل نظر کی راے ہے کہ یہ ادراک صرف نفس ذہن کی ایک حالت ہی جبکہ یہ واقعہ ہی تو ساری دلیل باد رہوا ہوجاتی ہی - کیونکہ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے کہ نفس ذہن کے تمام ملکات یکسان صحیح و درست ہوتے ہین تب بھی کوئی شخص نفس ذہن کی ہر ایک حالت کے بارہ مین (جو اتفاقیہ پیدا ہو) یہ دعوی نہین کرسکتا کہ وہ صحیح ہی اس اعتراض سے درگذر کرکے اگر ہم یہ مان بھی لین کہ ادراک بھی طبیعت کا کوئی ملکہ ہی تو ساری تاریخی شہادت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ یہ بالکل مخدوش ہی - تمام ان بڑے بڑے طبقات و درجات مین جسمین بنی آدم ترقی و تہذیب کی جادہ پیمائی مین ہوکے گذرے ہے نوع انسانی بعض ایسی خصوصیات ذہنی یا معتقدات مذہبی کے سبب ممتاز رہی ہی کہ جن کا اثر اس زمانہ کے مذہب و فلسفہ و اخلاق پر باقی رہگیا ہی انمین سے ہر ایک عقیدہ جس کو ایک زمانہ مین لوگ داخل ایمان سمجھتے تھے دوسرے دور مین موجب تحقیر سمجھا گیا اور پھر انمین سے ہر ایک اپنے اپنے وقت مین قلوب انسانی سے اتنا وابستہ اور اسکے ادراک کا ایسا جزو لاینفک بنا رہا ہی - جیسے کہ وہ ملکہ جسے ہم مرضی مختار کے نام سے

تعبیر کرتے ہین - لیکن یہ ناممکن ہی کہ ادراک کے یہ کل ثمرات سچ ہون کیونکہ انمین سے بہتیرے ایک دوسرے کی نفی کرتے ہین پس تاوقتیکہ ہر ایک زمانہ مین سچائی کے مختلف معیار قرار نہ دیجائین یہ بدیہی بات ہی کہ ایک انسان کی شہادت ہرگز کوئی ثبوت اسکا نہین ہی کہ وہ سچ بھی ہی کیونکہ اگر ایسا ہو تو دو مسئلے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہین - چاہیئے کہ وہ دونون مساوی طور سے سچ ہون - علاوہ اسکے روزمرہ کے طرز عمل سے ایک اور بات بھی نکل سکتی ہی یعنی کیا بعض خاص حالات مین ہم لوگ دیو - پری - اور آسیب وبلا کے وجود کا ادراک نہین کرتے ہین ؟ اگر اس دلیل کے قطع کرنیکی کوشش یہ کہہ کے کیجائے کہ ایسا ادراک ظاہری ہے اصلی وحقیقی نہین ہی تو مین یہ پوچھونگا کہ وہ کون شے ہی جو اس بات کا تصفیہ کر سکتی ہی کہ فلان قسم کا ادراک اصلی وحقیقی ہی اور فلان قسم کا ظاہری وغیر اصلی اگر یہ بر فخر ملکہ ہمکو بعض بعض چیزون مین دھوکا دیتا ہی تو ہمارے پاس اسکی کیا ضمانت ہی کہ دیگر مواقع پر دھوکا نہ دیگا اگر اسکی کوئی ضمانت نہین ہی تو یہ ملکہ ہرگز لایق اعتماد نہین ہی اور اگر کوئی ضمانت ہی تو (چاہے وہ کچھ ہو) اسکے وجود ہی سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی ایسی شئے کی ضرورت ہی جسکا ملکۂ ادراک محکوم ومطیع ہو اور اس بات سے ملکۂ ادراک کے اعلیٰ وافضل ہونے کا وہ اصول باطل ہوا جاتا ہی -

علماء یورپ مین سے اکثر نے مسٹر بکل کے اس عجیب وغریب نظریہ پر منہ توڑ اعتراض کئے ہین جسکے پیشرو کینن کنگسلے اور مسٹر فراوڈ ہین دونون کے اعتراض قریب قریب ایک ہین اسلئے موخر الذکر کے وہ اعتراضات جو انھون نے رائل انسٹیٹیوشن کے ایک لکچر مین جو ۵ فروری ۱۸۶۴ء مین دیا تھا کئے ہین - ہم یہان پر نقل کرتے ہین اسکے بعد اسکا جواب دینگے -

(۱) جب کہ اسباب طبعی مرضی مختار کے کسی اصول کے پابند نہین ہو سکتے

توانکے لئے لفظ سائنس کا استعمال کرنا بالکل ہی بے موقع ہے اگر انسان کسی فعل کے کرنے اور نہ کرنے مین مختار ہے تو اُسکے وہ افعال کسی حقیقی سائنس کا موضوع نہین بن سکتے اور اگر وہ کسی سائنس کے موضوع بن سکتے تو مسئلہ مرضی مختار بے بنیاد ہو جاتا اور انسان اپنے کسی فعل پر تعریف و ملامت کا مستحق نہ رہتا۔

(۲) جب حالت یہ ہے تو انسانی افعال کے متعلق نہ تو کسی قسم کی پیشین گوئی کیجا سکتی ہے اور نہ گذشتہ افعال کی توجیہ ہو سکتی ہے۔

(۳) اگر مسٹر بکل افراد کے متعلق جو پیچید گیان ہین انسے یہ کہکر نجات حاصل کرلین کہ ہم جو حکم کسی قسم کا کرینگے وہ مجموعی افراد کی حالت پر نظر ڈالکر اسکا اوسط نکال لینگے لیکن بدقسمتی سے یہ کچھ ضروری نہین کہ ایک نسل کا اوسط وہی ہو جو دوسری کا کوئی دو قومین یا نسلین ایک سی کبھی نہین ہوتین۔

(۴) تاریخ مین مناظر کی تکرار نہین ہوتی ہم اُن واقعات پر جو تاریخ مین درج ہین اور پھر دوبارہ واقع نہین ہو سکتے بھروسہ کرنے پر مجبور ہین کیونکہ یہان کسی قسم کا تجربہ غیر ممکن ہے اور ہم اپنے قیاس کی جانچ کرنے کے لئے بار بار واقع ہونے والے واقعہ کو نہین ملاحظہ کر سکتے۔

مسٹر فراوڈ کا پہلا اعتراض تو وہی ہے جو ہم اوپر کر آئے ہین اگر اُنھون نے بکل کی تقریر کو غور سے پڑھا ہوتا تو اُنکو اس اعتراض کی کبھی جرأت نہ ہو تی تاہم اتنا ضرور کہین گے کہ اگر ہم یہ اعتراض تسلیم کرلین تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ انسان کے ذہنی عوارضات و حالات مین بھی سلسلہ علت غائب ہو جائے اور وہ قابل اعتبار نہ ہون اسطرح علم النفس یا سائیکالوجی بھی سائنس کہلائے جانیکا مستحق نہ رہے۔ دوسرا اعتراض اس امر پر مبنی ہے کہ بعض خود مختارانہ افعال انسانی کے متعلق کوئی پیشینگوئی نہین کیجا سکتی حالانکہ اس واقعہ کو نظر انداز کردیا جاتا ہے کہ وہ بسیط اختیار جو انسانکی

روزانہ معاشرت مین کام کرتا ہی بیحد باقاعدہ و منضبط ہی اور بنظرِ غالب اُس سے
صیحح نتائج اخذ کئے جاسکتے ہین جسطرح ہم ایک شخص کے مزاج سے واقفیت
حاصل کرنے کے بعد اسکے حرکات و سکنات کے متعلق پیشین گوئی کر سکتے
ہین ایسی پیشین گوئی ہم کسی دوسرے امر کے متعلق کامل وثوق کے ساتھ نہین کرسکتے
مثال مین دیکھو جب کوئی گاڑی سامنے سے آتی ہو تو ایک ہزار مین نو سو ننا وے
ایسے آدمی ہین جو راستہ سے ہٹ جاتے ہین - ایک شخص کسی ضرورت سے ریل پر
سفر کرنا چاہتا ہی اسکو معلوم ہی کہ اسٹیشن تک دو راستے ہین ایک کی مسافت ایک
ہی میل ہی اور دوسرے کی دو میل ظاہر ہی کہ وہ ایسی حالت مین پہلا راستہ اختیار
کرے گا - اگر زیادہ ضرورت ہوگی تو وہ وقت بچانیکے لئے دوڑے گا یا سواری
پر جائیگا - کبھی ایسا ہوتا ہی کہ عام عادات اور امید کے خلاف نتائج ظاہر ہوتے ہین
مگر اسکے خاص علل و اسباب بھی ہوتے ہین مثلاً روزمرہ کے خرچ کی چیزین ایک
نزدیک کی دوکان سے سستی اور عمدہ ملسکتی ہین لیکن کوئی شخص کسی دوسری دوکان
سے جو فاصلہ پر ہی وہی چیزین خریدتا ہی جہان اُسنے گران اور کم درجہ کی ملتی ہین
ظاہر ہی کہ ایسی صورت مین موخرالذکر دوکان والے سے اور اس دوکان دار سے
کچھ خاص معاملات ضرورت ہوگی - کیا یہ ممکن ہی کہ اس قسم کے واقعات اس عام اصول کو
کہ جہان عمدہ اور سستی چیزین ملتی ہین وہین سے لوگ خریدتے ہین توڑ سکتے ہین
اس قسم کے واقعات قابل لحاظ نہین ہین بلکہ اس کلیہ کے مستثنیات مین داخل ہین
جب انسانون کے عام افعال و حرکات اپنے محرکات کی باقاعدگی کی
وجہ سے اس درجہ منتظم ہو سکتے ہین تو کیا وجہ ہی کہ معاشرتی مسائل و حوادث مین
یہ نظم نہ پیدا ہو دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہی کہ حوادث کے متعلق کمی و کیفی پیشین گوئیان
مرتبہ تحقیق و صدق مین متفاوت ہوتی ہین اس لئے یہ نہین کہا جاسکتا کہ جو پیشین گوئیان

مرتبہ تحقیق مین اعلیٰ ہون وہی کسی فن کا موضوع بن سکتی ہین مسٹر فراوڈ نے سائینس کی تعریف کی تعیین مین نہایت درجہ مبالغہ سے کام لیا ہی جسکو دیکھکر قطعی طور سے یہ ماننا پڑتا ہی کہ بہت سے کار آمد علوم و فنون سائنس کے دائرہ سے نکل جائین۔ مثلاً علم الجو پر نظر ڈالو تو بعض ایسے حوادث نظر آئین گے جو عام اصول کے خلاف ہین لیکن ان سے ان کلیات مین کسی قسم کی کمزوری نہین پیدا ہوتی ہندوستان مین برسات عموماً جنوبی و مغربی موسمی ہوا کی وجہ سے ہوتی ہی اور ہر سال ہمکو یہ یقین ہی کہ آیندہ سال الفین مہینون مین برسات ہوگی اور خاصکر ہندوستان ایسے زراعتی ملک مین جہان اسی تیقن پر زندگی کا دار و مدار ہی تاہم گذشتہ کئی شہادتون سے اس تواتر مین خلل پڑگیا اس بنا پر علم الجو کا مندرجہ بالا کلیہ غلط ہوا جاتا ہے یہ خیال غیر ممکن ہی گو حقیقی پیشین گوئیان نہین کیجا سکتی ہین مگر تاہم قیاسی و تخمینی پیشین گوئیان ممکن ہین اگر فلسفۂ تاریخ کے واقعات اس درجہ مشخص و مقرر نہ ہوتے تب بھی تاریخ کا فلسفہ ممکن تھا۔ آخری اعتراض کا جواب تو دیا ہی نہین جا سکتا کہ تاریخی واقعات مکرر ہوتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک واقعی امر ہی ہم اس اعتراض کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہین کہ معاشرت کے مسائل بہت کچھ ہر حالت مین ایک دوسرے سے مختلف ہین تاہم اسکا جواب بہت صاف ہی اور وہ یہ ہی کہ کسی سائینس مین جسکا مبنی مشاہدات پر ہے حوادث کی تکرار ایسی نہین ہے جیسی کہ فلسفہ تاریخ مین ہی خود علم الافلاک مین جو تمام علوم مین زیادہ موثق اور صحیح ہی یہ بات نہین پائی جاتی ستارون کا اجتماع کبھی ایک سا نہین ہوتا ایسی تکرار بالکل تخمینی ہوتی ہے علم جیالوجی (طبقات الارض) کے حوادثات بھی کبھی ایک سے نہین ہوتے حالانکہ یہ دونون سائینس ہین۔

اس موقعہ پر یہ جتا دینا ضروری ہی کہ فلسفہ تاریخ نے اب سوشل سائینس کی

صورت اختیار کر لی ہی اور بجاے تاریخ کے ایک جز ہونے کے بالذات ایک مستقل فن بنگیا ہی ہاسپنسر نے صرف اس فن پر ایک مستقل کتاب مین ریویو کیا ہے جسکا نام "اسٹڈی آف سوشیالوجی ہے" اور آج یوروپین لٹریچر پر اس فن کا تصرف اس درجہ ہی کہ یہ کہنا بالکل بیجا نہین ہی کہ بغیر سوشل سائنس کے کافی مطالعہ کے پبلک لٹریچر مین حصہ لینا غلطی ہی۔ (باقی آیندہ)

ضیاء الحسن علوی

سالومن کمپنی کا مجرب عرق دافع ملیریا

ہر قسم کے تپ و لرزہ اور طحال و جگر کی بیماریون مین اکسیر کا کام کرتا ہے ۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

سالومن کمپنی ۔ دواخانہ انگریزی

امین آباد لکھنؤ

تاریخ تمدن

بکل کی ہسٹری آف سویلیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ ۔ حسب فرمایش انجمن ترقی اردو ۔ مرحوم منشی محمد احد علی ۔ بی اے ۔ ایل ایل بی کی اعلی قابلیت کا نمونہ ۔

اعلی قسم کے کاغذ پر اور مجلد نسخہ کی قیمت ۔ عہ؎

اوسط درجہ " " " ۔ عہ؎ } محصول ذمہ خریدار

" " غیر مجلد ۔ عہ

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ

یا

دفتر رسالۂ الناظر ۔ لکھنؤ سے طلب فرمایئے

مناجات

اے خدائے کارسازِ بے نیاز   با ذبیحِ زارِ خود لطفے بساز

رحم کن بر حالِ زارِ بیکسی   اے بفریادِ گنہگاران رسی

من نمیخواہم ز دنیا سلطنت   من نمیخواہم عروجِ آخرت

من نمیخواہم کہ بخشی جنتم   حور و غلمان آوری در خدمتم

من نمیخواہم کہ سردارم کنی   روزِ محشر گرم بازارم کنی

انبیا و اولیارا اینہمہ   اتقیا و اصفیارا اینہمہ

منکہ باشم بندۂ آوارۂ   ناسزائے ناکسے ناکارۂ

من کجا و ان نعمتِ عظمیٰ کجا   من کجا و ان راحتِ عقبیٰ کجا

عمر در حرص و ہوا فرسودۂ   راہِ ہر جرم و خطا پیمودۂ

سالہا در خوابِ غفلت ماندۂ   دامن از یادِ خدا افشاندۂ

تیرہ قلب و تیرہ صدر و تیرہ روے   خیرہ چشم و خیرہ کار و خیرہ گوی

از تو میخواہم بصد عجز و نیاز   ذرۂ درد دل ای بندہ نواز

آنکہ تاباند چو آتش خاکِ من   وانکہ سوزاند خس و خاشاکِ من

زانکہ نغمتد دل بشوقِ بندگی   وانکہ بخشد ذوقِ سرافگندگی

آنکہ دل را رغبتِ طاعت دہد   وانکہ جان را قوت و راحت دہد

آنکہ سوزد خرمنِ جانم چو برق   در زند آتش ز پایم تا بفرق

آنکہ سازد سینہ ام را داغ داغ   وانکہ افروزد بہ یک دل صد چراغ

آنکہ در دل کربِ جانطلب آورد   وانکہ جان را در تپے تا لب آورد

تا رہم از صحبتِ ناسوتیان   تا بگیرم دامنِ لاہوتیان

تا ز مکروہاتِ دنیا وارہم   تا بسودای تو خوش خوش جان دہم

مدتے شد کز درت بگریختم   دل بدنیاے دنی آویختم

ہرچہ کردم کردہ ام ناکردنی   ہرچہ خوردم خوردہ ام ناخوردنی

ہرچہ گفتم گفتہ ام ناگفتنی   ہرچہ خفتم خفتہ ام ناخفتنی

بودہ ام یارب ز اعمالِ تباہ   ہم بدین و ہم بدنیا روسیاہ

سنگ بر سنگ از حوادث خوردہ ام[1]   تا بدرگاہِ تو رو آوردہ ام

گو سزاوارِ معافی نیستم   لایقِ عفوِ معاصی نیستم

رحم کن رحم اے خداوندِ کریم   زانکہ نامِ تست رحمٰن الرحیم

سوے من منگر بسوی خود نگر   روی من منگر بروے خود نگر

اے فدا جانم بنامِ پاکِ تو   وے سرِ من بستۂ فتراکِ تو

بین کہ اینک بر درت افتادہ ام   دل بشوقِ بندگیت دادہ ام

انت مولائی مران از درمران   انت آقائی مران از درمران

من نگویم برترین جایم بدہ   بلکہ در پائین ہر پایم بدہ

تا کنم ورد از کسانِ خویش دار   لیک گردِ آستانِ خویش دار

تا کشد ہر دم دماغم بوے تو   گرچہ باشم از سگانِ کوے تو

اے خوشا وقتیکہ بینم خویش را   از حضورِ دل براہت جبہ سا

اے خوشا بختیکہ سازد پایمال   چون منے را بردرت یاذی الجلال

محمد اسمعیل۔ ذبیح۔ چھپراموی الفرخ آبادی۔

[1] مصنف کا ایک پسر جوان بی اے ایل ایل بی۔ سید محمد ادریس نام جولائی ۱۹۰۷ء مین اور مصنف کی زوجہ جو خواجہ عزیز الدین صاحب کلمہ نوی کے عزیزون مین تھین جنوری ۱۹۰۹ء مین فوت ہو گئین اس شعر کا مفہوم ان حادثات پر مبنی ہے ۱۲۔

نوید غیبی

اتفاقاً ایکدن اک باغمین پہونچے جو ہم
نوجوانانِ چمن کا قہر ڈھاتا تھا نکھار

دیکھکر نیرنگئ گلشن بہت حیرت ہوئی
باغبان نے کین تھین ایجادین نرالی اختیار

شک نہین اسمین سلیقے سے سنوارا تھا چمن
بے حجابانہ گل و بلبل تھے باہم ہمکنار

نرگسِ مخمور اک گوشہ مین شرمائی سی تھی
سرو سے قمری کا ملنا تھا جو اُسکو ناگوار

نوجوانانِ چمن طرار و شوخ و بے نقاب
جھومتے تھے ناز سے جسطرح پی کر بادہ خوار

عارضِ ہر گل پہ دیکھا ہمنے آزادی کا رنگ
رنگ بھی کیسا بہت پختہ نہایت پائدار

بڑھ رہی تھی اپنی حیرت چشمِ نرگس کیطرح
ناگہان ہمکو ملا اک پیر مرد آگاہ کار

اُس سے پوچھا ہمنے کیون ای خضرِ راہِ معرفت
کونسا یہ باغ ہی یہ کون سے ہین گلعذار

پیر روشن دل نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ کہا
"باغِ اخلاقِ جدید" اسکا ہی نام اے نامدار

باغبان اس گلشنِ شاداب کی تہذیب ہی
سب نسیمِ مغربی کے دم سے ہی اسکی بہار

عیب ہے بد تر سمجھتے ہین یہان شرم و حیا
اسلیئے کی ہی گلون نے بیحجابی اختیار

حسن جو قدرت نے بخشا ہی چھپائین کیون اسے
رنگِ فطرت کیون نہ سبکے سامنے ہو آشکار

صورتِ گل کیون نہ ہنس ہنسکر ملین ہر ایک سے
اس دو روزہ زندگانی کا نہین کچھ اعتبار

دیکھنے سننے کے فطرت نے سکھائے ہین سبق
دیکھنے کو حسنِ گل سننے کو ہی صوتِ ہزار

کیون نہ آزادی کی چالین دل سے ہون سبکو پسند
ہر روش آسان سے آسان کیگئی ہی اختیار

تھین بہت تکلیف دہ ہر ایک کو رسمین قدیم
اسلیئے انکو اُٹھایا صورتِ تقویم پار

ناخنِ تہذیب و آزادی نکالین ہی گے اُسے
دیدۂ دل مین کھٹکتا ہی بہت پردے کا خار

ان گلون مین ہی بھری ایسی ہوائے خودسری
اپنی رغبت سے کسی گردن کا خود بنجائین ہار

دست بستہ کی گذارش مین نے ہادی آپ ہین
آپ جب ایسا کہینگے حشر ہو گا آشکار

آپ دین تہذیب اخلاق قدیمان کو جلا — جس سے سمجھے جائین ہم گذرے ہوؤنکی یادگار
ہان مگر اسلام کی حد مین رہے ترمیم نو — حسب فرمان رسول و حسب حکم کردگار
مذہب اسلام کی تہذیب وہ تہذیب ہے — ہر چمن مین کچھ نہ کچھ جسکی نمایان ہے بہار
وحشیون کو کر دیا انسان اُسی تہذیب نے — ناقصون کو کر دیا کامل وہ بخشا افتخار
اب اُسی تہذیب کو دیکھے حقارت سے ہر ایک — واہ کیا کہنا ترا اے انقلاب روزگار
بلبل خوش لہجہ روئے بخت بد کی جان کو — بوم دعوائے نوا سنجی کرے پیش ہزار

سنکے عرض حال آخر پیر گردون منزلت
دیر تک ہوتا رہا مانند شبنم اشکبار

جب ذرا تسکین ہوئی تو درج دل کو کھولکر — پند کے موتی دیے انمول بیحد آبدار
مجھسے فرمایا تعصب بڑھ رہا ہے آج کل — ہے مناسب گر کرین پرہیز اُس سے اختیار
مذہبی ارکان مین کچھ بھی کمی بیشی نہ ہو — شرع کی ہے راہ بے حد مستقیم و پائدار
شارع صادق نے دکھلائی ہے راہ حق جو مین — قدر کے قابل ہے اسکی رائے تا روز شمار
ہان جو رائج ہین مراسم یا رواج خانگی — اُنمین ہین کچھ بھول سے خوشرنگ کچھ بدتر ز خار
جو برائی ہو مراسم مین کرین منسوخ اُسے — جو بھلائی ہو کرین تہذیب مین اسکا شمار
عورتون کے جہل کو معدوم کر دین دہر سے — عورتون کو مذہبی تعلیم کا بخشین وقار
کچھ علوم فارسی ہون کچھ عرب کے ہون علوم — گھر مین سکھلائین انھین اُستانیان لیل و نہار
بچپنے کی بات رہجاتی ہے ساری عمر یاد — لڑکیون کو ہم نکلنے دین نہ گھر سے زینہار
سادگی شادی کی رسمون مین رہے مد نظر — پیشوا جسطرح اپنے کر چکے ہین اختیار
پہلے خود اچھی طرح ہم ساری پہلو دیکھ لین — پھر کرین حاصل رضامندی طرفین ایکبار

ہو زبانِ دل سے باہم قول ایجاب و قبول
بیحیائی ہے خداے پاک کو بھی ناگوار

دل مین کچھ ہی منھ پہ کچھ ہی یہ طریقہ ہے بُرا
راستی کا راستہ لازم ہی کرنا اختیار

دوست جسکو سمجھین اُسکی عمر بھر عزت کرین
دشمنون کو بھی نہ سمجھین ہم ذلیل و خوار

رہنماے قوم و مذہب ملک کے سب کوشش کرین
نام نیکِ رفتگان رہجاے بیشک برقرار

مُلہمِ غیبی بشارت دیکے غائب ہو گیا
رہگئے ہم باغ مین الجھے رہے دامن سے خار

کیا کہین جب ہو گیا رخصت جگر وہ نوجوان
ہو گئے مٹی بجھا دل صورتِ شمعِ مزار

افتخار علی جگر شاگرد امیر مینائی لکھنوی

دلم کہ آہ بلب بے اثر نمی آرد
تعجب است کہ یارم ببر نمی آرد

صنوبر دلم از وصل آن گل رعنا
بشاخسار تمنا ثمر نمی آرد

بیا کہ بے تو دلم تا سحر بہ سینہ طپد
شب فراق بہ تسکین بسر نمی آرد

چو تیر غمزہ کشاید کمان ابرویش
بسینہ تاب جراحت جگر نمی آرد

ہزار فتنہ بگیتی در آورد گردون
زبان صلح بیارم مگر نمی آرد

نہ آورد شب وصلم اگرچہ دور فلک
نماز شام کہ وقت سحر نمی آرد

زراہ چشم چو یک نگہہ بدل آیدہ
مگر خیال ز دلبر خبر نمی آرد

کراست خاطر مجموع و لطف نالۂ چنگ
کہ استماع بحال دگر نمی آرد

کند ز شہد جنان ہم نہ کام جان شیرین
کسیکہ از لب جانان شکر نمی آرد

زند بر آتش ہجرش مرا چو عنبر و عود
ز آہ سوختہ جانان حذر نمی آرد

کسیکہ چشم بحسن رخش نہد فردوس
نظر بجلوۂ شمس و قمر نمی آرد

[illegible]

مسٹر مشیر حسین قدوائی اور تعلیم نسوان

اخلاقی دنیا کی ہوا مین اشخاص کی رائین ایسی ہین جیسے ہوا مین اوڑنیوالے کیڑے - اور اگر ہم اُنھین کوئی وقعت دینے کے لئے آمادہ ہین تو وہ ہمین اپنا پابند بنالین گی - لیکن بعض احساسات مثل ایسی خوشبو کے ہوتے ہین جنکو سونگھ کر ذی ہوش اور صاحب تمیز مین ایک کیفیت سی پیدا ہو جاتی ہی جو مختلف درمیانی اسباب دلچسپی یا بے تعلقی کی وجہ سے کبھی سخت نفرت کی صورت مین ظاہر ہوتی ہی اور کبھی حقیقی مسرت کا پہلو لئے ہوتی ہی -

ستمبر کے الناظر مین مسئلہ تعلیم نسوان پر مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا کے خیالات مینے دیکھے - ظاہرا اُنکی غایت اصلی ایک ایسی مخلوق پیدا کرنا ہی جو یقیناً کسی دن ایک تحیر خیز صورت اختیار کر کے اُس نئی زندگی مین داخل ہوگی جو موجودہ زمانہ کی زندگی کی طرح نہایت روشن - دلچسپ اور حقیقی تو ہوگی مگر اس سے بہت زیادہ مکمل حالت مین ہوگی -

اس مخلوق کا (نئی تعلیم یافتہ عورت کا) عقیدہ ایسا راسخ اور اس کا طلسم تقریر ایسا زبردست ہوگا کہ ایک انتہا درجہ کے لُطلی الحسن دماغ والے مادہ پرست مین کلمی اُسکے سامنے جا کر ایک تعجب خیز اور خوشگوار کیفیت پیدا ہو جائیگی وہ (مادہ پرست) بار بار اُسکے اخذ کردہ نتائج پر بحث کریگا اور جو نقش اُسنے بٹھا دیا ہی اُسکو بہ دلائل و براہین مٹانے کی کوشش کریگا - لیکن اس تعلیم یافتہ عورت کا اثر ایسا قوی ہوگا کہ وہ پھر اُسکے سامنے آتے ہی اگلی سی کیفیت سر درمین مبتلا ہو جائیگا - یہ پیشین گوئیان ہین ایسے واقعات امکانی کے متعلق جنکی جانچ کرنا علم - عقل - تجربۂ انسانی اور قوت فیصلہ کے احاطہ سے باہر ہی -

یہ بالکل صحیح ہی کہ ہر شخص کے دل مین نہایت قوی رجحان موجود ہی ایک ایسی چیز کی طرف جو تمام چیزون سے علیحدہ ہی - غیر محدود ہی - ناقابل بیان ہی - ناقابل تمیز ہی اور

ناممکن ہو۔ جسکو وہ نہین جان سکتا اور نہین یقین کرتا ہی۔ پھر بھی جب اعلیٰ قوتین ظاہر ہوتی ہین یا بعض اشخاص کی موجودگی ہوتی ہو تو وہ اُس کا احساس کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہی۔ اور ایک بار احساس ہو جانیکے بعد وہ اُس کا گرویدہ ہوجاتا ہی اور پھر اُسکی گرویدگی کے باعث وہ بار بار اُس چیز کی طرف دوڑتا ہی۔ یہی وہ چیز ہی جسکی بدولت اغراض دنیادی کا سب سے غرض مند بندہ بھی اعلیٰ زندگی کی طرف نہایت جوش سے دوڑتا ہی اور اپنی روح کو تھوڑی دیر کے لئے دنیادی خیالات سے آزاد کرکے عشق و محبت کے میدان مین کارہاے نمایان کرنے کا خواہان ہوتا ہی۔

شمع حسن عمل نیک کا پروانہ ہی ۔۔۔ وہ بھی۔ انداز ہر اک جسکا سفیہانہ ہی

لیکن جو طریقہ مسٹر مشیر حسین قدوائی نے اپنی خیالی مخلوق پیدا کرنے کیلئے اختیار کیا ہی وہ افسوس کہ اسقدر محدود اور تنگ خیالی پر مبنی ہی کہ اُس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ شروع سے آخر تک اُنپر ایک اضطراب کی سی حالت طاری رہی ہے اور کھٹکا رہا ہی کہ کہین اتفاقی طور پر تعلیم آزاد اور غیر محدود نہ ہو جائے۔ اعلیٰ تعلیم کا ذکر تک نہین کیا جسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس حیران کن نصاب تعلیم کے وضع کردہ حدود سے عورتون کو نقصان پہونچے گا۔ جن مضامین کی پوری تصریح ہونا چاہیے تھی انھین بالکل مجمل اور معلق طریقہ پر بیان کیا ہی۔ علم حقیقت اشیاء کی تعلیم نہ دینے کے مضرات ظاہر ہین کیونکہ اگر اسکی تعلیم عمدہ طریقہ پر دیجاے تو یہی ایک ذریعہ ہو سکتا ہی صاف اور سلجھے ہوے دماغون کے پیدا ہونے کا۔ اصول بیان کئے جاتے ہین مگر انکی تعریفات کے بیان کرنے کی تکلیف نہین گوارا کی جاتی یہ فروگذاشت یقیناً عام ترقیات انسانی پر مہلک اثر ڈالیگی۔

عورتون کو تعلیم سے محروم رکھنا مرد کا پہلا گناہ ہی۔ دماغ خلاق ہونیکی حیثیت سے تمام اعضاے جسمانی کا محافظ ۔ عامل اور حاکم ہی۔ تحصیل علم ہی زندگی کا اصل اصول

اور سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ ہو سکتا ہے - ہندوستان کی موجودہ حالت پر مندرجہ ذیل
اشعار صادق آتے ہین -

تزویر کے دام مین پھنسے ہین ۔۔۔ اور رسم قدیم پر مٹے ہین
پیچھے تھے جو بت مٹے وہ اکثر ۔۔۔ پر یہ وہین سجدہ مین پڑے ہین

ہمت یہ نہین کہ مرد بنکر ۔۔۔ ابنائے زمان کے ہون وہ رہبر
افسوس! یہ بیہوشی ہے طاری ۔۔۔ احساس کا در ہے بند سب پر

نیکون مین ہے صرف اتنی ہمت ۔۔۔ رو لیتے مین گھر پہ چند ساعت
ہے فکر بھی حشر کی نرالا! ۔۔۔ اس سے بھی بری ہے کوئی حالت؟

آتے ہین نظر جو کہین دانا ۔۔۔ آثار الفت کے اُن مین عنقا
جن مین الفت کا جوش کچھ ہے ۔۔۔ پایا دانش سے اُن کو کورا

دنیا کی جو نعمتین تھین واللہ ۔۔۔ ہمت - ثروت - محبت اور جاہ
ان بے فکرون کے پالے پڑکر ۔۔۔ یون خاک مین سب کی سب ملین آہ!

بھائی جو ہین غریب و لاچار ۔۔۔ رکھتے اُن سے نہین سروکار
وہ بھی غفلت مین ایسے ہین چور ۔۔۔ ہین اپنی ہی محویت مین سرشار

یہ سب قصے کہانیان ہین
ادبار کی پریشانیان ہین

اب وہ زمانہ نہین رہا - جبکہ تناسب کا خیال بالکل نہین کیا جاتا تھا کہ مستورات کی قابلیتون کو زندگی کی دلچسپیون مین سے صرف ایک مسئلہ پر صرف ہونے کے لئے یا انھین محض بعض طرح کے لطف اٹھانے کے لئے محدود کردین - ہمارے ملک کی مستورات ایک عرصہ تک ایسے طرز معاشرت کی پابند رہی ہین کہ اُن کی ہمتین نہایت پست ہوگئی ہین اور اگر کسی قسم کی تحریک پیدا ہو اور وہ ان قیود سے آزاد بھی ہو جاتی ہین

تو سخت کوششون کے بعد بھی وہ حصول آزادی سے محروم رہین گی اور جبتک عرصہ تک پکڑ دھکڑ نہ ہو کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے گا۔ ممکن ہے کہ اُنمین یہ خیال یا رجحان موجود ہو لیکن اتنی قوت نہین کہ اسپر عمل کرسکین۔

جب مین پردہ کا لفظ لکھا ہوا یا اس مسئلہ پر بحث ہوتے ہوئے دیکھتی ہون تو میرے کان مین ایک اندوہناک بے سُرے گانے کی آوازین آنے لگتی ہین اور ایک نہایت ہی ناخوشگوار کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی بیتھوین کا راگ ایک معمولی ساخت کے بے سرے پیانو پر بجائے اور ایک پاک کام کو ناپاک ذرایع سے سرانجام دینے کی کوشش کرے۔

اگر ہم اپنے جذبات کو دخل نہ دین تو معلوم ہوگا کہ کوئی معمولی سی عقل کا آدمی بھی اسے پسند نہین کرسکتا کہ اُسکی مستورات کی جہالت نامہربان اور متعصب دنیا کی قہرآلود نگاہون کے سامنے نمایان حالت مین ظاہر ہو۔ قبل اسکے کہ ہم ایسی کوئی کارروائی کرین ہمین پہلے اپنی قابلیت پر نظر کرلینا چاہیئے ورنہ سوائے اس کے کہ ہم ایک لاحاصل چیز کے حصول کی کوشش کرکے اپنے آپ کو قابل مضحکہ بنائین اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ دوسری قومون کی نظرون مین ہم جسقدر حقیر ہین اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اس آخری اور انتہا درجہ کی جہالت کے ثبوت کو اُن کے سامنے پیش نہ کرین۔

سب سے پہلے دماغ کی تعلیم ہونا چاہیئے تاکہ کسی مسئلہ پر غور کرنے اور صحیح رائے قائم کرنیکی قابلیت پیدا ہو۔ زندگی کی معمولی چھوٹی چھوٹی باتون کے اثر سے محفوظ رہین اور اعلیٰ روحانی قوتون کے اثر سے نفس امارہ کی خواہشات کو روک سکین۔ اسطور پر مستورات اپنی قوتون کا صحیح مصرف کرسکین گی نہ کہ اُن مصنوعی طریقون کے اختیار کرنے سے جنکی بنیاد تنگ خیالی پر ہے۔ ایسے طریقون کے اختیار کرنیکا وہی نتیجہ ہوگا جو اُس

تصویر کا ہو جسپر مصور نے اپنے کمال کے ہاتھوں سے وہ نمودار مگر ناممکن البیان آخری
رنگ نہ چڑہایا ہو جو اُس تصویر کو محل اعتراض سے بالا کردے بلکہ اس قابل ہو جائے کہ اُسکی
کشش سے مجبور ہو کر ہر شخص اُسکی طرف راغب ہو کیونکہ بغیر اُسکے کمالی رنگ کے پہلی نگاہ
شوق کے بعد کوئی دلچسپی باقی نہین رہتی اور دیکھنے والا یہ خیال کر کے اُس کے
پاس سے ہٹ جاتا ہی کہ اُسمین کمال کا شایبہ تو ضرور ہی مگر یہ ایسے اُستاد کا کام نہین جسکے
ہاتھو نمین قدرت اور لوچ ہو کہ وہ تصویر کو نمایان اور دلکش صورت مین بنا سکے۔

گزشتہ عظمت کا شد و مد کے ساتھ ذکر کرنا ہمارا عام وطیرہ ہو گیا ہے۔
مجھے ایسی باتون کو سنکر اپنی موجودہ گری ہوئی حالت کا احساس دوگنی شدت کے ساتھ
ہونے لگتا ہی اور بجائے اسکے کہ مرض کا علاج ہو ایک طرح کی ناامیدی طاری ہو جاتی ہی
مسٹر قدوائی نے اہل یوروپ کی بعض تمدنی خرابیون کا تذکرہ کرنے کی تکلیف
گوارا کی ہے۔ یہ لایق مضمون نگار کے شایان شان نہ تھا اور نہ اُس ملک کے لیے جسکے
متعلق تذکرہ کیا گیا۔ اور انصاف کا خون ہوگا اگر مین اس نہایت ہی ناخوشگوار مسئلہ کے
متعلق کچھ بھی نہ کہون۔

اگر ہمارے ملک مین بھی پریس (اخبارات) کو وہی آسانیان حاصل ہوتین
تو نہایت محدود اور تنگ خیال کے لوگون کی آنکھین بھی ضرور کھل جاتین۔ نہایت ہی
مصیبت ناک واقعات ہوتے ہین اور اُن کا کسی کو علم تک نہین ہوتا حالانکہ یوروپ
مین معمولی سا معمولی وقوعہ بھی پیش آئے تو وہان کے لوگ واقفیت کے ایسے پیاسے
ہین کہ تھوڑے ہی وقفہ مین سارے شہر مین اس کا تذکرہ ہونے لگتا ہی۔ فطرت
انسانی کم و بیش تمام عالم مین باوجود اتنی ترقیون کے ہمیشہ یکسان تھی۔ ہے اور رہیگی
تعجب ہی کہ اُس عظیم الشان عقلی ہلچل کا ذکر رہ گیا یا قصداً نہین کیا گیا جو سارے
یوروپ مین مچی ہوئی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ مرد و عورت دونون جدا جدا اور باہم ملکر محنت

جانفشانی اور یکجہتی کے ساتھ اس بات کی کوشش کرنے مین اپنا وقت - روپیہ حتی کہ جان تک صرف کردیتے ہین کہ اُنکا عنقائے خیال اُس اعلیٰ اور شریف ترین عمارت کی بلندی تک پرواز کر کے پہونچ جائے جہان علم کا دیوتا اپنے وسیع اور غیر محدود ہونے کے زعم مین بیٹھا ہے -

علم ہی کو صادق کہہ سکتے ہین اور اُسی کو دوسرون کی ہدایت کے لئے شمع طریقت بنا سکتے ہین اور جبتک علم کی روشنی ہمارے ملک کی اُن جد وجہد کرنے والی روحون کی رہبری نکرے جو نہایت گھرے اور تاریک گڑھون مین پھنسی ہوئی ہین جہالت اور توہم کے گھٹا ٹوپ اور ڈراونے بادل چاک نہین ہو سکتے -

مسٹر قدوائی نے اپنے محدود نصاب مین نظم کو بھی جگہ دی ہے کیا وہ امید کرتے ہین کہ ناکمل اور ناقص تعلیم یافتہ دماغون سے کوئی واقعی عمدہ نظم طیار ہو سکتی ہے ایسی نظم جس سے روح مین ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جائے جیسا کہ فن شاعری کا مقصود ہے - اسی زمرہ مین وہ اسبات پر متاسف ہین کہ اہل یورپ مادی حالات کے تحقیق و تلاش مین پڑ کر ان مشاغل سے لاپروا ہو گئے لیکن شاید یہ امر اُن کے مرکوز خاطر نہین کہ اگر اہل یورپ کو آجکل نظم کا شوق نہین تو وہ نظم کی توام ہنون موسیقی اور فنون لطیفہ (بت تراشی و نقاشی وغیرہ) کی طرف انہماک کے ساتھ متوجہ ہین

اگر عرفانی حافظ (جسکو گذرے ہوے صدیان گذر گئین) کا ایک مصرعہ کسی کو ایک نہایت ہی خوبصورت اور مکمل دنیا مین پہونچا سکتا ہی تو وہی روحانی اثر زمانہ حال کے پگنو - ایتو بلبلی - بشہاس میلبا اور اسقمالز کے عرفانی لحن سے حاصل ہو سکتا ہی اور زمانۂ سابق کے - دیگنر - بیتھوئین - شوپی - پتی - بسو کو مانس اور واٹس کا تو کچھ کہنا ہی نہین ہے - بہت پرانے اُستادان فن کا ذکر یہان بالکل فضول ہوگا - نہ صرف اس لئے کہ اس بحث سے اُن کو کوئی تعلق

نہین بلکہ اسوجہ سے بھی کہ یہان اُن کے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ہندوستان کی بدقسمتی سے یہان کے لوگ یوروپ کی کلاسکل (علمی) موسیقی اور فنون لطیفہ سے ناواقف محض ہین۔

قبل اسکے کہ یہ مضمون ختم کیا جائے مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہے مسٹر قدوائی کے خیال مین انگریزی زبان کی تعلیم ہندوستانی مستورات کے لئے ضروری نہین۔ اور یہ کہ جو عورتین انگریزی سیکھتی ہین وہ محض اس غرض سے کہ میمون سے گفتگو کرسکین۔ اُن کی یہ تاویل نہایت حیرت انگیز ہے۔ بجواب اُسکے مین اُن کی خدمت مین یہ عرض کرنے کی جرأت کرونگی کہ جو عورتین انگریزی زبان مین پوری مہارت حاصل کرتی ہین اُن کا منشأ صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ رفتار زمانہ سے پوری طور پر واقف ہوسکین۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے اُس دنیا کی ترقیات پر مطلع ہونیکا جسکی رفتار ترقی اتنی تیز ہے کہ ترجمون اور دوسرون کے ذریعہ سے واقفیت حاصل کرنے مین جو تاخیر ہوتی ہے اُسکی متحمل نہین ہوسکتی۔ اور ان میمون کے لئے اردو یا دوسری ہندوستانی زبانون کے حاصل کرنے کی تجویز بھی کچھ کم تعجب انگیز نہین کیونکہ اُنکو اس سے فائدہ ہی کیا پہونچ سکتا ہے۔ اگر مقصود صرف اسی قدر ہو کہ وہ ہندوستانی خواتین سے میل جول پیدا کرسکین تو یہ اُن کے وقت اور محنت کو رائگان کرنیکا باعث ہوگا۔ اسلئے کہ ہمارے ملک کی خواتین کی گفتگو گھر کے معاملات تک محدود ہوگی مثلاً یہ کہ کتنی اولادین ہین اُن مین سے کتنون کی شادی ہوئی ہے اور کتنی بن بیاہی ہین۔ اور اسی طرح کی دوسری گھر کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتین جو نہ اُن میمون کی دلچسپی کا ذریعہ ہوسکتی ہین اور نہ اُنکی معلومات مین کوئی اضافہ کرسکتی ہین۔ بلکہ اُنکو یاد تک نہین رہ سکتی ہین۔

(ترجمہ) عطیہ بیگم فیضی

خبرین

ہمارے مخدوم و محترم جناب مولوی عزیز مرزا صاحب بی۔اے اپنے منصب جلیلہ معتمدی عدالت و دیوانی ریاست حیدرآباد دکن سے اور ہمارے دوست مسٹر ظفر علی خان بی۔اے اپنے عہدہ رجسٹراری لیجسلیٹو کونسل مملکت نظام سے سبکدوش کیے گئے اور اُس یادگار زمانہ فیاضی کی بدولت جس کیلئے حضور نظام خلداللہ ملکہٗ کی گورنمنٹ بجا طور پر مشہور اور قابل تحسین ہے ان دونون صاحبون کو علی الترتیب ساڑھے سات سو اور سوا سو روپیہ کی پنشن ملی۔ اسمین شک نہین کہ یہ حضرات کسی ایسی بھاری سازش کا شکار ہوئے ہین جسکے واسطے ریاست حیدرآباد دکن مشہور ہے کیونکہ ان حضرات کے ساتھ ساتھ اُنکے بعض دوست بھی ریاست کی ملازمت سے علیحدہ کردئے گئے ہین جنمین ہمارے ہموطن بزرگ اور اردو کے مشہور انشاپرداز جناب مولانا عبدالحلیم صاحب شرر بھی شامل ہین۔

لوگ اس خبر کو سنکر ملول ہوے ہون گے لیکن ہمکو خوشی ہوئی ہے۔

اسکی وجہ یہ نہین کہ ہمین ان حضرات سے وہ خلوص نہین جو دوسرے احباب کو ہے یا خدانخواستہ ہم اُن کے بدخواہ ہون ہین بلکہ ہماری مسرت کی بنا ان وجوہات پر ہے اول تو مملکت نظام کا جبریہ پنشن خوار ہونا ایک ایسا اعزاز ہے جو نواب محسن الملک مرحوم اور نواب وقار الملک ایسے بزرگان قوم کو حاصل ہونیکی وجہ سے خاص طور پر قابل قدر ہے۔ دوسرے اس ذریعہ سے یہ حضرات ملکی و قومی کامون مین زیادہ حصہ لے سکین گے جس سے زیادہ قابل فخر کون بات ہو سکتی ہے۔ یون تو دنیا کی ہوس خواریون کی بدولت سرکار انگریزی کے وہ پنشن خوار جو پیرانہ سالگی کی وجہ سے زمرۂ ملازمت سے علیحدہ ہو جاتے ہین اُن کے لئے دوسری دیسی ریاستون مین اعلی سے اعلی عہدہ نکل آتے ہین

مگر سچ یہ ہے کہ جب کسی کو خدا پنشن خوار ہونے کی عزت دے تو اسکے بعد جو حصۂ عمر باقی رہا ہو وہ قوم و مُلک کی مِلک ہو جانا چاہیئے ۔

اگرچہ مولوی عزیز مرزا صاحب اور مسٹر ظفر علی خان دونون کی عمرین ایسی نہین کہ وہ پھر کہین ملازمت نہ کرسکین بلکہ ہمارے دوست مسٹر ظفر علی خان تو ابھی ایک دوسری پنشن کی امید کرسکتے ہین تاہم ہمین ان حضرات کی قومی ہمدردی سے امید ہے کہ اب وہ اپنی توجہات کا بڑا حصہ ملک و قوم کی خدمتگذاری مین صرف کرینگے مسٹر ظفر علی خان کو جو پنشن ملی ہے وہ یقینی طور پر کافی سے بہت کم ہے (یعنی اُن کی ضروریات کے لحاظ سے) اور مولانا شرر صاحب کو بسبب کمی مدت ملازمت کوئی پنشن نہین دی گئی ۔ لیکن ہمین قوی امید ہے کہ ان حضرات کے پر زور قلم اُن کے واسطے کافی ہین ۔

اگر کوئی پہلو ان خبرون مین افسوس کا ہے تو وہ یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد دکن کو جو منافع ان قابل بزرگوارون کے وہان قیام سے مختلف طور پر پہونچ رہے تھے اُن سے وہ حصہ اسلامی دنیا کا جو وہان رہتا ہے محروم ہوگیا مگر ایسے ناقدردانون کی حالت [illegible] کرنے سے کیا حاصل ہے ۔ ہمکو اپنا ملکی اور قومی نفع دیکھنا چاہیے ۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7
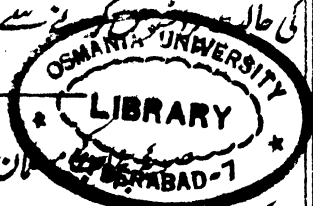
[illegible] مسلمان اپنی زندہ دلی کے لئے مشہور ہین ۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ لاہور مین دو نہایت ہی مفید انجمنین قائم ہوئی ہین ۔

انجمن بیگمات حامی اُردو کا مقصد جیسا کہ اُسکے نام سے ظاہر ہے اُردو زبان کو ترقی دینا ہے ۔ اسی مقصد کے لئے دوسری انجمنین فرقۂ ذکور کی قائم ہین اور بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ اُن کے ہوتے ہوئے یہ انجمن کوئی مفید کام نہ کرسکے گی ۔ لیکن ہمارے خیال مین یہ انجمن زیادہ کارآمد ثابت ہونے والی معلوم ہوتی ہے ۔ قطع نظر اس سے

کہ فرقۂ اناث کو اردو زبان کی ترقی زیادہ فائدہ مند ہوگی کیونکہ عملی طور پر ان کا ذریعہ علم بیشتر یہی اردو ہی ان کے پاس ایسے کامون کے لئے وقت بھی زیادہ ہی اسکے علاوہ اون مین نام و نمود کی وہ بے جا خواہش نہین ہے جس کا بھوت ہمارے ان کے مردون پر ایسا بے طرح سوار رہتا ہے کہ ہمارے اکثر ملکی و قومی کام ادھورے رہجاتے ہین اور کوئی کام جو واقعی طور پر مفید ہو بآسانی انجام نہین پاتا۔

انجمن تونان اسلام

مسلمان خواتین مین رابطۂ اتحاد بڑھانے۔ قومی ہمدردی کا جوش پیدا کرنے۔ مذہبی اصلاح کرنے دینی واقفیت بڑھانے۔ اور تعلیم کی اشاعت کرنے کیلئے قایم کیگئی ہے۔ یہ سب اغراض ایسے ہین جنکی اہمیت اور ضرورت سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا۔ ملک مین دہریت اور مذہبی لاپروائی بڑھتی جاتی ہی۔ تمام شعائر قومی ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہین جہالت کی تاریکی نے ایسا گھیرا ہے اور فراہمی سامان معیشت کی کوششون مین ہمین اسقدر انہماک ہی کہ پاک و صاف اسلام ہمین غبار آلود نظر آرہا ہی اور مذہبی فرایض کے ادا کرنے کا ہمکو وقت نہین ملتا اور قوم کی قوم پستی و ضلالت مین ڈوبی جاتی ہی۔ ہر طرف ادبار کی علامتین ظاہر ہین عفریت بدبختی کے شکنجہ مین پھنسے ہوے ہین اور نشۂ غفلت مین ایسے متوالے ہو رہے ہین کہ اگر کسی وقت ہوش ٹھکانے ہوے تو دنیا کی روز افزون ترقی اور ہمسایہ قومون کے مراتب عروج کو دیکھکر ہوسمندی۔ جاہ طلبی اور مطلب برآری کے دیوانہ ہوجاتے ہین۔ ایثار نفس کا وجود نہین۔ خودغرضی گویا ہماری گھٹی مین پڑی تھی ایسی صورت مین ملک کے اس فرقہ کا دست امداد بڑھانا جسے ہم اپنی قومی زندگی کی دبی کہین تو بجا ہے۔ نہ صرف قابل تعریف اور سزاوار تحسین ہے بلکہ ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے اے اسلامی بہنو! خدا تمہاری ہمتون مین برکت دے اور تمہارے مقاصد مین تمکو کامیاب کرے۔ اس سے زیادہ اسوقت لکھنے کا موقع نہین آیندہ ہم ان انجمنون کے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھین گے۔

بدہضمی و کھٹی ڈکار و ابکائی آنا	قبض و کمی اشتہا	نفخ شکم و پیٹ کا درد

ضعف و فتور ہاضمہ

گردہ یا مثانہ کی گرمی کا کم ہونا

امتلاء کھانسی و دمہ

بواسیر و اسہال پیچش

ہیضہ و طاعون

تازہ سندات

جناب منشی شیخ قمرالدین صاحب موضع ابا کپور ضلع مظفرپور سے ۱۸- مئی ۱۹۰۹ء کو تحریر فرماتے ہین کہ تین شیشی نمک سلیمانی آپکے کارخانہ سے ۱۹۰۶ء مین میری معرفت منگوائی گئی تھین - کسیکو شکایت بدہضمی و درد شکم اور کسیکو بواسیر وغیرہ سے ازحد تکلیف تھی بفضلہ تعالی سبھون نے آرام پایا مجھکو بھی شکایت بواسیر کی تھی سے بھی آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور وہ شکایت رفع ہوگئی اسوقت تک مجھکو کوئی شکایت نہین ہے درحقیقت اس نمک سلیمانی کو اکسیر کہنا چاہیے ۱۳ فروری مین ایک شیشی عزیز میرے کی آپکے یہان سے طلب کی تھی اسوقت مجھکو نزلہ و زکام کی وجہ سے درد سر کی ازحد تکلیف تھی عرفہ دو روز آپکا عزیز شیشی استعمال کیا جس سے کہ میرا درد سر اور زکام و نزلہ وغیرہ بالکل اچھا ہوگیا اُسکے چند دوست اور خواستگار ہین لہذا ایک شیشی بذریعہ ویلیو پی ایبل عزیز کی بھیجکر ممنون فرمایئے

ہضم غذا کیوقت تبخیر یعنی بدن کا گرم ہونا	درد قولنج و زیادتی ریاح

ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگوا کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک وغیرہ ۴ر

[illegible]

ملنے کا پتہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگوا [illegible]

ضعف دماغ و ضعف بصر	درد گھٹیا و نقرس	پیشاب کا بار بار ہونا اور زیادہ مقدار مین ہونا

تازہ سندات

جناب سید بشارت علی صاحب رئیس و زمیندار ابگلہ تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی فی الواقع بڑے کام کا ہے میرے یہان سے بہت لوگ آپکا نمک سلیمانی مانگ لیجاتے ہین اور ہاضمہ کی تمامتر شکایتون مین استعمال کرتے ہین اور خاطر خواہ فائدہ پاتے ہین - بیشک آپکا نمک سلیمانی تمام امراض معدہ کے لئے بہت مفید ہے ایک شیشی بذریعہ وی پی اور بھیجدیجئے تاکہ وقت ضرورت کے ہرج نہ ہو واقعی مین آپ کا نمک سلیمانی ہر گھرون مین ہروقت موجود رکھنے کے لایق ہے -

جناب حکیم عبدالرحمن صاحب مقام نلمبر پور ضلع سلہٹ سے ۱۱- اپریل ۱۹۰۹ء کو تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح سے آپکے نمک سلیمانی کو تحریر کرکے فائدہ اٹھایا ویسا ہی روغن سرتی بھی استعمال سے مفید ثابت ہوا مہربانی کرکے دو شیشی روغن سرتی بذریعہ وی پی روانہ فرمایئے

جسم پر ورم ہونا

مواد فاسد کا اجتماع

فساد خون

داد سیہوان

بچھو یا بھڑ کے کاٹے کا زہر

بچون کے دانت نکلنے کی تکلیف

عام کمزوری و کمی پیدائش خون	مستورات کے ایام کی خرابی	گلے کی سوزش و دانت کا درد

UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

مختصر فہرست کتب مطبع مفید عام - ارادت نگر متصل اسٹیشن ڈالیگنج لکھنؤ

بفضلہ تعالی اس کارخانہ سے ہر علم وفن اور شہر کی مختصر مطبوعہ کتابین تاجرون کو جس خاص نرخ تاجرانہ اور خریدارون کو جس قدر کفایت سے روانہ کیجاتی ہین اُس سے ہمارے معزز تاجر اور خریدار اچھی طرح واقف ہین تمام کتابین حتی الامکان صحیح خوشخط اور صاف چھپی ہوئی تلاش کرکے موجود رکھی جاتی ہین ہر قسم کی کفایت اور رعایت کے علاوہ یہ خاص انتظام تاجرون (بیوپاریون) طالب علمون اور متفرق خریدارون کے حق مین سونے مین سہاگے کا کام کرتا ہی جن صاحب نے ایک مرتبہ ہمسے مال منگالیا ہمیشہ کے گاہک ہو جاتے ہین اور کسیطرف رُخ نہین کرتے - اگرچہ پہلے پہل یہ فہرست آپکے ہاتھ مین پہنچی ہی لیکن ہم امید کرتے ہین کہ آپ ایک مرتبہ ہمارے کارخانہ مین معمولی سے معمولی فرمایش بھیجکر ہماری خوش معاملگی اور کفایت و رعایت کا اندازہ ضرور کرین گے - اسوقت جو کتب موجود ہین بوجہ گنجایش نہ ہونے کے چند کتابون کے نام درج ذیل کرکے آپکے پیش نظر کرتا ہون اور فہرست کلان ۱ ؍ کا ٹکٹ بھیجنے پر ارسال خدمت ہو گی -

المشتہر
شیخ محمد علی حنفی مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ محلہ ارادت نگر متصل ڈالیگنج

نیز ہر ایک کا ٹکٹ آنا چاہیے ورنہ جوابی کارڈ یا والپی ہوگا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قران شریف		تعویذی نہایت عمدہ	۵ ؍	الدلائل جناب مولانا		ایضاً تقطیع کلان محشی	
محررہ اشرف علی جلی قلم		پارۂ عم		عبد الحق صاحب دام		یوسفی	عہ ؍
پنج مہری کاغذ چکنا ولایتی	۱۲ ؍	نقل ٹیپ ۲۲/۲۹		برکاتہم عمدہ صحیح وصاف	۱ ؍	قدوری مجتبائی	۱۱ ؍
ایضاً مجلد معمولی	للعہ ۱۴	پارۂ عم تقطیع خورد		کئی قسم کے کاغذ پر طبع		ایضاً کشوری	۶ ؍
قران شریف بارہ مہری		دو جزو		ہوئی ہے کاغذ گلیز خناشہ	؍	ایضاً کلان محشیہ جدید	عہ ؍
متوسط قلم محررہ اشرف علی	۱ ؍	نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات		ایضاً کاغذ سیمی بغیر حنا	عہ ؍	یوسفی	عہ ؍
ایضاً مجلد معمولی	۱ ؍	معری واضح قلم	۶ ؍	اوراد احسانی	۱ ؍	مختصر وقایہ	۷ ؍
حمائل شریف معری		ایضاً مترجم فارسی واردو		وظیفہ کریمہ	۱ ؍	شرح وقایہ خورد	عہ ؍
آٹھ پیچی کلان سفید کاغذ		موافق روایت سید علی		مجموعہ عہد نامہ	۰ ؍	شرح الیاس	عہ ؍
عمدہ چھاپہ بمبئی بہت		حریری مدنی کے جو معمول		درود تاج معہ درود لکھی	۰ ؍	جامع صغیر محشی امام محمد صاحب	عہ ؍
صاف مجلد	۲ ؍	ومعتبر حرمین شریفین ہے		فضائل بسم اللہ	۱ ؍	مولانا بحر العلوم صاحب	عہ ؍
ایضاً کاغذ حنائی مجلد	عما ؍	مع اسناد وترکیب پڑھنے		تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی	للعہ	فقہ اکبر مع شرح ملا علی	
حمائل شریف ہفت ہیل		کی وخوشنما جدید مفید شیخ		نیتہ المصلی محشی جدید	۸ ؍	قاری	عہ ؍

کل فرمایشین بنام محمد علی ونا جر کتب ڈاک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ ڈالیگنج متصل اسٹیشن ریلوے آنا چاہئیں -

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اصول شاشی محشی	۵/	ہدایت الاسلام اردو	۰۲/	دہ مخزن	۴ہر	جات وسلام ومراثی	۲/
نامی شرح حسامی	عہ/	ہزار مسئلہ اردو	۰۱/	دہ مجلس مذہب امامیہ	۲/	**کتب درسی**	
مسلم الثبوت محشی	۵/	نصیحۃ المسلمین اردو	ـ/	جنگ نامہ کربلا مذہب			
شرح مسلم الثبوت از مولانا		مجموعہ نیت نامہ اردو	ـ/	امامیہ	۰۴/	اردو کی پہلی کتاب	۱/
عبدالحق خیرآبادی	عہ/	فقہ محمدی حصہ اول اردو	۵/	جنگ نامہ محمد حنیف	۰۳/	ایضاً دوسری	۲/
بغیۃ المصلی فارسی	۴/	〃 حصہ دوم 〃	۰۴/	جنگنامہ زنگبار	۲/	ایضاً تیسری	۲/
شرح مختصر وقایہ فارسی	۱۲/	〃 حصہ سوم 〃	۰۵/	زبدۃ المصائب		چوتھی	۰۳/
شرح وقایہ فارسی	۱۲/	〃 حصہ چہارم 〃	۶/	جلد اول	عما/	فارسی کی پہلی	۲/
چارباب فارسی	۲/	〃 حصہ پنجم 〃	۶/	اعمال الصالحین کشوری	۵/	دوسری	۰۲/
مفتاح الصلوۃ فارسی	۵/	〃 حصہ ششم 〃	۶/	جنگ نامہ بدر	ـ/	تیسری	۰۴/
مالابد منہ فارسی	۵/	〃 حصہ ہفتم 〃	۶/	گنج شہیدان	۳/	چوتھی	۰۸/
مائۃ مسائل فارسی	۰۲	**کتب شہادت وغیرہ**		تذکرۃ الشہدا	۷/	حروف تہجی مع پند نامہ	۰۱/
نام حق فارسی	۰/	روضۃ الشہدا	۱۰/	تحفۃ العوام بادامی	۱۰/	دستور التہجی وسلسلہ فارسی	
ترجمہ بغیۃ المصلی اردو	۶/	غزوات حیدری مذہب		شہادت نامہ آل نبی	ـ/	آموز	۴/
ترتیب الصلوۃ اردو	۴/	امامیہ	عما/	کلیات مراثی مرزا دبیر	عہ/	الف بے مع فوائد عزیزیہ	۰۱/
ترکیب الصلوۃ اردو	لے/	خلاصۃ المصائب		کلیات مراثی میرانیس	عما/	تشریح الحروف	۰/
مصباح الصلوۃ اردو	۵/	مذہب امامیہ	۱۲/	مجموعہ مراثی میر نواب مونس		لڑکوں کا کھیل	ـ/
تعلیم النساء مع دلہن نامہ اردو	۰/	جنگ نامہ زیتون	۲/	کامل	عہ/	تعلیم المبتدی حصہ اول	۱/
حقیقت الصلوۃ مع رسالہ		ذکر الشہادتین	۴/	مجموعہ مراثی دلگیر	للعہ/	دوم	۲/
بے نمازان اردو	ـ/	شہادت نامہ مع نوحہ جات	ـ/	عناصر الشہادتین	۹/	حلوا سے بے دودھ	۰۱/
خلاصۃ الفقہ اردو	لے/	سر الشہادتین مترجم	لے/	جنگ نامہ حضرت علی	۰۱/	کریما	۰/
شرح محمدی اردو	۲/	مرقع غم معروف بہ ماتم		تقریر الشہادتین	۰۴/	کریما واضح	ـ/
ضروریات دین اردو	۰/	امام حسین مع بیاض نوحہ	۱/	سبیل نذر حسین یعنی		کریما رحیما	ـ/
ضروریات اسلام اردو	۳/	دفتر الم بیاض نوحہ	۱/	مجموعہ رباعیات و نوحہ		کریما مترجم	ـ/

کل فرمایشیں بنام محمد علی تاجر کتب و مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ ڈالی گنج متصل اسٹیشن ریلوے آنا چاہئیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کریما مسدس	۰ر	انشاے بہار بیخزان	۲مر	سکندر نامہ بری مترجم		لیلیٰ مجنون خسرو	۱۰ر
کریما مخمس	ار	ہفت ضابطہ	۰ر	یہ ایسی دری زبان مین		لیلےٰ مجنون ہاتفی	۱۰ر
شرح کریما	۱۰ر	مکتوب احمدی	لـر	تھا کہ باوجود متعدد شرحونکے		لیلےٰ مجنون نظامی	۲ر
نامقیمان	۰ر	مکتوب محمدی	ار	ابتک غوامض لاینحل		بدیع الانشا	۴ر
ایضاً مترجم	ٹر	کاغذات کارروائی	۴ر	سکھے طلبہ کو اسکے مطالعہ		ہشت بہشت خسرو	۷ر
خالق باری	۰ر	گلستان کشوری خفی قلم	۱۲ر	مین بہت دقت ہوتی		شیرین خسرو آصفی	۶ر
قادر نامہ غالب	۰ر	گلستان مع فرہنگ		تھی لہذا بنظر آسانی		شیرین خسرو نظامی	۴۰ر
دستور الصبیان	ٹر	اضح قلم	۶۰ر	اس مشکل کتاب کا ترجمہ		ظفرنامہ ہاتفی	۳ر
ایضاً مترجم	ار	نسخہ زلیخا مترجم مع ترجمہ		زبان اردو عام فہم مین		نلدمن فیضی	۴ر
ایضاً اردو	ٹر	اردو جسکا متن ایک نسخہ		با محاورہ نہایت صحیح زر		ہفت پیکر نظامی	۳ر
آمدنامہ معروف بہ صفوۃ المصادر	ٹر	قلمی دستند سے صحت کراکے		کثیر صرف کرکے تیار کرایا		تحفۃ الاحرار جامی	۳ر
میزان فارسی	۰ر	ایک داستان وباز آمدن		گیا ہے بہت فروخت ہوچکا		بہارستان جامی	۳ر
فارسی نامہ	۰ر	اخوان یوسف علیہ السلام		ہے شائقین جلد طلب		حدائق البلاغۃ	۶ر
محمود نامہ	۰ر	نزد پدر ... نام گرگان		فرمائین ورنہ طبع ثانی کا		آئینہ تواریخ	۴عر
عطائی نامہ	۰ر	گرفتن) جو ابتک کسی		انتظار کرنا ہوگا	۴عر	عود ہندی	۴ر
تعلیم عزیزی	ار	مشہور مطبع کی مطبوعہ		شرح سکندر نامہ علمائے		انشاے سرور	۳ر
پندنامہ حضرت شیخ فریدالدین		زلیخا مین مندرج نہ پایا		کلکتہ	۱۲ر	قواعد اردو کامل ہر چہار	
عطار		گیا اضافہ کرکے چھاپی	لـر	شرح سکندر نامہ اردو	عہر	حصہ	۱۰ر
پندنامہ عطار مترجم	۲ر	گئی ہے	۱۲ر	سکندر نامہ بحری	۱۲ر	پنجۂ نگارین حصۂ اول	ار
گلزار دبستان	۱ر	شرح زلیخا گلہوری	۵ر	بہار دانش واضح	۱۱ر	نظم پروین	۱۰ر
مصدر فیوض	۲۰ر	شرح زلیخا اردو	۷ر	عیار دانش	۸ر	صحیفہ نگارین	لـر
نسخہ تعلیمیہ	ٹر	سکندر نامہ کشوری	۱۰ر	نگار دانش	۴۰ر	ارژنگ چین	۲ر
گفتگو نامہ	ٹر	؍؍ انتظامی	۱۲ر	انوار سہیلی کشوری	۱۱ر	ارژنگ چین کلان	۵ر
انشاے خرد افروز	ٹر	؍؍ چوب قلم	۴عر	ایضاً مصطفائی	عہر	خارستان جواب گلستان	۶ر

کل فرمائشین بنام محمد علی تاجر کتب و مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ ڈالی گنج متصل اسٹیشن ریلوے آنی چاہئین۔

دیوان مخفی	۳۰ر	دیوان غالب	۲ر	چمن بے نظیر رزاقی	۹ر	تاثیر الانظار	۴ر
دیوان غنی	۴ر	دیوان قلق	۱۲ر	راگ چمن	۷ر	مطلع العلوم	ع۱
دیوان ناصر علی	۳ر	دیوان غافل	۳۰ر	" حصہ دویم	۷ر	مخزن صنعت وحرفت	
دیوان ہلالی	۴ر	دیوان درد	۱ر	واسوخت امانت رزاقی	۸ر	معروف بہ وسیلہ	
دیوان لوندی	۰ر	دیوان دروغ جدید	۴ر	فسانۂ الہ دین ولیلیٰ	۴ر	حصول معاش	۲ر
دیوان واقف	۱۲ر	تصنیف اردو زبان ہر	۱ر	باغ عاشق	۱۰ر	غنچۂ راگ	۲ر
رباعیات عمر خیام	۳ر	صفحے پر بیل وگلکاری	۲۰ر	گلاب چمیلی	۲۰ر	قانون ستار	۷ر
ساقی نامہ ظہوری	۶ر	ہی انتظامی	۸ر	سراپاے پیری	۰ر	نقش سلیمانی	۲ر
قران السعدین	۵ر	مجموعۂ شان وشوکت		قصہ ملکہ فقیہہ	۲ر	مجربات سلیمانی	۲ر
کلیات ظفر	ع۱ر	اس دیوان میں مضامین		قصہ ہنس جواہر بھاکا	۳ر	تعویذ سلیمانی	۲ر
منتخب ظفر	۴ر	تصوف اسرو فارسی بھی لکھا		ایضاً اردو	۲ر	بیاض سلیمانی	۱ر
دیوان برہان	۴ر	ہیں ہیں انتظامی	۳ر	فسانۂ نادر و نایاب	۲ر	مہر سلیمانی یہ کتاب	
کلیات مومن	۸ر	دیوان عاشق	۷ر	شگوفۂ محبت	۲ر	تصنیف ہی تعویذ اور	
کلیات ناسخ	۹ر	دیوان صادق	۲ر	زینت العروس	۲ر	نقش اور اعمال مجربہ	
کلیات آتش	۶ر	دیوان بہار عرب	۱ر	بارہ ماسۂ دہاب	۸ر	ہر قسم امراض اور حب	
کلیات نعتیہ مجید	عر	بیاض عشاق	۴ر	بارہ ماسہ سندر کلی		اور بعض کے اسمین	
کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲ر	دیوان نیاز جلی قلم	۳ر	والہ بخش	۰ر	تحریر ہیں اور آخر میں	
کلیات انشاء اللہ خان	۱۲ر	دیوان شہیدی	۲۰ر	عجائب المخلوقات	۴ر	چند نسخے آزمودہ لکھے گئے	
کلیات میر تقی میر	عر	دیوان گویا	۲ر	اعجاز خسروی	۱ر	ہیں شائقین ضرور	
کلیات سودا	۴ر	دیوان ضامن رزاقی	۳ر	خزینۃ الامثال	۷ر	طلب فرمائیں	۱ر
کلیات تراب	۹ر	قانون راگ	۳ر	دیوار قہقہہ	۱ر	جوہر سلیمانی	۱ر
کلیات نظیر اکبرآبادی	۵ر	گلزار خلیل	۱۲ر	اسرار فرامش	۱ر	اعمال قرآنی	۸ر
دیوان ذوق	۴ر	گلزار داغ	۱۴ر	عقل وشعور	۴ر	انجیل یوسفی	۴ر
مراۃ الغیب یعنی دیوان امیر	۹ر	آفتاب داغ	۱۱ر	سلک مسلسل	۱ر	عقد ثریا	۱ر
دیوان رند	۵ر	مجمع الاشعار	۳ر	رسالۂ قیافہ	۰ر	تاج سلیمانی	۱ر

شاولیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلی قسم کا ہی تمام ریلوے کمپنیان خرید کرتی ہین —

اسٹیم کول — کارخانون اور ریلوے کیواسطے —

کوک سخت (ڈھلائی کے کام کے واسطے)

کوک نرم (گھر مین جلانے اور کھانا پکانیکو اسطے)

کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور چونے کے بھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہی — نمونہ طلب کیجیے اور نرخ طلب فرمائیے —

موٹر کارس کے لئے پٹرول (دیتل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آپکو کہین نہین ملیگا —

فرمایش پتہ ذیل سے آنی چاہیے —

ایجنٹ شاولیس کمپنی نمبر ۱۱۳ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجیے قیمت ۱۲؍

ہیضہ کیلیے باٹلیوالا کا کالرا — بہترین دوا ہے قیمت ۱۲؍

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوئے ہین سپیدٹ بالونکو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت ۱؍

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت ۱؍

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن سے تیار ہوا ہی — ماڈیپھل اور کاربولک اسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴؍

باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایکدن مین اچھا کردیتا ہے قیمت ۴؍

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشتہر سے بھی ملسکتی ہین —

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبوریٹری دادار بمبئی

دی شاہ ایجنسی

قائم شدہ ۱۸۹۹ء

گیارہ برس سے اپنا کاروبار بہت دیانت داری اور ایمانداری سے کر رہی ہی اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور رؤسا سے سرٹیفکٹ حاصل کر چکی ہی — امتحاناً ایکبار فرمایش کیجیے اگر کوئی شے فرمایش کے خلاف ہو تو بلاتامل واپس فرمائے گا — لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل عطریات روغن، خوشبو — چٹنی و اچار — مربہ جات — عرقیات شربت، و ادویات یونانی — تمباکو خمیرہ — قوام — گولی مشکی و سادہ — لچکہ گوٹہ جسکی اشیا زردوزی کارچوبی چکن فرو لحاف و پلنگ پوش — ظروف مسی و بیدری زیورات نقرئی و طلائی — سادہ و مینا کاری — اصلی خزینہ و انبہ — درختان قلمی انبہ اسٹیم ولی فیروز پیلا روپہلی سچا کام و پارچہ ہر قسم ولایتی و ملک کا بنا ہوا ریشمی ولسٹری و اونی و سوتی چین و جاپان کی صنعت جسکی بہم رسانی کے واسطے سال مین دو مرتبہ بھی جاتا اور نیا مال لاتا ہون) و دیگر اشیاء جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہی جو ۱ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہی نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی —

قیمت فرمایش کیساتھ آئے ورنہ قیمت بذریعہ وی پی طلب کی جائیگی

المشتہر

شاہ محمد خان — سلک مرچنٹ — و کمیشن ایجنٹ

امین آباد لکھنؤ

گریموفون

TRADE MARK

"GRAMOPHONE"

اور

نشانات

"HIS MASTER'S VOICE"

براہ راست

دی گریموفون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

سے کیون نہ خرید کیجئے - جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے -

شرح قیمت مشین وریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۴۵	۱۰ - انچہ یکطرفہ	عنا ر
نمبر ۲ الف	۵۰	" " دوطرفہ	۱ے ر
نمبر ۵	۸۲	۱۲ " یکطرفہ	۱ے ر
نمبر ۱۱	۱۱۲ ما ر	" " دوطرفہ	للعہ ر
نمبر ۱۲ میاہر	۲۲۵ ما ر	" یکطرفہ	عہ ر

ہمارے یہان گریموفون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۷۵ سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیان کمانیان ساونڈ بکس ریکارڈ وغیرہ کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے گریموفون سانگ بک جسمین تقریباً ۵۰۰ گریموفون ریکارڈون کی گانے معہ مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت عہ ر

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

مطبوعہ عامر پریس واقع ارادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ مین باہتمام محمد علی طبع ہوا

جامیست جہان نما ہر صفحہ دین ۱۳۲۷ھ

جلد ۱

الناظر

نمبر ۶	یکم دسمبر ۱۹۰۹ء عیسوی	قیمت بقدر قدردانی

فہرست — صفحہ

اڈیٹران

وصی الحسن علوی بی اے — ظفر الملک علوی

پروپرائٹر (مالک) جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری فلادر ملز لکھنؤ

دفتر رسالہ الناظر - فلاور ملز لکھنؤ سے شایع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہئے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے۔ ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے۔ اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے تندرستی اور زندگی کیلئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت ملسکتا ہے۔

حضرت گنج متصل حق مود کمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز
حضرت گنج لکھنؤ

الناس باللباس

مثل مشہور ہے "ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا" اور کپڑے کی ساری رونق عمدہ تراش اور سلائی پر ہے۔ ہمارا کارخانہ پبلک کی خدمت ۱۸ء سے کر رہا ہے۔ ہر قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے صرف فرمایش کی دیر ہے۔ جس قسم کی پوشاک درکار ہو مردانہ، زنانہ، ولایتی یا ہندوستانی کسی طرز فیشن یا وضع کی ہم نہایت کفایت اور خوبی کیساتھ تیار کر دینگے۔ آزمایش کر لیجیے خدمت امید ہے آپ خوش ہونگے۔ پیمایش کا فارم اور کپڑونکے نمونے طلب فرمایئے۔

قطب الدین
مینجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کیے ہوئے

دی فونو اکسچینج — لکھنؤ متصل کوتوالی چوک

ہاتھی فون گرامو فون راماگراف اوڈین بیکا چھپر پا

کچھ درد ہے مطربونکی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدار ونکی آسانی کیلئے خوش گلوئیون کے ہزار ہا مختلف گانون سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان ہر مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین۔ ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادی سے ہو سکتا ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص فن کی ترقی مین حیرت انگیز مصروفیت مین ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری دوکانکی نمایش گاہ مین تشریف لا کر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید اسٹائل کی مشین اور رنگ برنگ کے خوشنما فلاور ہارن ملاحظہ فرمایئے ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین ہارمونیم پیانو۔ اسٹیل اسپرنگ گیس لائٹ لمپ کیش بکس۔ جاپانی منی بیگ صابن اور ٹوتھ پاوڈر۔ وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین۔

منیجر ڈی فونو اکسچینج

فرمایش کے وقت الناظر کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جرڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصۂ ملک مین مشہور ہین

عرق ممیرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول مار - جاذب رطوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عہ

سفوف سامری - مقوی معدہ واعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی - مثانہ اور گردہ کی بیماریونمین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہو سکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۴ اور ۳ گولیان

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کر دیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عہ

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع - چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہو سکتا ہی - حکیم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب دوبات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عہ

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح
مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت
دیتا ہے ۲ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ ص؍
روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھولے
ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاے گا - قیمت
فی تولہ - عہ؍
روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیے - کان کے تمام
امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے -
قیمت ایک تولہ عہ؍ دو تولہ عہ؍ تین تولہ عہ؍ پانچ تولہ سے؍

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے
اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ
کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے
اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض انکا چاہے کیسا ہی سخت
اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے
واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ
کی جا سکتی ہین -

ترکیب استعمال و پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہو گی - محصولڈاک و وی پی
ہر صورت مین ذمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و مالک کارخانہ
انیس فلاور اینڈ آئل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - مینیجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہیئن -

مطبع ... لکھنؤ ...

نمبر ۶ یکم دسمبر ۱۹۰۹ء

مرآۃ الاذہان

ذہنی ترقی کے لئے بے کتاب کا سبق

مکالمہ (۱)

اوستاد۔ بھلا بتلاؤ تو یہ سامنے والے پیپل کے پتے کیون ہل رہے ہین؟

محمود۔ باہر بڑے زور سے ہوا چل رہی ہے۔

اوستاد۔ اور اسوقت کمرے مین یہ اندھیرا سا کیون ہو گیا۔؟

سعید۔ خوب گھر کے بادل آئے ہوئے ہین۔

اوستاد۔ اور یہ روشنی سی کیسی ہو گئی۔ ایلو پھر اندھیرا ہو گیا۔

احمد۔ بجلی چمکتی ہے (یہ کہکے احمد نے اپنے کانون مین انگلیان دے لین۔ اور اکثر لڑکون نے بھی ایسا ہی کیا۔)

اوستاد۔ ہائین یہ کیا؟

نادر۔ مسکرا کے! بادل گرجنے سے یہ لوگ ڈرتے ہین۔ واہ!!

اتنے مین زور سے بادل گرجتا ہے۔ اور ساتھ ہی بڑی بڑی بوندیان پڑنے لگتی ہین۔

اوستاد - (مینھ کی طرف اشارہ کر کے) اور یہ کیا ہو رہا ہی؟
کالکا - پانی پڑ رہا ہی - اوستاد - کیون؟ لالتا - برکھارت ہی -
اوستاد - یہ تو کوئی ہندی لفظ تم نے کہدیا اسکے معنے کہو -
رام داس (تعجب سے) برکھارت برسات کی فصل کو کہتے ہین!
اوستاد - برسات کی فصل کسے کہتے ہین؟
سعید - جس فصل مین اکثر بارش ہوا کرتی ہے -
اوستاد - اور بارش کے ہونے سے کیا ہوتا ہی -؟
محمود - زمین پر ہری ہری گھاس اُگ آتی ہی - لال لال بیر بہوٹیان کھیتون مین رینگنے لگتی ہین - مینڈک پُھدکنے لگتے ہین - اناج بویا جاتا ہی - وہ اُگ آتا ہی - جوار چند ہی روز مین بڑھ کے کھیتون کو گھیر لیتی ہی - تالابون اور جھیلون مین پانی بھر جاتا ہی - مینڈک بولنے لگتے ہین - دیہات مین تو عجب سمان ہوتا ہی -
اوستاد - اور اگر بارش نہ ہو -
رشید - (خدانخواستہ!) کال پڑ جاے - لوگ بھوکون مرنے لگین -
اوستاد - اب مین ان سوالون کو پھر دُہراتا ہون - پیپل کے پتے کیون ہلے؟
محمود - ہوا کے چلنے سے -
اوستاد - کمرے مین تاریکی کیون ہوئی -
سعید - بادلون کے خوب گھر کے آنے سے -
اوستاد - روشنی سی کیون ہوئی اور پھر دفعۃً غائب بھی ہوگئی -
احمد - بجلی کے چمکنے
اوستاد - تم نے کانون مین انگلیان کیون دے لین؟
نادر - بادل گرجنے والا تھا -

اوستاد - اور یہ کیونکر معلوم ہوا کہ بادل گرجنے والا ہی -

کامتا - جب بجلی چمکتی ہی تو کڑک ہوتی ہی - اور جس قدر زور سے بجلی چمکے اوتنے ہی زور کی کڑک ہوتی ہی -

اوستاد - ہوسکتا ہو کہ بجلی چمکے اور بادل نہ گرجے -

لالتا - جی نہیں کیونکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہی -

اوستا - اور جیسا ہمیشہ ہوا کرتا ہی ویسا ہی ہوگا ؟

سعید - جی ہان یہ تو ضرور ہے -

اوستاد - اچھا تم دونون بھائی (رشید و سعید) ہمیشہ اسکول مین ساتھ آیا کرتے تھے - کل سعید غیر حاضر کیون ہوا - رشید کے ساتھ کیون نہ آیا -

سعید - مین بیمار ہو گیا تھا - مگر یہ تو ایک اتفاقی بات ہی بجلی کی چمک اور کڑک خدائی کارخانے کے دستور ہین -

اوستاد - تو اچھا خدائی کارخانہ مین جسکے بعد یا جسکے ساتھ جو ہوا کرتا ہی وہ ضرور ہوتا ہی - اچھا اگر بادل نہ آتے تو کیا ہوتا -

سعید - پانی نہ برستا -

اوستاد - اب دیکھو یہ دو باتین ہین بادل کا گھر کے آنا بجلی کا چمکنا گرج کا ہونا یہ سب ایک طرف پھر مینھ کا پڑنا - جب دو چیزین اسطرح کی ہون کہ اگر پہلی ہو تو دوسری بھی ہو - اور اگر پہلی نہ ہو تو دوسری کبھی نہ ہو تو - پہلی کو دوسری کی علت اور دوسری کو پہلی کا معلول کہتے ہین - مثلاً آگ اور پھوس ایک جگہ اکٹھا ہون تو کیا ہوگا ؟

کامتا - پھوس جلنے لگے گا -

اوستاد - آگ کو علت کہین گے اور پھوس کے جلنے کو معلول - علت اور معلول کے معنی اچھی طرح سمجھ لو

اوستاد - (ایک گھڑی دکھا کے) یہ کیا ہے - رشید - گھڑی ہے -

اوستاد۔ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ گھڑی ہے۔

رشید۔ (تعجب سے) مین نے بہت سی گھڑیان دیکھی ہین۔ ابا جان نے خود مجھکو ایک چھوٹی سی گھڑی دی تھی جو مین اسکول مین لگا کے آیا کرتا تھا۔ مگر چندروز ہوے اسکی کمانی ٹوٹ گئی اب وہ بننے کو دیگئی ہے۔

اوستاد۔ تمھاری گھڑی ایک چیز ہے جو گھڑی ساز کی دوکان مین ہوگی۔ یہ چیز میری جیب مین رہتی ہے یہ دوسری چیز ہے۔ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ بھی گھڑی ہے۔

رشید۔ میری گھڑی ایسی ہی ہے۔ دونون چیزین ایک ہی کام کی ہین دونون سے وقت دیکھا جاتا ہے اسلئے مین نے کہا کہ یہ گھڑی ہے۔

اوستاد۔ تو معلوم ہوا کہ ایک ہی طرح کی چیزین ایک دوسرے کو یاد دلادیتی ہین بھلا یہ تو کہو کہ تمھاری گھڑی ٹھیک ایسی ہی ہے یا کچھ فرق بھی ہے۔

رشید۔ میری گھڑی اس سے چھوٹی ہے وہ چاندی کی ہے یہ چاندی کی نہین ہے۔

اوستاد۔ اگر یہ گھڑی بھی اتنی ہی بڑی ہوتی اور چاندی کی بنی ہوتی تو کیا تم کہہ سکتے تھے کہ یہ وہی گھڑی۔

رشید۔ جی نہین مین یہ کہتا کہ یہ گھڑی ٹھیک ویسی ہی ہے۔ لیکن اپنی گھڑی کو اچھی طرح پہچانتا ہون اور اگر صورت سے نہ پہچانتا تو نمبر دیکھکے بتادیتا۔

اوستاد۔ معلوم ہوا کہ دو چیزین ٹھیک ایک ہی نہین ہوسکتی ہین کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہی نہ سہی تو یہی فرق ہوگا کہ ایک چیز ایک جگہ ہے دوسری چیز دوسری جگہ۔

سعید۔ بجا ہے۔

اوستاد۔ دیکھو یہ قاعدہ نہ بھولنا کہ ایک ہی طرح کی چیزین ایک دوسرے کو یاد دلادیتی ہین اب تم میری گھڑی کو اچھی طرح دیکھ لو اور اسکو خوب پہچان لو۔

سعید۔ (گھڑی کو اچھی طرح دیکھ کے) خوب پہچان لیا۔

اوستاد۔ فرض کرو کہ اس گھڑی کو کل تم کسی اور شخص کے پاس دیکھو گے مجسٹریٹ کی میز پر یہ گھڑی رکھی ہی۔ تو تم کیا گواہی دوگے۔
سعید۔ مین کہون گا کہ مین اس گھڑی کو خوب پہچانتا ہون۔ یہ گھڑی میرے اُستاد کی ہی
اُوستاد۔ تو اس گھڑی کو دیکھ کے مین تمکو یاد آجاؤنگا۔ گھڑی سے میرا یاد آنا یہ تو ایک عجیب بات ہی میری گھڑی دیکھکر تم کو اپنی یاد آئی اسلئے کہ دونون ایک ہی طرح کی چیزین ہین لیکن میری گھڑی اور مین ان دو مین تو بڑا فرق ہی۔ کہان مین جاندار آدمی کہان یہ بے جان گھڑی۔
سعید۔ مگر مین نے اسکو آپ کے پاس دیکھا ہی۔
اوستاد۔ بس تو معلوم ہوا کہ دو چیزین اگرچہ ایک ہی طرح کی نہ ہون لیکن ایک ساتھ ملاحظہ کیجائین۔ اور پھر اونمین ایک کہین پائی جاے اور دوسری موجود نہ ہو تو یہ چیز جو اسوقت موجود ہی دوسری چیز کو جو موجود نہین ہی یاد دلادیگی۔
سعید۔ جی ہان یہ تو بالکل ٹھیک ہی۔
اوستاد۔ دیکھو صرف یہی دو قاعدے چیزون کے یاد کرنے کے ہین۔ اچھا اب بتاؤ کہ دو چیزون کو ایک ہی طرح کا کیون کہتے ہین۔
رشید۔ جو صفتین ایک مین ہون وہی دوسرے مین پائی جائین۔
اوستاد۔ شاباش ایسی دو چیزون کو جنکی صفتین ملتی ہوئی ہون مماثل کہتے ہین مثل مثل کو یاد دلاتا ہی اسکو قاعدہ تماثل کہتے ہین اور جن چیزون کی صفتین نہ ملتی ہون اُنکو متباین کہتے ہین۔

متباین چیزین جب ایک مرتبہ ایک ساتھ ملاحظہ ہون اور پھر کوئی اُن مین سے جداگانہ پائی جائے تو اُس کے ساتھ کی دوسری چیزین بھی یاد آجائینگی۔ اسکو قاعدہ

اقتران کہتے ہین۔

چیزون کے نام

اوستاد۔ تمہارا نام کیا ہے ؟

سعید۔ سعید۔

اوستاد۔ اور تمہارے بھائی کا کیا نام ہے ؟

سعید۔ رشید۔

اوستاد۔ اچھا اگر تمہارے والد تمہارے بھائی کا نام سعید رکھتے اور تمہارا نام رشید تو کچھ حرج ہوتا۔

سعید۔ جی کچھ نہین۔

اوستاد۔ لیکن تم اپنے بڑے بھائی کو کیا کہکے پکارتے ہو۔

سعید۔ بڑے بھیا۔

اوستاد۔ اور وہ تمکو کیا کہتے ہین۔

سعید۔ چھوٹے بھیا۔

اوستاد۔ اگر یہ نام بدل دیے جائین۔

سعید۔ جی یہ کیونکر ہو سکتا ہی؟ وہ بڑے ہین مین چھوٹا ہون۔

اوستاد۔ تو یہ دو طرح کے نام ہوے ایک وہ جنکو بدل سکتے تھے۔ اور دوسرے وہ جنکو نہین بدل سکتے۔ اُنمین کیا فرق ہے۔

سعید۔ ایک تو وہ نام جو کسی صفت پر رکھے گئے ہین دوسرے وہ جو کسی صفت پر نہین رکھے گئے۔

اوستاد۔ چیزون کی صفتین کیونکر پہچانی جاتی ہین۔

سعید۔ کوئی مثال دے کے پوچھیے۔

اوستاد - مثلاً نارنگی کی صفتین - رنگ - شکل - مزہ - بو -

سعید - رنگ کو آنکھ سے شکل کو بھی آنکھ سے مزا زبان سے بو ناک سے -

اوستاد - اور چڑیون کا چہچہانا -

سعید - کان سے -

اوستاد - آنکھ ناک کان زبان اور ایک باقی رہ گیا ان سب کو کیا کہتے ہین -

سعید - حواس کہتے ہین - اور وہ پانچوان ؟

اوستاد - انگلیون اور ہاتھون سے کیا کام لیتے ہو -

سعید - چھونا -

اوستاد - چھونے سے کیا کیا معلوم ہوتا ہے -

سعید - گرمی سردی -

اوستاد - اور ٹٹول کے - مثلاً آنکھین بند کر کے اس نارنگی کو ٹٹولنے سے اور اوراسپر ہاتھ پھیرنے اور ہاتھ سے دبانے اور ہتھیلی پر رکھنے سے کیا کیا معلوم ہو گا

سعید - ٹٹولنے اور ہاتھ پھیرنے سے اُسکی گولائی - ہاتھ پھیر کے چکنا پن - یا کھر کھرا پن - دبانے سے سختی یا نرمی اور ہتھیلی پر رکھنے سے ہلکا پن یا بھاری پن معلوم ہو گا -

اوستاد - اب پانچون حواسون کے عربی نام بتادو -

سعید - باصرہ - سامعہ - لامسہ - شامہ - ذائقہ -

اوستاد - اور اُنکے کام بھی عربی مین سنادو - مع معنے -

سعید - بصر - دیکھنا - سمع سننا - لمس چھونا - شم سونگھنا - ذوق چکھنا

اوستاد - شاباش - لیکن یہ تو بتاؤ تم کہتے ہو کہ لالتا بڑا نیک لڑکا ہے - کامتا

خوش ہے۔ احمد ضدی ہے۔ محمود شایستہ ہے۔ نادر بہادر ہے۔ تو نیکی بدی۔ رنج خوشی۔ ضد۔ شایستگی۔ بہادری ان صفتون کو کس طرح معلوم کیا۔

سعید۔ رنج خوشی صورت دیکھ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتی ہے۔ نیکی بدی چال چلن سے ضد کسی کام پر اڑ جانے سے شایستگی بات چیت میل ملاپ سے بہادری نڈر ہونے سے۔

اوستاد۔ اچھا اب ایک ایک کو لو۔ رنج خوشی۔

سعید۔ رنج کو چہرہ کی اوداسی سے خوشی کو بشاشی سے۔

اوستاد۔ اوداسی رنج کا نشان ہے اور بشاشی خوشی کا نشان ہے۔ اوداسی اور بشاشی دونون چہرہ کی حالتین ہین جنکو تم دیکھ سکتے ہو لیکن خوشی اور رنج دیکھنے کی چیزین نہین ہین۔

سعید۔ چہرہ کی حالت دیکھ کے ہم انکو سمجھ لیتے ہین۔

اوستاد۔ سمجھ۔ جسکو عربی مین عقل کہتے ہین۔

سعید۔ جی ہان عقل سے۔

اوستاد۔ اور عقل ذہن سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلیے انکو ذہنی کہتے ہین اور جو صفتین حواس سے معلوم ہوتی ہین اونکو حسی کہتے ہین۔ پانچون حواسون کے کامون کو حس کہتے ہین یہ بھی یاد رکھو کہ صفت کے مقابل کی لفظ ذات ہے نارنگی ذات ہے اور رنگ شکل مزہ بو اوسکی صفتین ہین۔

لالتا۔ کامتا۔ احمد۔ محمود ذاتین ہین۔ گورا۔ کالا۔ لمبا۔ ٹھنگنا۔ دبلا موٹا یہ صفتین ہین جو اِنکے جسم اور جثہ سے تعلق رکھتی ہین۔ انکو جسمانی صفتین کہتے ہین اور نیکی بدی۔ رنج خوشی۔ بودا پن بہادری باطنی صفتین ہین باطنی صفتین جسمانی آثار سے معلوم ہوتی ہین۔ اور اسلیے کہ تمہارا ذہن اِن کو

دریافت کرنا ہے ذہنی صفتین کہلاتی ہین - اگر تم چیزون کی صفتین پہچاننے کی کوشش کرو تو تمہارا حافظہ بہت جلد ترقی کر سکتا ہی - اچھا اب یہ بتاؤ کہ وہ نام جو ایک ہی ذات کی بہت سی چیزون کے لئے بولا جاتا ہی اُسکو کیا کہتے ہین -

سعید - اسم عام - مثلاً انسان - گھوڑا - نارنگی - پہاڑ - ستارہ - چڑیا - چاند - آم - پھول - پھل - میوہ وغیرہ اسم عام ہین -

اوستاد - اور اسم خاص ؟

سعید - رشید احمد - محمود - لالتا - کامتا - نرائن - کانپور - لکھنؤ - فیض آباد - ہمالیہ - گنگا - فیض آباد ہائی اسکول یہ سب خاص شخصون چیزون یا مقامون کے نام ہین -

اوستاد - ایک طرح کی بہت سی چیزون سے ہر ایک کا ایک ہی نام کیون ہوتا ہے -

سعید - کیون کہ اونمین کچھ ایسی صفتین پائی جاتی ہین جو سب مین ہین -

اوستاد - تو یون کہو کہ اسم عام ان صفتون کا نام ہی -

سعید - جی ہان -

اوستاد - اور جو بہت سی چیزین ایک ہی طرح کی ملکے کوئی چیز بنے اُسکے نام کو کیا کہتے ہین -

سعید - مثال دیجئے -

اوستاد - مثلاً چوتھی پلٹن - ساتوان رسالہ - اسکول کا کتب خانہ -

سعید - شاید اسکو اسم الجمع کہتے ہین - مین نے گرامر مین پڑھا تھا -

اوستاد - ٹھیک ہے - اچھا چوتھی پلٹن اور پلٹن - ساتوان رسالہ اور رسالہ میرے اسکول کا کتب خانہ اور اسکول کا کتب خانہ انمین کیا فرق ہے

سعید۔ چوتھی پلٹن خاص ہے۔ پلٹن عام ہے۔ ساتوان رسالہ خاص ہی رسالہ عام ہے۔ میرے اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔ اسکول کا کتب خانہ عام ہی۔

اوستاد۔ شاباش! بھلا یہ تو بتاؤ کہ کتب خانہ اور اسکول کے کتب خانہ مین کیا فرق ہے۔

سعید۔ کتب خانہ عام ہے۔ اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔

اوستاد۔ ہر اسکول کا کتب خانہ ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا نام ہی جو بہت سی ایک طرح کی چیزون کے لئے بولا جاتا ہی پھر تم اسکو خاص کیون کہتے ہو۔

سعید۔ اسلئے کہ کتب خانہ تو ہر کتب خانہ کو کہہ سکتے ہین اور اسکول کا کتب خانہ خاص وہ ہے جو کسی اسکول کے متعلق ہو۔

اوستاد۔ جواب تمہارا ٹھیک ہے۔ لیکن یون کہو کہ کتب خانہ کی بہ نسبت اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔ ایسے خاص کو خاص اضافی کہتے ہین اچھا اب ایسی اور مثالین دو۔

سعید۔ نارنگی۔ ہزارہ نارنگی۔ آم۔ سیندوریہ آم۔ آدمی۔ حبشی۔ دریا پنجاب کے دریا۔ پہاڑ۔ شمالی ہندوستان کے پہاڑ۔

اوستاد۔ چیزون کی تعداد عام مین زیادہ ہوتی ہے یا خاص مین۔

سعید۔ عام مین آدمی بہت سے ہین۔ حبشی کم ہین۔ اسطرح ہر مثال سمجھ لیجئے۔

اوستاد۔ مگر یہ تو سوچو کہ صفتون کا شمار عام مین زیادہ ہوتا ہی۔ یا خاص مین۔

سعید۔ مین تو جانتا ہون خاص صفتین زیادہ ہوتی ہین۔ مثلاً آم ہر آم کو کہینگے خواہ اسکا چھلکا سرخ رنگ کا ہو خواہ نہو اور سیندوریہ وہی آم کہلائیگا جس کا چھلکا سرخ ہو۔ تو یہ صفت چھلکے کی سرخی سیندوریہ آم مین زائد ہوئی۔

اوستاد ۔ تو عام مین چیزون کا شمار زیادہ ہوتا ہے اور خاص مین صفتین زیادہ ہوتی ہین اچھا یہ تو بتاؤ کہ خاص عام مین داخل ہے یا عام خاص مین ۔

سعید ۔ خاص عام مین داخل ہے کیونکہ سب آمون مین سیندوریہ آم بھی ہین ۔ لیکن دوسری بات سمجھ مین نہین آتی ۔

اوستاد ۔ کیا سیندوریہ آم مین صفت آم کی نہین ہے ۔

سعید ۔ کیون نہین اچھا اب مین سمجھا ۔ شمار کے حساب سے خاص عام مین داخل ہے اور صفتون کے لحاظ سے عام خاص مین داخل ہے

اوستاد ۔ اچھا جو چیز خاص ہی وہ عام بھی ہی یا نہین ۔

سعید ۔ جی ہان ہے ۔ اگر ہزارہ نارنگی ہے تو وہ ضرور نارنگی بھی ہے ۔

اوستاد ۔ اور اس کا اُلٹا یعنی اگر عام ہے تو خاص ہے یا نہین ہے

سعید ۔ کبھی ہے کبھی نہین ہے ۔ مثلاً نارنگی ہے تو ہوسکتا ہی کہ ہزارہ نارنگی ہی ہو ۔ اور ہوسکتا ہی کہ نہ ہو کسی اور قسم کی ہو ۔

اوستاد ۔ شاباش! اچھا یاد رکھو کہ دو یا زیادہ چیزون کی وہ صفتین جو اُن سب چیزون مین پائی جائین انکو مابہ الاشتراک اور جو صفتین ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ ہون یعنی اپنی اپنی خاص ہون اُنکو مابہ الامتیاز کہتے ہین ۔ مثلاً آدمی اور گھوڑے مین مابہ الاشتراک جان ہے آدمی کی خاص صفت سمجھ کی باتین کرنا جسکو عربی مین نطق کہتے ہین اور گھوڑے کی خاص صفت ھنھنانا جسکو عربی مین صہیل کہتے ہین مابہ الامتیاز ہین ۔ مرزا محمد ہادی ۔ بی ۔ اے ۔ لکھنوی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو   آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی   پس فرق میان من و تو چیست بگو

قصیدہ

۱۹- نومبر کو لکھنؤ مین ایک عام جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ اہالیان
لکھنؤ کی طرف سے ہز ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی سی-آئی-ای خلد اللہ
سلطنتہا فرمان فرمائے ریاست بھوپال کی اس بیش بہا امداد کا شکریہ ادا کیا جائے
جو حضور پر نور نے دار العلوم ندوۃ العلماء کو حال ہی مین دی ہی- قبل ازین ریاست
بھوپال سے چھ سو روپیہ سالانہ اس علمی مرکز کو ملتا تھا اور اب سرکار عالیہ نے اپنی
شاہانہ فیاضی سے اس سالانہ رقم کی مقدار تین ہزار روپیہ کر دی ہے- دولت ابد قرار
بھوپال اپنی فیاضی اور سخاوت کے لئے ہمیشہ سے مشہور رہے لیکن جسقدر مفید اور
کارآمد فیاضی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا کی ذات سراپا برکات سے
اس قلیل مدت حکمرانی مین ظہور مین آئی ہے وہ نہ صرف قرب وجوار کی ریاستون
مین عدیم المثال ہی بلکہ سارے ہندوستان کے لئے مایۂ فخر و ناز ہے- مسلمانان ہند
کی فلاح و بہبود کا جسقدر خیال قلمرو بھوپال کی موجودہ تاجدار کو ہی وہ اُن بیش بہا
عطیون اور بیش قرار وظیفون سے ظاہر ہے جو عنان حکومت ہاتھ مین لینے
سے اسوقت تک حضور پر نور نے مختلف قومی مدارس کو عنایت فرمائے- ہمارے
لئے نہایت مسرت و انبساط کا موقع ہی کہ اسلامی شوکت و جلال کے اس مظہر کو
مسئلہ تعلیم سے عام طور پر اور تعلیم نسوان سے خاص طور پر دلچسپی ہی- اور برخلاف
تمام ایشیائی جہاندارون کے سرکار عالیہ مین یہ خصوصیت نہایت نمایان طور پر
پائی جاتی ہے کہ حضور ممدوح اپنی ہمدردی اور دلچسپی کو علمی جامہ پہنا کر قوم و ملک
کی واقعی فائدہ رسانی مین سعی بلیغ فرماتی ہین - خاص ریاست کے دار الخلافت
مین حضور عالیہ کی روشن ضمیری اور سچی قومی ہمدردی کی جو قابل قدر مثالین قایم ہین

اُنکا ذکر اسوقت کچھ زیادہ بر محل نہ ہوگا - خصوصاً اسوجہ سے کہ ہم الناظر کے آیندہ نمبر مین ہرایکسیلنسی لیڈی منٹو صاحبہ کے بھوپال تشریف لے جانیکے حالات کسی قدر تفصیل سے درج کرینگے اور اُس کے ضمن مین حسب موقع ان چیزون کا بیان شرح وبسط کے ساتھ ہوسکے گا -

ذیل مین ہم وہ دونون قصیدے درج کرنیکی عزت حاصل کرتے ہین جو اس جلسہ مین پڑھے گئے تھے - انمین سے ایک جو فارسی مین ہے شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مدظلہ کے پرزور قلم - دردمند دل اور اعلی ترین دماغ کی گوناگون کیفیات کا نتیجہ ہے اور دوسرا جو عربی زبان مین ہے ادیب فاضل مولانا شیخ محمد عرب صاحب کی اعلی قابلیت - پرجوش جذبات اور سچے اخلاص رنگارنگ خیالات کا مرقعہ ہے - ہم اپنے بزرگ علامۂ شبلی نعمانی کے بے حد ممنون ہین کہ اون کی توجہ اور عنایت سے ان قصیدون کی پہلی اشاعت الناظر کے صفحات کی زینت کا باعث ہوئی ہے - خدا سے دعا ہے اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے ساتھ جملہ ناظرین و ناظرات الناظر و دیگر مسلمانان ہند اس دعا مین ہم آہنگ ہین کہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا کا پرتو اجلال ہمارے سرون پر تا بہ ابد قائم رہے اُنکا چشمۂ فیض چمنستان ملک و قوم کی دائمی آبیاری کرتا رہے - اُن کے جاہ و اقبال مین روز افزون ترقی ہوتی رہے اور دنیا کی بہترین نعمتون اور عقبی کے اعلی ترین حسنات سے اُنکا دامان خسروی مالامال ہو - آمین -

آنچہ با دشت و چمن ابر بہاران کردہ است	خسرو کشور بھوپال بہ ما ان کردہ است
ندوہ را گر سر و سامان رسد از وچہ عجب	زانکہ ہر کار کہ او کرد بہ سامان کردہ است
چون نگہ کرد کہ دین نبوی در خطر است	لاجرم یاوری سنت و قرآن کردہ است
رایت علم نگون بودہ و افراشتہ است	چہرۂ شرع حزین بودہ و خندان کردہ است

بهر مردان همه آیین عمل خواهد بود | آنچه در تربیت عالم نسوان کرده است
دانش آموختن پرده نشینان عفاف | مشکلے بود که از فکر خود آسان کرده است
کار آموزش و تعلیم زنان گرچه خوش است | نه بآن شیوه توان کرد که نادان کرده است
هرچه او گفت به آیین شریعت گفته است | هرچه او کرد به فرموده یزدان کرده است
طرح صد شیوه و رسم و روش تازه نهاد | وانچه از پیشروان یافت دو چندان کرده است
معدلت را به سیاست نتوان کرد بهم | وقت او خوش که هم این کرد و هم آن کرده است
گوشه مقنعه اش قیمت افسر بشکست | لقبش دهر نکو کرد که سلطان کرده است
هیچ غائب گرد از خاطر من نگشاید | فکر را دوری بزم تو پریشان کرده است
بیکسان را نگه مهر تو بنواخته است | خستگان را نظر لطف تو درمان کرده است
هرکرا در چمن دولتت افتاد گذر | صد هزاران گل امید به دامان کرده است
نامۂ جود ترا ناطقہ صد بار ز ذوق | خوانده است و دگر آغاز ز عنوان کرده است
خسته دستِ نوال تو چه لعل و چه گهر | که به یم نیز همان کرد که با کان کرده است
چرخ از چشم جهان رابعه را گر به نهفت | باز در پیکر پاک تو نمایان کرده است
زنده تا دیر بمان کز پس بانوی یمن | آسمان نام تو آرایش دیوان کرده است
شبلی غمزده را مدح شهان شیوه نبود | لیک لطف تو همه را بنده احسان کرده است

هذى المكارم لا قعاب لبان | لعريضة الجاه الرفيع الشانِ
غيظ العدى بحر الندى غيث الورى | ذات السخاء نتيجة الملوانِ
لفضائل وفواضل ومعارف | وعوارف جلت عن الحسبان
بنت السلاطين الاولى فاقوا على | هام الملوك بشامخ البنيانِ
اعنى مليكتنا التى نالت علىً | بالفضل والافضال والعرفان

ام الملوك فلا تضاهی رتبة — من احسنت بالسیب والاحسان
منت وما منت بما اعطت وما — سمحت به فاقت انوشروان
سلطان جهان الدین والدنیا ومن — فاقت علی الرؤساء والاقرانِ
عم البریة نیلها ولنوالها — وعلا سناها فی علومکان
یا اهل دار العلوم تقدرت — قروا عیونا بالعطا السلطانی
وعلیکم الشکر الجزیل فانها — سنزید کم فی غابر الازمان
مد والاکف الی الاله تضرعًا — وادعو بقلب خاشع ولسان
ای صادق فیما به نرجولها — الفوز بالنصر الرفیع الشان
اعنی ملیکتنا التی لله قد — بذلت لنا ولکم عقودجمانِ
لتعلم العلم المفید بهمة — شمو علی العیوق والسعدان
البقاها ربی دائما بسلامةٍ — مع من نحب سلالة الاعیان
الضر نصر الله خان وصنوه — کرنیل عسکر شاه هندستانِ
وکذا حمید الله طال بقاؤهٗ — وبقاؤهم فی صحت وامان
هم عین اهل الفضل من فاقوا علی — هام السهی وسموا علی الاقرانِ
هذا نتیجة ساعة قد قلتها — رصعتها بالدر والمرجان
فے شکر والتی الملیکة من عدت — تاج الملوك ومالها من ثانی
انا غرس نعمتها وشاکر یدها — مع من یدانینی من الاخوان
اشنا تها والله یعلم انی — قد قلت ذلك من صمیم جنانی
هی غایة المقصود والمطلوب فی — هذ الاوان لدی الاسیر العانی
وهی التی فاقت علی اقرانها — بالجود والافضال والاحسان
وانا الحقیر ابوخلیل محمد — سیف بارض الهند وهو یمانی

قد قمت فی هذا المقام مویدا | للفاضل العلامة النعمانی
فی شکره للملیکة العصر التی | فی ظلها قد عشت منذ زمان
والان ارجو برها ونوالها | فی ظلها العالی الرفیع الشان
ابقاها ربی دائما بسلامة | فی ظل عیش ناعم فینان
ما سح مزن او ترنم صادح | سشید وعلی الاشجار والاغصان

او ماحدی الحادی وقال مرحبا
هذا المکارم لا قعاب لبان

گلشن ہند

معنفہ مرزا علی دہلوی متخلص بہ لطف

لارڈ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل (۱۷۷۳ء - ۱۷۸۲ء) کے زمانہ مین نواب علی ابراہیم خان نے گلزار ابراہیم کے نام سے فارسی مین شعراے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے ۱۸۰۱ء مین بعہد مارکوئس آف ویلزلی (۱۷۹۸ء - ۱۸۰۵ء) مرزا علی لطف نے بہت کچھ حک و اضافہ کے بعد اردو مین اسکا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا -

مرزا لطف کے والد مرزا کاظم بیگ استرآباد کے باشندے تھے ۱۷۴۱ء مین نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آے اور نواب ابوالمنصور خان کے توسط سے شاہی دربار مین ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے ہجری تخلص تھا - مرزا لطف دہلی مین پیدا ہوے اور وہین نشو و نما پایا - جوانی مین عظیم آباد چلے گئے - وہان سے کلکتہ پہونچے مسٹر جان گلگرسٹ کی قدردانی سے فورٹ ولیم کے محکمہ تصنیف و تالیف مین نوکری کرلی اور تذکرہ گلشن ہند کو لکھا - اس کے بعد حیدرآباد چلے آے - اسوقت یہان حضور سکندر جاہ (۱۸۰۳ء - ۱۸۲۹ء) کی حکومت تھی نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ وزیر تھے ارسطو جاہ نے انھین اپنے مصاحبون مین شامل کرلیا - چار سو روپیہ ماہوار مقرر ہو گئے نواب میر عالم کے ایام وزارت مین ۱۸۱۲ء کو انتقال کیا مرزا لطف کے حالات کیلئے دیکھو مقدمہ گلشن ہند نوشتہ مولوی عبدالحق بی اے صفحہ ۱۰ گلشن ہند صفحہ ۱۲۶ - تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۴۵۰ - گلشن بیخار صفحہ ۱۵۰ - تاریخ اردو لٹریچر مصنفہ پروفیسر گارسن ڈی تاسی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ -

گلشن ہند مین نظم اردو کے باوا آدم ولی گجراتی سے لیکر زمانہ تالیف یعنی ۱۸۰۱ء تک جسقدر مشہور و معروف شاعر ہوے ہین قریب قریب ان تمام کے حالات مندرج ہین مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات جیسے خاندان - قوم -

وطن ۔ تعلیم و تربیت ۔ تلمذ ۔ اخلاق و عادات ۔ تصنیف و تالیف ۔ وغیرہ سب کا ذکر کیا ہی ۔ اس کے ضمن مین ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھے ہین ۔

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتین معلوم ہوئی ہین ۔ مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہی کہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے اشتیاق تخلص تھا ۔ اشعار بھی نقل کئے ہین منجملہ اُن کے چند شعر یہ ہین ۔

خیال دلکو ہے اُس گل کی آشنائی کا ۔۔ نہین صبا کو ہے دعویٰ جہان رسائی کا
کہین وہ کثرت عشاق سے گھنڈ ہین آج ۔۔ درون ہو نہین کر نہ دعویٰ کرے خدائی کا
جہان مین دل نہ لگانے کا یوہی پھر کوئی نام ۔۔ بیان کرون مین اگر تیری بے وفائی کا
بچھوڑا مار بھی کھا کر گذر گلی کا ترے ۔۔ رقیب کو میرے دعویٰ ہے بے حیائی کا
نہین خیال مین لاتے وہ سلطنت جم کی ۔۔ غرور ہی جنہین در کی ترے گدائی کا
جفائے یار سے مت اشتیاق پھیرکے منھ ۔۔ خیال کیجیو کہین اور جبہ سائی کا

یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ فارسی کے مشہور شاعر مرزا عبد القادر بیدل بھی اردو شعر کہتے تھے چنانچہ انکے دو بیت ہین ؎

مت پوچھ دلکی باتین وہ دل کہان ہی ہم ہین ۔۔ اس تخم بے نشان کا حاصل کہان ہی ہم ہین
جب دل کے آستان پر عشق آن کر پکارا ۔۔ پردے سے یار بولا بیدل کہان ہی ہم ہین

اس تذکرہ مین بعض ایسے شعرا کا بھی کلام درج ہی جنکا نام تو بہت مشہور ہی مگر کلام نہین ملتا ۔ مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوئے ہین ۔ اسوقت انکا دیوان ناپید ہی ۔ شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہین ۔

"دیوان اب نہین ملتا ...... آج یہ نوبت ہی کہ"

"پانچ غزلین بھی پوری نہ ملین جو اس کتاب مین درج کرتا"

مولوی صاحب موصوف نے آبحیات مین صرف سولہ شعر درج کئے ہین گلشن ہند مین تین صفحون پر صرف

غزلیات کا انتخاب درج ہی۔

سید محمد میر اثر کی مثنوی خواب و خیال نہایت مشہور ہی مگر آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔ اسمین اُسکا انتخاب بھی ہے

مرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر انشا مصحفی منت وغیرہ کے ہم عصر تھے اور صحبت یافتہ

تھے۔ اسلئے انکی بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہین جنکا دوسری کتابون پتہ تک نہین چلتا میر تقی کے

حالات مین ایک مقام پر لکھا ہی کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم مین اردو کتابون کی تصنیف و تالیف

کا محکمہ قائم کیا تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنؤ کی وساطت سے میر صاحب کو بلوایا مگر بوجہ پیری معان

نہ جاسکے۔ یہ ایسا واقعہ ہی جسکو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔

مرزا لطف نے حالات لکھنے مین بہت صاف بیانی سے کام لیا ہی بلا کسی رد و رعایت کے سچ سچ باتین بھی

لکھدی ہین۔ خان آرزو نے شیخ علی حزین کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہی اُسکی نسبت لکھا ہی۔

"دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہرائے۔ چنانچہ"

"وہ سب اعتراض جمع کرکے ایک رسالہ لکھا ہی اور نام اُسکا"

"تنبیہ الغافلین رکھا ہی۔ عوام کی طبیعت تو ان اعتراضون"

"سے البتہ تشویش مین پڑی ہی۔ نہین تو صاف نزاع"

"معلوم ہوتی ہی جب باریک بینون کی نگاہ اُس سے جا"

"لڑتی ہے"

میر غلام حسین شورش کے متعلق تحریر ہی۔

"بیمار ہین غرور کی مبتلا ہی۔ فقط اپنے خیال فاسد"

"سے انھوں نے اپنے کلام کی قباحتون پر التفات"

"نہین کیا ہے اس سبب سے سخن اُنکا ہمیشہ مورد اعتراض"

"سخن گرون کا رہا ہے۔ ایک تذکرہ شعرائے ہند کا زبان"

"ریختہ مین اُنھون نے لکھا ہے۔ لیکن وہ بھی بسبب اُنکی"

"خود پسندی کے خالی خلل اور زلل سے نہین"

الغرض گلشن ہند شعرائے اردو کا ایک نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہی۔ جو لوگ تاریخی حیثیت سے اسکی اہمیت

اور خصوصیات دیکھنا چاہین وہ حسب ذیل مضامین ملاحظہ کرین۔

مقدمہ گلشن ہند نوشتہ مولوی عبدالحق بی اے جو گلشن ہند کے ساتھ چھپ گیا ہی۔ مولوی سید خورشید علی کا ریویو گلشن ہند پر مندرجہ اخبار المحبوب حیدر آباد بابتہ ۱۶۔ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔ فہرست کتب فارسی کتب خانہ انڈیا آفس لنڈن صفحہ ۴۶۱۔ فہرست کتب خانہ دربار اودھ مصنفہ اسپرنگر صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۴۔ فہرست کتب خانہ برٹش میوزیم لنڈن جلد اول صفحہ ۳۷۵۔

سنہ ۱۹۰۶ء سے پیشتر گلشن ہند نہایت نایاب اور نادر الوجود کتاب سمجھی جاتی تھی۔ دنیا مین اسکے صرف دو معلومہ نسخے تھے ایک انڈیا آفس لائبریری لنڈن مین دوسرا پروفیسر گارسن ڈی ٹاسی کے کتب خانہ واقع فرانس مین سنہ ۱۳۲۶ھ کے موسم برسات مین حیدر آباد کی رود موسیٰ کو طغیانی ہوئی جسکی وجہ سے ہزارون گھر غرق ہو گئے لاکھون کا نقصان ہوا سینکڑون جانین تلف ہوئین کسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہ گیا۔ اسمین یہ تذکرہ بھی تھا۔ آب زدہ کتابین بکنے لگین تو مولوی غلام محمد صاحب نے جو آجکل تعلقدار ہین اسے خرید لیا۔ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گذرا تو انھین بدرجہ غایت پسند آیا۔ اور اسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شایع کرنے کا قصد کیا۔ لیکن جب انجمن اپنی پیچ در پیچ طرز عمل کی وجہ سے اسکو نہ چھاپ سکی تو شمس العلما نے مولوی عبداللہ خان کو اسکی اشاعت کی رائے دی اور خود اسکی تصحیح کی اور بہت سے حواشی بھی لکھے۔

قلمی نسخہ وفات مصنف سے تیئس برس بعد یعنی ۱۸۱۹ء کا لکھا ہوا تھا مولوی عبداللہ خان نے اسکے بموجب مطبع رفاہ عام لاہور مین چھپوانا شروع کیا۔ نومبر ۱۹۰۹ء مین چھپ کر تیار ہو گیا۔

کتاب کی ابتدا مین مولوی عبدالحق بی اے کا لکھا ہوا ایک عالمانہ مقدمہ ہی۔ جسمین زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اُسکے قدیم تصنیفات کا بیان۔ تذکرہ ہذا کے خصوصیات وضاحت کے ساتھ بتلائے گئے ہین۔

مولوی عبداللہ خان نے اس کتاب کو چھپوا کر بیشک اردو لٹریچر مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہی۔ امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہان ہین وہ ضرور اسکی اشاعت مین کوشش کرین گے۔ ایک روپیہ مین مولوی عبداللہ خان سے کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن کے پتہ پر ملتا ہی۔ (۲۲۶) صفحے ہین۔

حکیم سید شمس اللہ قادری
کوٹلہ اکبر جاہ۔ حیدر آباد دکن

ہندوستانی و انگریزی بچون کی تقسیم اوقات

آجکل عام طور پر جس رسالہ یا اخبار مین دیکھئیے یہ شکایت کیجاتی ہے کہ ہندوستان مین اب ایسے عالی دماغ۔ مضبوط طبیعت۔ مستقل مزاج۔ اور اچھے اخلاق کے لوگ نہین پیدا ہوتے جیسے کہ ازمنہ ماسبق مین پیدا ہوتے تھے جنمین کے چند ابھی موجود ہین مگر اکثر انمین سے چل بسے۔ اسمین شک نہین کہ بعض صفات جو پرانے تعلیمیافتہ گروہ مین ہین وہ اکثر نئے انگریزی تعلیمیافتہ گروہ مین نہین پائے جاتے ممکن ہے کہ جن خصائل کو ہمنے صفات کے نام سے موسوم کیا ہے وہ نئے گروہ کے نزدیک مذموم اور بے وقعت سمجھے جاتے ہون مثلاً بعض پرانے گروہ کے لوگ بزرگ کے سامنے خرد کے جائز جواب دینے کو بھی شوخی۔ بدتہذیبی اور بے حیائی سے تعبیر کرتے ہین مگر نئی تہذیب والے کے نزدیک کسی جائز اور بامو قع بات کا کسی حالت مین کہنا بے حیائی اور بدتہذیبی نہین ہوسکتی۔ اس قسم کے بہت سے اختلافات ہین جو تاقیام قیامت موجود رہینگے کیونکہ تعلیم عام طور پر اسقدر رائج ہوتی نظر نہین آتی کہ سب کو ہم خیال اور یکرنگ کردے۔

زیادہ تر ان اختلافات کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شروع ہی سے مغربی طرز پر تعلیم پانے والے بچون کا طریقہ پرورش اور ان کے اوقات کی تقسیم مشرقی رنگ کی تعلیم پانے والے بچون سے مختلف ہوتی ہے۔ ہندوستان مین عام طور پر بچون کا زجر و توبیخ کرکے مدرسہ بھیجدینا اور زیادہ سے زیادہ یہ خیال کرلینا کہ وہ گھر پر کسی اسکول ماسٹر سے جسنے کسی مدرسہ مین انٹرنس تک کی تعلیم پائی ہو سبق پڑھکر یاد کرلے بہت کافی سمجھا جاتا ہے۔

اول تو ماسٹر صاحب نے خود ہی جو تعلیم حاصل کی وہی نامکمل اور

ناقص تھی طرہ یہ ہے کہ کسی اسکول مین مدرس مقرر ہوگئے جو اُن کے لئے معراج سے کم نہین -

تربیت اور تہذیب جو تعلیم کے دو بہت بڑے بازو ہین وہ ندارد مگر اُڑنے کا شوق اُنکو بے حد مغرور اور خود پسند بنا دیتا ہے - ظاہر ہے کہ یہ سامان تعلیم بالکل ناکافی اور ناقص ہے اسی وجہ سے یہ شکایت عام طور پر پیدا ہوجاتی ہی کہ لڑکا بدتہذیب ہوگیا اسکا الزام اصل مین انھین والدین پر ہے جھنون نے متذکرۂ بالا طریقہ تعلیم کو کافی اور مکمل سمجھا ہے اسکول سے فراغت پانے کے بعد پھر بچے کی تربیت کا لحاظ نہین کیا جاتا نہ اسکی نشست و برخاست کے طریقہ - طرز گفتگو - اور دیگر اطوار پر نظر ڈالی جاتی ہے - بڑے بڑے مہذب خاندانون کے بچے جنکی تعلیم پر زر کثیر صرف کیا جاتا ہی اُن کے والدین اس بات کا لحاظ نہین رکھتے کہ اسکول سے فراغت پانیکے بعد بچے کا کیا شغل رہا -

عموماً بچہ گھر پر آکر غیر تعلیم یافتہ اور کمینہ لوگون کے بچون کی صحبت مین رہتا ہے - صبح سے شام تک اُسکو فضولیات مین مشغول ہونے کا موقع دیا جاتا ہے - کہین اسکی انا یا کھلائی جھوٹے بے بنیاد لغو قصے جو کہانیون کے نام سے مشہور ہین کہتی ہے کہین پر گرد و پیش کے لوگون کے بغض وحسد کے واقعات نہایت طوالت اور مبالغہ سے بیان کئے جاتے ہین یہ کہانیان اور واقعات ایسے نہین ہوتے جنسے بچے کے خزانہ دماغ مین کسی نئی بات کا اضافہ ہو -

برخلاف اسکے یورپ کے بچے صبح سے شام تک علمی اور مفید مشاغل مین مصروف رہتے ہین اگر اُن سے کوئی قصہ بھی کہا جاتا ہی تو وہ نلسن ایسے جوانمرد کی سوانح عمری ہوتی ہی یا ولنگٹن کی بہادری اور قومی جوش کی داستان

اگر کوئی راگ گایا جاتا ہی تو وہ بھی ٹینسن شکسپیر وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی نظمین ہوتی ہین جنسے نئے واقعات کا پورا خزانہ اُنکی دماغ مین بھر جاتا ہی اور جوش پیدا ہوتا ہی کہ آیندہ ایسی کوشش اور محنت کی جاسے کہ انھین کے مثل ہو جائین -
شام کو جب کل خاندان کے چھوٹے بڑے اپنے مکان مین آتش روشن کرکے بیٹھتے ہین اور بچے اور بوڑھے ایک جگہ جمع ہوتے ہین تو اخبار بینی ہوتی ہے یا ایسے واقعات کا ذکر ہوتا ہی جسمین جغرافیہ یا تاریخ کا بہت بڑا جزو ہو مختلف ملکون کی تجارتی حالت - دریاؤن - پہاڑون اور مشہور اشخاص کے اذکار برابر سلسلہ وار جاری رہتے ہین - یہ باتین جب روزانہ بچے کے کان مین پڑتی ہین تو گوش زدہ اثرے دارد کی مصداق ہوکر اسکی تعلیم کا ایک بہت بڑا جزو پورا کرتی ہین - برخلاف اسکے ہندوستانی بچے کے سامنے جہان کسی مقام کا ذکر آیا یا اُسنے اسکول کے کورس مین جغرافیہ اور تاریخ پڑھی تو اسکو سخت تعجب ہوتا ہی کہ دنیا مین کیا کیا واقعات ہو گئے ہین اور کیسے کیسے بہادر گذر گئے ہین -

اسکا دماغ ایسے نامون اور واقعات سے ناآشنا ہونے کیوجہ سے نفرت کرتا ہے اس لئے وہ ان کو اپنے دماغ مین جگہ نہین دیتا - مگر کورس کو تیار کرنے کی غرض سے اُن کو رٹتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ امتحان پاس کرکے یہ سب باتین بھول جاتا ہی - یہان تو یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کر لینا معیار تعلیم ہے اور یہی اصلی تعلیم و تربیت کا منشا سمجھا جاتا ہی - اور یہ وقت تعلیم کے مقاصد نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہی -

عموماً تعلیم جبتک تربیت کے ہم پلہ نہو اسوقت تک بالکل بے اثر ہے - اسی وجہ سے ہمارے ہان کا تعلیم یافتہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد بقول شخصے

(Hanging catalogue of books)(دیوار پر لٹکی
ہوئی فہرست کتب) ہوکر رہجاتا ہے۔ جب یہ حالت ہمارے تعلیم یافتہ گروہ کی ہو گی
تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہین کہ ہم مین کبھی جوانمرد اور مستقل مزاج اشخاص پیدا
ہو سکتے ہین ؟ تقسیم اوقات اور طریقہ پرورش پر الزام دینا نہایت مناسب ہی کیونکہ
جب مادہ ہی انمین نہین ہوتا تو نتیجہ کیا اچھا ظاہر ہو سکتا ہی۔

یہ کچھ ضرور نہین کہ تعلیم کسی خاص زبان ہی کی ہو لیکن طبیعت کی رغبت
و رجحان کا اگر شروع ہی سے لحاظ رکھا جاے اور طالب علم کی طبیعت پر بیجا زور
نہ دیا جائے تو وہ آیندہ بہت اچھا پیشہ ور ہو سکتا ہی اکثر دیکھا جاتا ہی کہ طبیعت
کا رجحان تو وکالت یا ڈاکٹری کی طرف ہی مگر والدین و بزرگون کے اصرار سے طالبعلم
کو مجبوراً دوسرے پیشہ کی طرف جسکو اُسکی طبیعت سے کچھ مناسب نہین طبیعت کو
موڑنا پڑتا ہی۔ ایسی حالتون مین نتیجہ ہمیشہ امید کے خلاف ہوتا ہی۔

بعض لوگون کو بدو شعور سے کسی خاص پیشہ کی طرف رغبت ہوتی ہے مگر
وسائل معاش کی تنگی یا اور دوسرے اسباب جو اُن کے قدرت سے باہر ہین سدِّ راہ
ہوتے ہین اور انکو طبیعت کے خلاف راستہ اختیار کرنا ہوتا ہی ایسی حالت مین
یہ حسرتناک شعر یاد آتا ہی۔

یہ کہکے باغ سے رخصت ہوئی بلبل کہ دریا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوٹے آشیان اپنا

ایسے اشخاص مین عموماً ایسا لاابالی پن یا بے پرواہی ہوتی ہی کہ انکی
طبیعت مین استقلال نہ قائم رہنے کی وجہ سے مجبوراً اُنکو دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہی
اور اس طرح قدرت کی ودیعت کردہ باتون سے دنیا کو کوئی فائدہ نہین پہونچتا۔

(باقی آیندہ) محمد نعیم قدوائی۔ بی۔ اے

حیات مستعار

اُف رے جھوٹھ اللہ رے بہتان کسنے مانگا اور کب ۔ بنانے والیکو گم صم پتلا اور وہی مٹی کا اچھا نہ معلوم ہوا کنجی دیدی چلنے پھرنے لگا۔ کیا حیات کی اسا سے زیادہ بساط ہے ۔ زندگی ہمین تسلیم ۔ مگر ہم نے مانگی کب تھی جو آج مشرق سے مغرب تک "حیات مستعار" کے الفاظ گونج رہے ہین کونسی ایسی سکھ دینے والی چیز تھی کہ ہم ابدی بیخودانہ ربودگی کو چھوڑ کر تکلیفون سے بھری لغزشوں سے بھرپور چیز مانگتے ۔ حاشا و کلا ۔ یہ محض حسن لفظی کی چمک کے لئے دو لفظ جوڑے گئے ہین غور کی جگہ ہے کہ وہ چیز جسکا ایک لمحہ ایک دقیقہ کے لئے اعتبار نہین جو اسطرح ہمسے بیوفایانہ منھ موڑ لیتی ہی کہ سنگدل سے سنگدل معشوق بھی نہ موڑے اسکو ہم مانگتے ۔ تکالیف الحیوٰۃ سے کون واقف نہین امیر ہو کہ غریب سب مبتلا ہو چکے ہین ۔ جس چیز کا فراق اسقدر یقینی ہو کہ جیسے دو اور دو چار جسکی بے کیفی بے ربطی بے ثباتی ایسی بھونڈی د بدیہی ہو کہ خود خلاق الحیوٰۃ اسکے خطرے اسکے ابلہ فریب پہلو اُسکی رو کشی تاکید سے بیان کرے ۔ جسکی بیوفائی کا یہ عالم کہ ابھی چہل پہل کے گھر مین شادی رچی ہوئی ہے نوشاہ گھوڑے پر باہر کھڑا ہوا ہے بہنین دوار اجاری کا نیگ دروازہ بند کئے ہوے دولھا سے قبولوا رہی ہین ماں نہال ہوئی جا رہی ہی کہ بہو آ رہی ہی دولہا شب عشرت کے تخیل مین کونین فراموش کئے ہوے ہے کہ یکایک دولھا کو چھینک آئی قبل اسکے کہ رفیق یرحمک اللہ کہین گھوڑے کی سجی ہوئی زین خالی دولھا زمین سے ہم آغوش ۔ وہی گھر ماتم کدہ بنگیا ۔ سامان عیش پھولون کے کام آگیا ۔ اللہ اکبر کیسے موقع پر اس سفاک نے بے مروتی کی ہی ۔ دیکھتو ۔ اسی کو مستعار کہتے ہین

ایسے سوانح کے لئے کیا تمنے اسے مانگا تھا؟ نہین - مجھے یقین نہین آتا کہ کسی بھلے آدمی نے ایسی بودی چیز ایسی ذات پاک سے مانگی ہوگی جسکے یہان اس سے کہین اچھی ستھری عرفانی چمکتی ہوئی چیزین ہین - بس بات اتنی ہے کہ جو سینے ابھی کہی ہے - شان سرمدی نیرنگی جلوہ کی عادی - ایک پتلا بنا دیا - اوسمین ترکیب سے حیوۃ بھر دی اور تماشہ بین ہوئی سانگا کسینے بھی نہین - مین قسم کھانے کو تیار ہون کہ اگر حیات کسی فرد بشر سے چھین لیجاے پھر جو دوبارہ وہ اسکو قبول کرے تو جو چور کی سزا وہ میری - ایسی نفرت کے ہوتے ہوے اُسکو مستعار کا خطاب دینا کلیجہ جلا دیتا ہے کاش آیندہ سے اس لفظ سے مستعار الگ کر دیا جاے کسی شاعر نے ایک فلسفیانہ دماغ کی معشوقہ کا جواب نظم کیا ہے - سنو اور حیات کی وقعت کا اندازہ کرلو ؎

اذا قلت ما اذنبت قالت مجیبتہً
حیاتک ذنب لا یقاس بہا ذنب

ابن الحسن رضوی بسمل

کچھ ہی کھنچ آیا ہے مہتاب مین خاکا انکا
ورنہ اُس سے کہین بڑھ چڑھ کے ہے نقشا انکا

برق شرماے گھٹا دیمین چمکتے ہوے گر
شب تاریک مین دیکھے رُخِ زیبا انکا

لو اثر کر گئی دیوانہ نوازی اُن کی
اب تو اس سر سے نہین جاتا ہے سودا انکا

سادگی حسن کی محتاج تصنع کب ہے
ایک مشاطہ ہے خود حسنِ خود آرا انکا

دل چُرا ئینگے بہلا وہ جنھین دل منت مین
نام لینا نہ کبھی جرأت بیجا اُن کا

دل کر خوکردہ دلبستگیٔ خلوت ہے
ہے عضب رات کو ملنا کبھی تنہا انکا

چین لینے نہ دے اُنکو تیری صدا اے عشق
آج ہی ہو کے رہے وعدۂ فردا انکا

یاد آکر مجھے تڑپاے ہے ابتک بسمل
کمسنی مین کسی چلمن سے پردا انکا

ابن الحسن رضوی بسمل

گھنٹہ نہین بجیگا

پارلمنٹ اور آزادی کی حکومت کے بانی مبانی آلیور کرامول کے زمانہ مین ایک نوجوان فوجی ملازم پر کسی قصور کیوجہ سے پھانسی کا حکم صادر ہوا تھا اور حکمنامہ کے یہ الفاظ تھے کہ "جب گرجا گھر کا رات کا گھنٹہ بجے ٹھیک اسوقت مجرم کو پھانسی دیجائے" یون تو ہر نوجوان موت پر حسرت اور سخت عبرتناک ہوتی ہے لیکن اس بدنصیب شخص کی موت زیادہ ترسخت اور بہت ترعبرتناک اسوجہ سے تھی کہ اُسی ہفتہ مین مرنے والے نوجوان کی شادی اُسکی حسین معشوقہ سے ہونے والی تھی یہ دونون کو ایک دوسرے سے عشق تھا اور اسوجہ سے کوئی دقیقہ عاشق کی جان بچانے کا معشوقہ نے اُٹھا نہین رکھا۔ اُسنے ججون سے گریہ وزاری کی عدالت مین وکیلون کی طرح بحثین کین اور خود کرامول سے عرض والحاح کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ناامیدی کے عالم مین اُسنے ایک تدبیر یہ سوچی کہ گھڑیالی کو گانٹھ کر گھنٹہ کا اُس رات بجنا ہی موقوف رکھے لیکن بدقسمتی سے اس کوشش مین بھی وہ ناکام رہی۔ شام ہونے لگی اور پھانسی دینے کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جلاد مجرم کو لیکر پھانسی کے پاس آموجود ہوا اور منتظر تھا کہ سورج غروب ہوا اور گھنٹہ بجے۔ آخر کار گھنٹہ ہلا اور اُسنے کوئی آواز نہین دی۔ تماشائی اور جلاد سب حیرت مین تھے کہ کیون گھنٹہ نہین بجا۔ صرف ایک شخص اس راز سے واقف تھا۔ یہ وہی نازنین تھی جو ناامیدی اور یاس کے عالم مین دیوانہ وار گھنٹہ گھر کے پیچدار زینون پر چڑھتی ہوئی اس مخدوش مقام پر پہونچ گئی تھی اور بھاری گھنٹہ کی زبان پکڑے ہوے تھی۔ گھڑیالی نے رسہ پکڑ کے کھینچا اور چھوڑ دیا پھر زور سے کھینچا اور چھوڑ دیا لیکن گھنٹہ صرف ادہر ادھر خامشی کے ساتھ

ہلتا رہا اور اُسکے برنجی لبون سے کوئی آواز نہین نکلی۔

بہادر نازنین کیحالت اسوقت نہایت مخدوش تھی وہ دوسو فیٹ سے زیادہ بلندی پر گھنٹہ کا لٹکن پکڑے لٹکی تھی اور ہر جھونک پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسکو کھڑکی کے باہر پھینکدیگا۔ آخرکار کہن سال گھڑیالی اپنی معمولی خدمت انجام دیکر چلا گیا وہ بوجہ کبرسنی کسیقدر اونچا بھی سنتا تھا اور اُسنے گھنٹے کے غیر معمولی سکوت پر کچھ خیال نہین کیا۔ کرامول کچھ فاصلہ پر کھڑا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا اور وہ گھنٹہ کی اس خلاف معمولی خاموشی کا سبب دریافت کرنے کے لئے بڈھے گھڑیالی کی طلبی مین چوبدار بھیجنے ہی کو تھا کہ اُسکے پاؤن پر چند گھنٹہ قبل عرض والحاح کرنے والی نازنین دوڑکر گر پڑی اور اپنی بے اختیارانہ حرکت بیان کی اپنی زخم کھائی ہوئی ہتیلیان اور خونچکان انگلیان دکھائین جو رسہ کی رگڑ سے جابجا کٹ کٹ گئی تھین۔ کرامول کو اُسکی بیکسی پر رحم آیا اور اُسنے اُسکی مردانہ جرأت پر لحاظ کرکے اُسکے قصور کو معاف کرکے کہا کہ جا او بہادر لڑکی تیرا عاشق زندہ رہیگا اور آج گھنٹہ گھر کا گھنٹہ نہین بجیگا ؎

اس واقعہ کو ایک شاعرہ مسمی Rose Hartwick Thorpe روز ہارٹوک تھارپ نے انگریزی مین نظم کیا ہے ہم اُسکا ترجمہ اردو نظم مین ناظرین کی دلچسپی کیلئے نذر ناظر کرتے ہین۔

نادر

انگلینڈ کے پہاڑونکی چوٹیون مین جھپکر ۔۔۔ دکھلا رہا تھا اپنی تنویر شاہ خاور

شام عروس سوہا جوڑا بدل رہی تھی ۔۔۔ پھولی ہوئی شفق کا گلگونہ مل رہی تھی

سورج جو کر رہا تھا روے زمین پہ غازہ ۔۔۔ ہر شے مین پڑ رہی تھی گویا کہ جان تازہ

سب شادمان تھے لیکن دو نامراد الفت ۔۔۔ رہ رہ کے دیکھتے تھے نظارہ یہ بحسرت

اک ہونیوالا دولھا۔ اک نازنین منگیتر ۔۔۔ اک ہونیوالی بیوہ۔ اک مرنیوالا شوہر

رات آتی یا اجل کا پیغام آرہا تھا — سورج کے ساتھ اُنکا دل ڈوبا جارہا تھا

لیتی تھی الوداعی بوسے شعاعِ خورشید — یعنی تھی الوداع جان الوداع خورشید

ادسپر تو حکم پھانسی کا ہو چکا تھا لیکن — ہیموت مر رہی تھی یہ نازنین کمسن

دیوانہ وار لیکن نکلی ششن جی سے — "گھنٹہ کو آج بجنا ہی چاہیئے نہین ہے"

"بجکر کسی پُرارمان کی کیا وہ جان لیگا" — "گھنٹہ نہین بجیگا۔ گھنٹہ نہین بجیگا"

یہ کہتی گھنٹہ گھر کو دوڑی گئی وہ مضطر — اور دہم سے گر پڑی وہ گھڑیالی کے قدم پر

پھر اُٹھکے اور دوزانو ہو کر وہ روکے بولی — "اور رحم کے فرشتے سن ایک عرض میری"

دور اک پرانی سنگی تعمیر کو بتاکر — اور آہنی کٹہرے کی سمت ہاتھ اوٹھاکر

بولی کہ "قید ہے اُس زندانین ایک مجرم" — "اور دیچکا ہے اُسکو پھانسی کا حکم حاکم"

"جب آج شب کو خونی گھنٹہ ترا بجیگا" — "پہلی صدا پہ اُسکی پھانسی پہ وہ چڑھیگا"

"او نیک او مقدس گھڑیالی تو بچادے" — "اس نوجوان مجرم کو- اور مجھے جلادے"

گھڑیالی نے یہ سنکر کانون پہ ہاتھ رکھا — اور بولا "یہ تو بیٹی مجھسے نہ ہوسکے گا"

"میری یہ عمر آئی ہے گھنٹہ گھر بجاتے" — "اور آج بھی رہیگا گھنٹہ ضرور بجکے"

کردون مین عمر بھر کی خاک اپنی نیکنامی" — "مجھسے کبھی نہ ہوگی ایسی نمک حرامی"

جب یہ خلاف امید اُس نے جواب پایا — مایوسی کا اندھیرا آنکھون مین اسکی چھایا

تنگی وقت سے وہ اسدرجہ بوکھلائی — کچھ اور اُس سے فوری تدبیر مین نہ آئی

اُسکے دماغ و سر مین وہ حکم گونجتا تھا — اور بار بار اُسکے کانون مین کہہ رہا تھا

"پہلی صدا پہ گھنٹہ کی آج شب کو پھانسی" — یہ حکم یاد آتے ہی وہ زمین سے اوٹھی

اور دلمین ٹھانکر اک منصوبہ بولی اچھا — یہ ہے تو آج کی شب گھنٹہ نہین بجے گا"

"بانگِ درا پہ جب ہی موقوف جان اُسکی — ان ہاتھون سے پکڑ لونگی مین زبان اُسکی

اب رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا چکا تھا — جلاد پھانسی دینے مقتل مین آچکا تھا

صہ صہ وہ مست نیم جان سا گردن جھکائے اپنی ؛ یہ غمزدہ - بھیانک صورت بنائے اپنی -

اور سنگدل تماشائی منتظر کھڑے تھے — کان اُنکے گھنٹہ گھر کے گھنٹہ پہ لگ رہے تھے

اسوقت گھنٹہ کی اندھیاری سیڑھیوں پر — دیوار پکڑے پکڑے چڑھتی تھی ایک پیکر

کاہیکو کام ایسا اُسنے کبھی کیا تھا — سینہ اُسکے ننھا سا دل دہڑک رہا تھا

آخر کو چڑھتے چڑھتے چوٹی پہ چڑھ گئی وہ — اور پاس اُس بڑی گھنٹہ کے بڑھ گئی وہ

پھر سر اوٹھاکے اُسنے اُسکو بغور دیکھا — لٹکن کا وزن دیکھا۔ گھنٹہ کا دور دیکھا

سمجھی کہ وہ معین وقت اب قریب تر ہے — اور دیر ایسے موقع پر کرنا پرخطر ہے

یہ جان لینے والا گھڑیال بج نہ اُٹھے — یہ موت کا فرشتہ ناگہ گرج نہ اُٹھے

اس خوف سے تڑپکر اوپر اوچک گئی وہ — اور گھنٹہ کا پکڑ کر لٹکن لٹک گئی وہ

کتنی بلندی پر تھی لٹکی ہوئی وہ بندی؟ — مینار کی بلندی اور کسقدر بلندی؟

جسجا نہ تھا پہونچتا آبادی کا دہواں تک — دنیا کا شور غل بھی جاتا نہ تھا جہاں تک

آبادی کا چراغوں کی وجہ سے پتہ تھا — اک بقعہ روشنی کا تھا نیچے شہر کیا تھا

نیچے چلی گئی تھیں جو سیڑھیاں مدور — تھیں ٹھیک قعر دوزخ کا خوفناک منظر

دوزخ کا ڈر نہ مرنیکا خوف اُسکو مطلق — ارض و سما کے مابین اک جسم تھا معلق

گھڑیالی گھنٹہ گھر کے نیچے کھڑا ہوا تھا — رسہ کو پکڑے ٹائم پیس اپنی دیکھتا تھا

تھا منتظر کہ سوئی جب ٹھیک نو بجاوے — تو گھنٹہ گھر کا رسہ وہ زور سے ہلاوے

موت اور نجات کا وہ ناشاد منتظر تھا — گھنٹے کی پہلی ٹن کا جلاد منتظر تھا

اب وقت ٹھیک نو کا بتلایا سوئیوں نے — اور اب کھڑے کیے کان آواز پر سبھوں نے

آہ اب کھنچیگا رسہ اور اب ہلیگا گھنٹہ — اب خوفناک اپنی آواز دیگا گھنٹہ

لو ہل رہا ہے۔ لیکن اُسپر صد آفرین ہے — آج اُسمین اُسکی خونی آواز ہی نہیں ہے

کیا بات ہے کسی نے جادو نہ کر دیا ہو — گھنٹہ کسیطرح بے قابو نہ کر دیا ہو

گھڑیالی نے بقوت ہر چند اُسے جھنجھوڑا — پھر کھینچا اور چھوڑا۔ پھر کھینچا اور چھوڑا

بڈھے بجانیوالے نے زور کم نہ مارا
ہلتا رہا مگر اوس گھنٹے نے دم نہ مارا

دو ر ایک ٹیکرے پر آکر ہوا نمایان
جمہوریت کا بانی سرتاج انگلستان

اور لگ گئین نگاہین سبکی کرامول پر
کیا حکم دے وہ دیکھین گھنٹے کے اس خلل پر

اکبار ہاتھ اُسنے خاموشی سے اُٹھایا
اور لفظ بس کا لب پر وہ حاکمانہ لایا

گھڑیالی رسہ کھکرہٹ آیا گھنٹہ گھر سے
جسم معلق اُترا چپکے منار پر سے

اور گرتے پڑتے پہونچی خوش خوش وہ اُس جبل پر
جاتے ہی گر پڑی وہ پائے کرامول پر

سب سرگذشت اپنی رو رو کے کہہ سنائی
گھڑیالی کی خوشامد۔ مینار کی چڑھائی۔

لنگن کو پکڑے گھنٹے کے بیچ مین لٹکنا
آواز کی طرح سے گنبد مین سر پٹکنا

وہ انگلیان دکھائین جو رسے کی رگڑ سے
چھل چھل گئی تھین بالکل کٹ کٹ گئی تھین جڑ سے

جو چومنے کے لایق پیاری ہتیلیان تھین
وہ آہ گہرے گہرے زخمونسے خون چکان تھین

دیکھا کرامول نے یہ حال زار اُس کا
اور رحم نے کیا دل بے اختیار اُسکا

بولا کہ جرم ثابت ہی گو ضرور اُس کا
لیکن معاف کرتے ہین ہم قصور اُسکا

جا نیکبخت! شوہر زندہ ترا رہے گا
اور آج گھنٹہ گھر کا گھنٹہ نہین بجیگا

نادر علیخان نادر

یا الٰہی آج کیسی گردش قسمت ہوئی
وصل کی شب میرے گہر آکے شب فرقت ہوئی

آج اُنکو مجمع عشاق سے نفرت ہوئی
قدر شئے رہتی نہین باقی جہان کثرت ہوئی

یاد میری تیرے دل مین تھی کبھی یا دش بخیر
مدتین گزرین نہین معلوم کیا صورت ہوئی

اب بھی دعوی ہی نظر بازی کا پایا جاتا رہا
کوئی پوچھے حضرت موسیٰ سے کیا حالت ہوئی

اک ادائے ناز تھی ظالم پشیمانی تیری
حشر مین بے چین خود اللہ کی رحمت ہوئی

دل مین جب آتے ہین مہمان پھر جاتے ہین
آرزو تیری کوئی ارمان ہوا حسرت ہوئی

اب کہان اگلا سا ملتا ہی شرر بیکار وقت
کہہ لئے دو چار ہمنے شعر جب فرصت ہوئی

شرر کاکوروی

عورتون کی قابل اصلاح حالت

(۱) ہماری بیخبری اور غفلت

ہمارے ملک مین جسقدر ہمت اور توجہ سیاسی امور کی طرف صرف کیجاتی ہے اُسکا چوتھائی حصہ بھی اگر سوشل خرابیون کے رفع کرنے پر مبذول کیا جاوے تو یقیناً ہماری حالت جلد درست ہوسکتی ہی ہمین اس بات سے انکار نہین کہ سیاسی جدوجہد ملکی زندگی کی علامت ہے اور کوئی قوم اپنے سیاسی حقوق کی محافظت کئے بغیر میدان ترقی مین معاصر اقوام پر فوقیت نہین لیجا سکتی۔ لیکن ملکی فلاح وبہبود کے محض ایک پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور دینا اور دوسرے کو عمداً اور قصداً نظر انداز کردینا چندان مفید نہین ہوسکتا۔ جو لوگ ملکی سیاست مین بدرجۂ غایت منہمک اور مستغرق رہتے ہین اُنھین دوسری قومی ضروریات سے چشم پوشی نکرنا چاہیئے۔ ہمین سب سے پیشتر اُن خرابیون کے انسداد کیطرف خاص خیال رجوع کرنا چاہیئے۔ جو ہماری معاشرتی زندگی مین زہریلے خون کیطرح سرایت کرگئی ہین۔ عقلمند آدمی پہلے اپنا گھر بناتا ہے اور اندرونی ضروریات مکمل ہوجانے پر وہ خارجی باتون پر نظر کرتا ہے۔ ورنہ یہ امر دوراندیشی اور دانشمندی سے بعید ہے کہ گھر کو چھوڑ کر باہر کی فکر مین مول لین اور حقیقی اصلاح کی مٹی پلید کرین۔

مثل مشہور ہے کہ "اصلاح گھر سے شروع ہوتی ہے" اور یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے گھر سب سے زیادہ اصلاح کے محتاج ہین اور افراد انسانی کا ایک رکن (عورت) جسکا تعلق گھر کی چاردیواری کے اندر والے کامون سے ہے اپنے فرایض سے بیخبر۔ رفتار زمانہ سے ناواقف عجیب افسوسناک طریقہ سے اپنی

زندگی کے دن کاٹ رہا ہی۔ گویا ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن
کی مضبوط زنجیر اُسے ذی روح طبقہ سے جدا نہین ہونے دیتی ورنہ اگر اُسکے
وجود معطل پر کسیقدر غور کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ گروہ نسوانی بحالت موجودہ
"مردہ بدست زندہ" کا مصداق ہو رہا ہے۔ کیسی شرم کی بات ہی کہ جسکو فطرت
نے بنی نوع انسان کے سنوارنے اور اُسکی دماغی اور دینی قوتون کے درست
کرنے کی اہم خدمات عطا کی تھین خود اُسکی ذہنی اور عقلی قابلیتین ہمارے ظالمانہ
سلوک کی وجہ سے برباد اور تباہ ہوگئی ہین اور اُس کے نقصانات اگرچہ اسوقت
عام طور پر ظاہر ہو رہے ہین لیکن ہم انکی تلافی کیلیے اب بھی پوری طرح آمادہ اور
مستعد نہین۔ یہ سہل انکاری اور غفلت ایکدن لٹیا ڈبو کر رہیگی۔ کاش ہم اپنی
عورتون کے پُرمنفعت وجود سے واقف ہون اور اُن کی منزلت کو پورے
طور پر ذہن نشین کرین!

پریسیڈنٹ روزولٹ نے دوران تقریر مین ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ
"عورتین ہماری جائداد ہین اور اُن کی بہتری قوم کی بہتری ہے"۔ مسٹر روزولٹ
کا یہ خیال کسی تشریح یا تائید کا محتاج نہین بلکہ اقلیدس کے اصول متعارفہ
کیطرح اس کو تسلیم کرنے کے سوا کسی کو چارہ نہین۔ مہذب ممالک
یوروپ و امریکہ مسٹر موصوف کے ان الفاظ پر ظاہر و باطن عمل پیرا ہین اور
اسی کے خوشگوار نتائج ہین کہ علم عمل ہین۔ صنعت و حرفت مین۔ فلسفہ و
سائنس مین آج وہ سب کے رہنما ہین کپتان کوک اور کمانڈر پیری نے قطب
شمالی دریافت کرنے کی ہمت کی اور خدا نے اُن کے ارادون مین کامیابی
عطا فرمائی۔ ہم جن باتون کو آج اعجاز اور سحر سے کم نہین سمجھتے وہ یوروپ
و امریکہ کیلیے بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتی ہین۔ نت نئی تحقیقاتین

عجیب وغریب انکشافات - خوفناک سیر وسیاحت - رموز فطرت کے جاننے کا دشوار گذار مرحلہ ایسی چیزین ہین جو ہمارے وہم وگمان مین بھی نہین آسکتین اور مہذب ومتمدن دنیا کی زندگی کا وہ لازمہ ٹھری ہوئی ہین - "عزم بالجزم"، "قومی مفاد"، "ہمدردی بنی نوع آدم"، مستقل مزاجی کیرکٹر کے وہ عناصر ہین جن کے بغیر انسانی عادات وصفات مین کسی قسم کی نمایان ترقی نہین ہوسکتی - ہم مین اور یورپ و امریکہ والون مین یہی سب سے بڑا فرق ہے کہ ہمارے یہان پیدا ہونے کے وقت سے لیکر مرنے کے وقت تک حقیقی تعلیم وتربیت مفقود ہے بخلاف اسکے یوروپین اور امریکن بچے فطری تربیت گاہون (مان کی گودون) سے بہترین کیرکٹر اور اعلیٰ ترین خصائل واوصاف کے گہرے نقش حاصل کرتے ہین - یہ وہ نقش ہین جو انسانی زندگی کے کٹھن مرحلون اور تنازع للبقار کی ہفتخوان منزلون کے طے کرنے کیلیئے اسم اعظم کا حکم رکھتے ہین - یہ وہ نقش ہین جو بچہ کے موم ایسے نرم ونازک دل ودماغ پر پتھر کی لکیر پڑجاتے ہین - اور اُن نقشون کی بنانے والی بچہ کی مان ہوتی ہے جسے قدرت کی جانب سے یہ کام سپرد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نونہال کے طور وطریق اس طرح سنبھالے اور سنوارے کہ وہ بڑا ہوکر کامیاب زندگی بسر کرسکے - اس کے لئے مان مین بچون کے رکھ رکھاؤ اور اُن کی تربیت کی قابلیت کا ہونا لابدی ہے - اگر مان قابل اور ذی علم ہے اور فرائض مادری سے فی الجملہ واقف ہے تو اولاد خود بخود قابل اور لایق ہوگی اور اگر کہین بدقسمتی سے مان جاہل اور اپنی ذمہ داریون سے بے خبر محض ہے تو اُسکی جہالت اور ذلت کی پوری پوری کیفیت اولاد مین موجود ہوگی -

ہندوستان کی ذلت ونکبت کا ایک بڑا سبب یہان کی عورتون کی جہالت بھی ہے - ہم یہ تو نہین کہتے کہ ہماری ساری بدبختیون اور حرمان نصیبیون کا

سرچشمہ ہماری عورات کی بے علمی ہے لیکن اسمین شبہہ نہین کہ خواتین ہند کے تعلیم یافتہ نہ ہونے سے ہماری معاشرتی خرابیان بڑھگئی ہین اور اصلاح کا بار مردون کے سر پر اکبارگی ایسا آپڑا ہے کہ مشکل سے فلاح ڈھونڈنے کی کوئی راہ سوجھتی ہے اگر عورتین علم وہنر کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوتین تو ایک طرف ہماری نئی پودھ کی نشو و نما قابل اطمینان و حوصلہ افزا طریقے پر ہوتی۔ اور دوسری طرف موجودہ مصلحان قوم اپنے کامون مین ایک معقول حد تک عورتون کو مدد و معاون پاکر دشوار گذار راستون کو نسبتاً زیادہ آسانی سے طے کرسکتے۔ مگر ابھی دلی دور معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے ہر کام مین اختلاف بلکہ مخالفت ضرور کیجاتی ہے۔ تعلیم نسوان کا مسئلہ ایک عرصہ سے معرض بحث مین ہے ممکن ہے کہ کسی گروہ نے بزعم خود اپنے خیال کے مطابق اسے فیصل شدہ سمجھ رکھا ہو لیکن حق یہ ہے کہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ ابتک نہین ہوا۔ اسپر لطف یہ ہے کہ جو لوگ تعلیم نسوان کے حامی ہین وہ بھی فروعی اختلافات کی پیچ در پیچ گتھیون مین پھنسے ہوئے ہین اور ان بزرگون کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جو سرے سے عورتون کی تعلیم ہی کے مخالف ہین!

موخرالذکر گروہ جو فرقہ اناث کو جاہل رکھنے کا موید ہے بظاہر کم وقعت ہے لیکن حقیقت مین اس گروہ کا اثر بھی غیر محدود ہے۔ جو لوگ علیگڈھ کالج کے ساتھ زنانہ نارمل اسکول کھلنے کی خبر سنکر یا چند نوجوانون کو مختلف شہرون مین تعلیم نسوان و آزادی نسوان پر لکچر دیتے ہوئے دیکھکر عورتون کی نجات کے قایل ہوگئے ہین اور انھین غیر مکتفی امور کو منتہائے کمال سمجھ بیٹھے ہین انھین ذرا گرد و پیش کے حالات کو آنکھین کھولکر دیکھنا چاہیئے کہ شہر کی فصیل کے باہر۔ لکچر ہال سے دور دیہات و قصبات مین مخالفین تعلیم نسوان

کسقدر مضبوطی سے اپنا مورچہ قائم کئے ہوئے ہین اور وہان منشار ایزدی کے
خلاف یہ بے زبان انسانی طبقہ کس بُری حالت مین زندگی بسر کر رہا ہے۔
فرائض مادری اور حقوق زوجیت سے اس کو کوئی مطلب نہین۔ تربیت
اولاد کا اسمین مادہ ہی نہین۔ انتظام خانہ داری جب بتایا نہ گیا ہو تو کہان سے
آئے۔ جسطرح سیپ کا کیڑا سیپ کو یا کنوین کا مینڈک کنوین کو اپنی دنیا خیال
کرتا ہے اسیطرح یہان کی عورتین اپنے گھر کو اپنی دنیا سمجھتی ہین۔ وہ بیشک اُنکا
گھر ہے اُنکی دنیا ہے گو رکے بھن بھنون کی قناعت کو دیکھئے اُن کو وہی زمین ہی
آسمان ہے اور یہ وہ دنیا ہے جسکی وقعت و اہمیت چار دیواری سے
باہر والی دنیا سے کہین بڑہی ہوئی ہے۔ لیکن انھین کون بتائے کہ اس
چھوٹی سی دنیا مین رہکر بڑی دنیا پر تم کیا کیا احسان کر سکتی ہو۔ افسوس ہی
کہ عام جہالت کیوجہ سے وہ اپنی اسی گئی گذری حالت پر قانع ہین اور اُنھین
اپنے مردون سے کوئی شکایت بھی نہین۔ جسطرح کسی جابر بادشاہ کی رعیت
خلاف طبیعت کام کرتے کرتے اور اُسکی زیادتیان سہتے سہتے تمام ذہنی دماغی
قابلیتین کھو بیٹھتی ہے۔ اُسیطرح یہ عورتین بھی مردون کی پابند ہو کر اور اُنکی
رضاجوئی ہر کام مین مقدم سمجھکر عقل و فہم سے ایک حد تک عاری ہو گئی ہین۔
اور انھین اپنی جاہلانہ زندگی اور مردون کے غیر مہذبانہ طرز عمل کا کوئی احساس
نہین ہوتا۔ عورتون کا اودہر یہ حال۔ اُسطرف مرد ہین کہ وہ اسی گھمنڈ مین مر رہے
ہین کہ عورتین ہماری لونڈی اور خادمہ ہین انھین تعلیم سے کیا کام۔ حالانکہ نادان
یہ نہین سمجھتے کہ لونڈی اور خادمہ کے لئے بھی تعلیم ضروری ہے تاکہ وہ اپنی خدمات
اپنے آقا کی مرضی کے مطابق ادا کر سکے۔ آجکل یوروپ و امریکہ مین خادمہ گیری
کرنا بھی ایک فن خیال کیا گیا ہے اور اُس کی عملی تعلیم پر زیادہ توجہ کیگئی ہے یہان

ہندوستان مین جب مردون کو جاہل مان بہنین ہی پسند ہین تو تعلیم یافتہ خادمہ کی قدر کس جانور کو ہو گی !

پشتہا پشت سے یکسان جاہلانہ اور غیر متمدنہ زندگی بسر کرتے کرتے خود عورتین بھی سمجھنے لگی ہین کہ گویا اُن کی یہ پست و ذلیل حالت قانون قدرت کے مطابق ہے اور اُسکی اصلاح کرنے والے گویا بدعتی ہین - امریکہ مین جب غلامون کو آزادی دلانے کا زمانہ آیا اور بہت سے محب بنی آدم اونھین جابر و ظالم آقاؤن کی دست درازیون سے محفوظ رکھنے کی کوشش پر آمادہ ہوئے تو غلامون مین سے اکثر اُن کے اس احسان کو غیر ضروری اور اپنی آزادی کو فضول خیال کرتے اور اپنی مقید زندگی پر قانع تھے اسیطرح ہمارا طبقۂ نسوان بجائے خود یہی خیال کئے ہوئے ہو کہ تعلیم و تہذیب سے اُنھین کوئی واسطہ نہین ہین مردون کی غلامی کرنے کے سوا اُنھین کوئی دوسرا کام دنیا مین نہین - گویا کہ باوجود انسان ہونے کے وہ اُن ذمہ داریون سے بے تعلق ہین جو خدائے پاک نے انسان کو انسان ہونیکی حیثیت سے ودیعت کی ہین اور جنکے متعلق اخلاقی طور پر بازپرس ہونا ضروری ہے -

عورتین تو اپنی جہالت کا عذر پیش کر کے علیحدہ ہو جائینگی لیکن فرقۂ ذکور کو خفت و ندامت کے سوا اور کیا ملیگا - افسوس ہے کہ ہماری آنکھون پر پردے پڑے ہوئے ہین - ہمارے قوائے عقلی رسم و رواج کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین ورنہ ہم سوچتے اور سمجھتے کہ ہم خدا کی مخلوق کے ایک خاص حصہ کے ساتھ کسقدر نا منصفانہ اور وحشیانہ برتاؤ کر رہے ہین اور اپنے ملک اور اپنی قوم کو اُن فیوض اور برکات سے محروم کرنے کے مجرم ہین جو صرف عورتون کو تعلیم دلانے اور اُنھین اپنے فرایض سے باخبر کرنے کی صورت مین حاصل ہو سکتے ہین - اور

لطف یہ ہی کہ ہم اس غلطی کو محسوس بھی نہین کرتے۔ بلکہ اپنے جاہلانہ خیالات اور پابندی مراسم کو مناسب بلکہ اشد ضروری سمجھتے ہین۔ الفت عادات کا مرض ہمارے قومی کامون کو کھائے جاتا ہی۔ حالانکہ محض یہ خیال اصلاح و ترمیم مین ہارج نہین ہو سکتا کہ ہمارے اسلاف اس کام کو اسیطرح کرتے تھے۔ یہی وہ خیال ہے جو ترقی کے راستے مین رکاوٹ پیدا کرتا ہی۔ اسی خیال کو جدا رکھکر اقوام یوروپ و امریکہ آج آسمان فضل و کمال کی درخشندہ اختر بنی ہوئی ہین اور اسی خیال کی بھول بھلیان مین پھنسکر ہماری رفتار سست اور دھیمی ہے اور ہم منزل مقصود کے لئے جہان سے چلے تھے اب تک وہین ہین۔ غور کرنے کی بات ہی کہ ہر زمانہ کے حالات و واقعات مختلف ہوتے ہین اور اس قسم کے تغیرات کارخانۂ قدرت مین ہونا لابدی ہین۔ مبارک ہے وہ قوم جو ان تغیرات کو پیش نظر رکھے اور زمانہ کے ساتھ ساتھ چلے۔ مثل مشہور ہے کہ ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔ زمانہ خود کسی کا ساتھ نہین دیتا۔ وہ کسی کا دوست نہین اُسے کسیکی پروا نہین۔ لیکن جو لوگ اُسکی رفتار کو بہ نگاہ تعمق دیکھتے اور اُسیکے مطابق اپنے حالات کو درست کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہین اُن کی کامیابی یقینی ہے۔ ہم زمانہ کی طرف سے آنکھین بند کئے ہوئے گردن اُٹھائے ایک راستہ پر چلے جا رہے ہین راستہ بھی دشوار گذار۔ جہان سوائے چند نقوش قدم کے مسافر کے لئے اور کوئی رہنما نہین۔ دوسری قومون نے اپنی عقل۔ اپنے ضمیر سے مدد لیکر وہ راستہ اختیار کیا ہے جو ناک کی سیدھ مقام مقصود کو پہونچاتا ہی۔ خدا جانے ہم کب تک توہم پرستی مین گھرے رہینگے اور ہماری عقل کب ٹھیک ہو گی۔

ہمین اس سے انکار نہین کہ تعلیم جدید کے اثر سے ہمارے خیالات

اور جذبات مین ایک خاص قسم کا ہیجان پیدا ہوگیا ہے اور قومی کامون مین دلچسپی لینا بجاے خود فیشن مین داخل سمجھا گیا ہے۔ لیکن اوپری باتون سے کام نہین نکل سکتا۔ سب سے پہلے ہمین اپنی اصلاح کیطرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہمارے خیالات راہ راست پر آجائینگے اُسوقت عورتون کی قابل اصلاح حالت کی درستی ایک معمولی بات ہوگی۔

طبقۂ اناث کو علم وہنر کے زیور سے آراستہ کرنا۔ اُن کے طرز معاشرت کو مخصوص اصول وقوانین سے وابستہ کرنا اُنھین اپنے فرایض سے واقف کرنا۔ اُن کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ رسم ورواج کو جن کے ساتھ عورتون کو خصوصیت سے دلچسپی ہو معتدل پیمانہ پر لانا۔ یہ امور ضروری ایسے ہین۔ جن پر قوم کی زندگی کے مفید و باکار ہونیکا انحصار ہے۔ طبقۂ نسوان کی درستی کی اشد ضرورت یون بھی ہے کہ ان کی اصلاح قومی اصلاح کا پیش خیمہ ہے ہماری آنیوالی نسلین اخلاق و عادات خیالات ومقالات۔ طرز معاشرت کے لحاظ سے کبھی قابل اطمینان حالت مین نہین ہوسکتین تا وقتیکہ ہمارے ملک کی مائین مادرانہ فرایض کی بجا آوری کے قابل نہ بنائی جائین۔

جولوگ تعلیم نسوان کے خلاف ہین اور عورتون کے لئے موجودہ قابل نفرت زندگی ضروری سمجھتے ہین وہ کم ازکم اسبات کے مقر تو ضرور ہین کہ عورتون کا کام انتظام خانہ داری ہے۔ وہی لوگ بتائین کہ انتظام خانہ داری کوئی معمولی بات ہے۔ انگلستان وغیرہ مین سالہا سال کی علمی تعلیم کے بعد بھی اکثر شکایت باقی رہتی ہے کہ فلان لیڈی گھر کے انتظام پر پورے طور سے قادر نہین۔ وہان یہ بہت بڑا عیب سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ہمارے ہندوستان مین جہان نہ تعلیم کا سامان ہے نہ تجربہ اور مشاہدہ کا موقع۔

پھر ہم ان تنگ خیال کوتاہ نظر مستورات سے نظام خانگی کے درست رکھنے کی خاک امید کر سکتے ہین۔

مختصر یہ ہے کہ ہم عورتون کیطرف سے غافل و لاپروا ضرور ہین انکی جہالت۔ اُن کے ناقص اخلاق اُن کا خلاف فطرت طرز معاشرت۔ اُن کی توہم پرستی۔ اُن کی ضعیف الاعتقادی۔ اُن کی خراب صحت سب ہمین زبان حال سے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہین۔ لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم اِن مین سے کیسکی اصلاح کا خیال بھی دلمین لاتے ہین۔ اسمین کلام نہین کہ باوجود تمام شور و شغب کے ہم عورتون کیطرف سے بے خبر ضرور ہین۔ حالانکہ اگرچہ وہ ہماری لونڈی ہی سہی تاہم کیا انصافاً و عقلاً لونڈی ہماری امداد و اعانت کی مستحق نہین ہوتی اور کم ازکم بانی اسلام (روحی فداہ) کی پرمغز و حکمت آمیز تعلیم نے تو تمام دنیا کو جتا دیا ہے کہ مسلمانون مین لونڈیون کا بھی کیا درجہ ہے۔ اب وقت آ رہی ایک ہی موقع باقی ہے اس موقع کو ہمین ہاتھ سے ندینا چاہیئے۔ غفلت سہل انکاری سے ابتک بہت نقصان اُٹھائے ہین۔ آیندہ کے لئے ہوشیاری کی ضرورت ہی ورنہ یاد رکھو کہ ہمارے قومی خدمات کے دعوے۔ قومی بہبودی کی خواہشین سب ہیچ ہین اور یہ قومی عمارت جسکی بنا کتنے متبرک ہاتھون سے پڑی اور جسپر ساری قوم کی آرزون اور تمناؤن کا دارومدار ہے ایکدن ڈھیر ہو کر رہیگی۔

سید محمد فاروق

خان بہادر سید اکبر حسین اکبر

لیلےٰ نے سایہ پہنا مجنون نے کوٹ پہنا	ڈٹکا جو مین نے بولے بس بس خموش رہنا
حسن جنون بدستور اپنی جگہ ہین لیکن	ہے لطف بحر ہستی فیشن کے ساتھ بہنا

تعلق القلب

میری پیاری بہنو! سچ پوچھیے۔ غور سے کام لیجئے اور دل مین سوچیے تو یہی امر ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے جمیع امور کا دار و مدار دل کے لگاؤ اور تعلق پر ہے۔ ہر شخص وہی کام بخوبی کر سکتا ہے کہ جس مین اُسکا دل لگے ورنہ بیدلی اور عدم توجہی سے جو کام کئے جاتے ہین اُنکا اور اُن کے نتائج کا حال معلوم ہماری انجمن خاتونان اسلام چونکہ اسوقت تک دلسے کام کر رہی ہے اسلئے اسکے نتائج روز بروز نمایان ترقی دکھا رہے ہین۔ میری بہنو! انسان کا اچھی حالت مین ہونا دل کی صفائی اور اچھائی پر موقوف ہے اور بُری حالت مین ہونا دل کی بُرائی اور خرابی پر منحصر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کے بدن مین ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح و تندرست ہے تو سارا بدن صحیح و تندرست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ دیکھو وہ ٹکڑا دل ہے۔ مطلب آپکا یہ ہے کہ روحانی صحت و بیماری دل کی صحت و بیماری پر موقوف ہے کیونکہ اگر اُس مین اعتقادات حقہ و اعمال صالحہ کے بجالانے کی لذت و محبت روز افزون رہے تو اُسکی صحت قائم رہیگی میری عزیز بہنو! ایمان کا تعلق دل کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے مخفی طور پر اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ کوئی کام کر رہے ہین اور دوسرون کے سامنے کسی مصلحت یا کسی کے ڈر سے اُسکو ظاہر نہین کر سکتے تو اُس سے ہم کو ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا کہ کسی ظاہر طور پر نیک کام کرنے والے کو۔

میری بہنو! حدیث شریف مین لکھا ہے کہ اگر پوری تصدیق دل سے خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین ہے اور ظاہر مین بوجہ خوف کفر کا کلمہ زبان سے نکلجائے

تو وہ صاف ہے اور اُسکو دائرہ ایمان سے نہین نکالنا چاہیئے۔ میری بہنو! برخلاف اسکے اگر دلون مین شک بھرا ہے گو بظاہر کلمہ گو ہین اور نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام بجالاتے ہین تو وہ عبادت کام نہ آئیگی۔ ہم اسطرح منافق کہلائینگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین ایسے لوگون کے لئے یون فرمایا ہی۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۝

دل کی نیت پر ہزارون اعمال کا دار و مدار ہے وہ ہی بات حاصل ہی جسکی نیت کی جائے چونکہ انسان کے پیدا ہونے کی غایت خدا کی عبادت اور معرفت اور اُسکی یاد ہے۔ پھر جس وقت وہ یاد دل سے ہوتی ہے تب ہی ایسے ذکر سے کلی اطمینان ہوتا ہی۔

بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہی تھا کہ خدا سے تعلق پیدا کیا جائے اور دل لگایا جائے پروردگار سے تعلق بدون واسطہ کے محال تھا اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے رہبر اور ہادی اور وسیلہ اور واسطہ ٹھیرے اور یہ ہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اُمت پر فرض ہے اور جب اطاعت فرض ہوئی تو یہ ضرور ہی کہ آپسے محبت رکھنا بھی فرض ہی کیونکہ بدون کمال محبت کے اطاعت کما حقہ نہین ہوسکتی۔ آپ سے محبت رکھنا مسلمانون کے لئے اپنی جان و اقربا وغیرہ سے بڑھکر ضروری ہے میری بہنو! ہمکو چاہیئے اپنے دلکو صاف اور نیت نیک رکھین اور ہمارے دل عشق الٰہی سے معمور ہون۔ میری عزیز بہنو! اپنے دلکا لگاؤ ہمکو ہر وقت اسی طرف رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم دل کا لگاؤ اپنے مولا حقیقی کی طرف لگا دین تو پھر ایک منٹ کیا ایک سکینڈ بھی ہم اسکی یاد سے غفلت نہین کرسکتے ہم

لاکھ غفلت کرین جب ہمارا دل اُسکی یاد مین لگا ہے تو ہم کیونکر اُسکا رُخ بدل سکتے ہین میری عزیز بہنو! آپ جانتی ہین کہ ہم جسوقت کسی سے محبت کرتے ہین یہان تک کہ سچے دل سے ایک اپنی دوست (سہیلی) سے دلی تعلق پیدا کرتے ہین تو کس طرح ہر وقت اُس پیاری دوست کی یاد ہمکو ستاتی ہے اور کوئی وقت ایسا نہین کہ اُسکی یاد سے دل خالی ہوجائے ہزار کوشش کیجائے کہ ہم اس خیال کو بھول جائین مگر دل کا رُخ نہین بدلتا پس جب ایک انسان کی محبت اتنی طاقت ور ہوسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا کی محبت ہمارے دل پر اثر نہ کرے یا اسکی یاد ہمکو بے چین نہ کرے مگر افسوس کہ ہم دلکا لگاؤ اُس طرف کرتے ہی نہین اگر ہم اپنے دل کو اُس مولاے حقیقی کی طرف لگا دین تو دین و دنیا مین بیڑا پار ہے جنکے دل کا لگاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ دیکھو کیسے کیسے فائدے اپنی قوم کی طرف پہونچاتے ہین اور تمام عمر کسطرح نیک کامون مین بسر کرتے ہین جن سے دین و دنیا مین خدا اُون کے نام کو روشن کرتا ہے۔ آخر مین دعا ہے خداوند ہم سبکو توفیق دے کہ ہم اپنے دل کا لگاؤ نیک کامون کی طرف لگاکر سچی راحت حاصل کرین۔

ایس بی بنت سید محمد شاہ
جنرل سکرٹری انجمن خاتونان اسلام لاہور

کلام اکبر

گھر سے جب لکھ پڑھ کے نکلینگی کنواری لڑکیان — دلکش و آزاد و خوش رو۔ ساختہ پرداختہ
یہ تو کیا معلوم کیا موقعے عمل کے ہونگے پیش — ہان نگاہین ہونگی مائل اسطرف بیساختہ
مغربی تہذیب آگے چلکے جہالت کھائے — ایک مدت تک رہینگے نوجوان دل باختہ
اوج قومی سے شرافت کا ہما گر جائیگا — ناکیان سے پست تر و کھلائی دیگی فاختہ
ڈالدے گا سینۂ غیرت سپر میدان مین — تیغ ابرو ہی نظر آئیگی ہرسو آختہ
(زمانہ)

عورتون کی لسّانی و خوش بیانی

پرانی تاریخون کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہی کہ حکیم سقراط کو جس نے فصیح البیانی کی تعلیم دی وہ ایک یونانی خاتون تھی جسکا نام "اسپشیا" تھا۔ بزمانہ موجودہ اکثر اہل فرنگ کی یہ راے ہی کہ بچون کو خوش بیانی عورات کے ذریعہ سے سکھائی جائے اور ہر کالج مین اس کام کے لیے عورتین ہی لکچرار مقرر کیجائین اسمین شک نہین کہ یوروپ مین ایسی عورتون کی بڑی تعداد موجود ہی جو ایک چھوٹے سے مسئلہ پر بھی گھنٹون تقریر کرسکتی ہین اور اُنکی فصیح البیانی اور طرز تقریر سامعین پر جادو کا اثر کرتی ہی اُنکا یہ دعوی کچھ بیجا نہین کہ اُنکی اسپیچ بمقابلہ مردون کے زیادہ موثر ہوتی ہی۔

اُنکی کوشش ہی کہ پارلیمنٹ کی ممبری اور پیشہ وکالت سے اُن کو بھی مثل مردون کے حصہ دیا جائے۔ ماشاء اللہ ہمارے ہندوستان مین بھی ایسی بیبیان موجود ہین جنکی زبان بہت تیز ہی اور اچھی طرح بک سکتی ہین۔

ابھی کل کی بات ہی کہ ہمارے پڑوس کی ایک بی بی نے شبراتن ماما کی اس خطا پر کہ اُسنے ایک پیالہ توڑ ڈالا تھا۔ دن بھر لکچر دیا۔ دلی کے تمام محاورے ختم کردیئے۔ بالخصوص لکچر کا وہ حصہ جو غریب شبراتن کے مفروضہ ضعف بصارت کے متعلق تھا نہایت دلچسپ اور نمونہ فصاحت تھا مجھے خوف ہی کہ یہ لکچر ابھی عرصہ تک ختم نہ ہوگا اور "مرحوم و مغفور" پیالہ کے خوشنما نقش و نگار کی یاد اسکو ہرگز ہرگز ختم نہ ہونے دیگی۔

حال مین ایک انگریز فلاسفر نے لکھا ہی کہ انگلستان مین مقرر و خوش بیان عورات حسب ذیل قسم کی ہین۔

(۱) وہ قابل و تعلیم یافتہ خواتین جنکی فصیح البیانی سے سامعین مین ایک جوش پیدا ہوجاتا ہی اور انکی خوش تقریری کی بدولت صدہا قومی مقاصد حاصل ہوجاتے ہین -

(۲) - وہ بدنفس عورتین جنکی تمام تقریرین طعن و تشنیع کے سوا کچھ نہین ہوتا - یا اپنے مقابل کے مفروضہ عیوب کو چالاکی سے ظاہر کرنے مین اپنی فصیح البیانی کا خاتمہ کردیتی ہین - مگر نتیجہ خراب ہوتا ہی -

(۳) وہ عورتین جنکو گپ شپ کے سوا کچھ نہین آتا - جب وہ بیٹھتی ہین تو فضول باتون کے سوا کچھ نہین کرتین - اُن سے پوچھ لیجئے کہ محلہ مین کس کے یہان کون کون سا کھانا پکایا گیا یا پکایا جاتا ہی - فلان خاتون نے فلان قسم کا لباس تیار کرایا ہی - یا زیادہ بے تکلفی ہو تو اپنے یک سالہ لڑکے کے فرضی وغیر موجود اوصاف پر پہرون لکچر دینگی - ایسی عورتون کی سوسایٹی مین شریک ہونے سے تضیع اوقات کے سوا کچھ نہین -

(۴) وہ عیار - پرفن و خوش بیان عورتین جنکی کوئی ادا ابلہ فریبی و عشوہ گری سے خالی نہین ہوتی - اور جنکی نظر سے عربدہ جوئے اور شعبدہ بازی کے انداز ظاہر ہوتے ہین - اُنکی تقریر سے ایک ہی شخص کے متعلق ایک ہی وقت مین محبت و نفرت ظاہر ہوتی ہی - وہ اپنے ملنے والے کی بابت صدہا قصص اچھائی برائی کے ایک ہی سانس مین کہہ جاتی ہین - ابھی آہین بھر بھر کر سوز و گداز کی باتین کرتی تھین ابھی ہنس ہنس کر تقریر کرنے لگین مگر سامع کی سمجھ مین کچھ نہ آیا کہ دونون باتون کے وجوہات کیا تھے - غرضکہ اس قسم کی عورتون کی صحبت سے بھی احتراز لازم ہی -

المختصر وہی خوش بیانی اور لسانی قابل تقلید ہی جس سے کوئی مفید نتیجہ نکلے زبان ترجمان دل ہی مگر وہ

جو کہنے کے قابل ہی۔ خوش بیانی ایک جوہر ہی لیکن خراب نتیجہ پیدا کرنے والی لسانی
سے خاموش رہنا اولیٰ و انسب ہی۔ فقط۔ ا۔ ع۔ شرر

تاریخ تمدن

بکل کی ہسٹری آف سویلیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اردو
مرحوم منشی محمد احمد علی۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی کی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ۔

اعلیٰ قسم کے کاغذ پر اور مجلد نسخہ کی قیمت عہ
اوسط درجہ " " " عہ محصول ذمہ خریدار
" " غیر مجلد " عہ

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ
یا
دفتر رسالۂ الناظر لکھنؤ سے طلب فرمایئے

شاویلیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہی تمام ریلوے کمپنیاں خرید کرتی ہیں۔

اسٹیم کول۔ کارخانوں اور ریلوے کیواسطے۔
کوک سخت (ڈھلائی کے کام کیواسطے)
کوک نرم (گھر میں جلانے اور کھانا پکانیکیواسطے)
کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور چونے کے بھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہی نمونہ طلب کیجئے اور نرخ طلب فرمایئے۔

موٹر کار کیلئے پٹرول (تیل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آپکو کہیں نہیں ملیگا۔

فرمایش پتہ ذیل سے آنی چاہیئے۔

ایجنٹ شاویلیس کمپنی نمبر ۱۳ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت میں

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیاں استعمال کیجئے قیمت عہ
ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کا کالرل۔ بہترین دوائی ہی قیمت عہ
باٹلیوالا کا خضاب جسمیں نئے اضافے ہوئے ہیں
بھورے بالوں کو اپنی قدرتی رنگ میں لے آتا ہی قیمت عہ
باٹلیوالا کی مقوی گولیاں اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی۔ قیمت عہ
باٹلیوالا کا سفوف وندان دیسی اور ولایتی دواؤں سے تیار ہوا ہی۔ مایا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند جز اسمیں شامل ہیں قیمت فی پیکٹ ۴ر
باٹلیوالا کا کیڑوں کا مرہم ایک دن میں اچھا کردیتا ہے قیمت ۴ر
یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہیں اور مشہور سے بھی ملسکتی ہیں۔
ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبوریٹری دادار بمبئی

گذارش

آج الناظر کا چھٹا نمبر شایع ہو کر پہلی شش ماہی پوری ہوتی ہے - ہمنے پہلے نمبر مین بسلسلۂ تمہید عرض کرنیکی جرأت کی تھی کہ تعلیمی معاونین اور قدردانان کی وسعت کے ساتھ ہی ساتھ الناظر کے صفحات مین بھی اضافہ ہوتا رہیگا اور حتی المقدور قیمت مین بھی کمی کیجائیگی - الحمد للہ کہ اب ہم اپنا ایک عہد پورا کرنیکے قابل ہین یعنی جنوری ۱۹۱۰ء سے الناظر کے حجم مین بقدر ایک جزو صفحات اضافہ ہو جائیگا -

ہمین امید ہے کہ ہماری اس وفاداری کو ناظرات و ناظرین الناظر بہ نظر استحسان دیکھین گے اور اپنی مزید قدردانی سے ہمین ممنون منت بنا کر اس امر کا موقع دینگے کہ آیندہ شش ماہی کے خاتمہ پر الناظر کی قیمت مین بھی کمی کیجا سکے - چونکہ ابھی تک الناظر کی اشاعت مین وہی باقاعدگی رہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا تھا اس لئے ہمین امید ہے کہ ہمارے سرپرستون کو الناظر کے حال پر اب اس سے بھی زیادہ توجہ ہوگی جیسی اب تک رہی ہے -

الناظر کی موجودہ ترتیب مین بہت سے نقائص معلوم ہوتے ہین - بعض ایسے ہین جنکی اصلاح بصورت حال ممکن نہین اور بعض باتون کی اصلاح جنوری نمبر مین ظاہر ہوگی - اور ہمین کامل یقین ہے کہ اب جو ترتیب ہم قائم کرنا چاہتے ہین وہ اس حالت سے کہین اچھی اور بہت زیادہ متغیر ہوگی -

جنوری سے ہم ایک مستقل علمی رسالہ کی اشاعت بھی الناظر مین کرینگے جسکے مصنف ہمارے شہر کے ممتاز ترین انشا پرداز پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب بی اے ہین - ہر مہینہ آٹھ صفحہ اس رسالہ کے شایع ہوا کرینگے اور صفحات کی ترتیب یون رکھی جائیگی کہ جب رسالہ ختم ہو جائے تو ایک مستقل کتاب کی صورت مین اسکی علحدہ جلد بنائی جا سکے -

جن معزز رسائل و اخبارات اور مقتدر حضرات یا ذی مرتبت مخدرات نے الناظر کے متعلق اپنی بیش قرار رایون کے (عام طور پر یا ذاتی خطوط مین) وقتاً فوقتاً اظہار سے جن قدردانان علم اور سرپرستان اردو نے اپنی قیمتی صلاح اور بے بہا مشورون سے جن بہی خواہان ملک و مخدومان قوم نے اپنی ہمدردانہ اور مشفقانہ توجہ سے اور جن احباب و اقربا نے اپنی ہر قسم اور خلوص و اعانت سے ہمین اپنا ممنون منت اور زیر بار احسان بنایا ہے انکی خدمت مین نہایت خلوص دل سے ہم اپنی سچی شکر گذاری کا اظہار کرتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ ہماری تہیدستی ہیچمیرزی کم مایگی اور بے بضاعتی پر نظر کر کے وہ اسکو قبول کرنیمین دریغ نفرمائینگے تاکہ ہمارا افتخار اعزاز و امتیاز کے درجہ اولی تک پہونچ جائے - اڈیٹر

نمک سلیمانی

ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

قیمت فی بوتل بڑی ... محصولڈاک وغیرہ (۱۲/)

قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک وغیرہ (۴/)

عوارض مندرجہ حاشیہ کا مصدقہ علاج ہے

ملنے کا پتہ نونہال سنگھ بھارگو مینیجر کارخانہ نمک سلیمانی خالہ کا گھاٹ شہر بنارس

بدہضمی و کھٹی ڈکار کا آنا

قبض و کمی اشتہا

نفخ شکم و پیٹ کا درد

ضعف و فتور ہاضمہ

گردہ یا مثانہ کی گرمی کا کم ہونا

استسقاء کھانسی و دمہ

بواسیر و اسہال پیچش

ہیضہ و طاعون

درد قولنج زیادتی ریاح

ہضم غذا کیوقت تبخیر یعنی بدن کا گرم ہونا

تازہ سندات

جناب منشی شیخ قمرالدین صاحب موضع ابابکرپور ضلع مظفرپور سے ۱۸- مئی سنہ ۱۹۰۹ء کو تحریر فرماتے ہین کہ تین شیشی نمک سلیمانی آپکے کارخانہ سے سنہ ۱۹۰۶ء مین میری معرفت منگوائی گئی تھین - کسیکو شکایت بدہضمی و درد شکم اور کسیکو بواسیر وغیرہ سے ازحد تکلیف تھی بفضلہ تعالی سبھون نے آرام پایا مجھکو بھی شکایت بواسیر کی تھی مینے بھی آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور وہ شکایت رفع ہوگئی اسوقت تک مجھکو کوئی شکایت نہین ہے حقیقت اس نمک سلیمانی کو اکسیر کہنا بیجا نہین ہے ما سوا اسکے مین ایک شیشی منزدرشن کی آپکے یہان سے طلب کی تھی اسوقت مجھکو نزلہ و زکام کی وجہ سے درد سر کی ازحد تکلیف تھی ہر چند دوا کیا منزدرشن استعمال کیا جس سے کہ میرا درد سر اور زکام و نزلہ وغیرہ بالکل اچھا ہوگیا اب کے چند دوست اور خواستگار ہین لہذا ایک شیشی بذریعہ ویلیو پی ایبل منزدرشن کی بھیجکر ممنون فرمائیے

ضعف دماغ و ضعف بصر

درد گنٹھیہ نقرس

پیشاب کا بار بار ہونا اور زیادہ مقدار مین ہونا

جسم پر ورم ہونا

مواد فاسد کا اجتماع

فساد خون

داد سہوان

بچھو یا بھڑ کے کاٹے کا زہر

بچون کے دانت نکلنے کی تکلیف

گلے کی سوزش و دانت کا درد

تازہ سندات

جناب سید بشارت علی صاحب رئیس و زمیندار ا بگلہ تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی فی الواقع بڑے کام کا ہے میرے یہان سے بہت لوگ آپکا نمک سلیمانی مانگ لیجاتے ہین اور معدہ ہاضمہ کی مختلف شکایتون مین استعمال کرتے ہین اور خاطر خواہ فائدہ پاتے ہین - بیشک آپکا نمک سلیمانی تمام امراض معدہ کے لیے بہت مفید ہے ایک شیشی بذریعہ وی پی اور بھیجدیجئیے تاکہ وقت ضرورت کے ہرج نہ ہو فی الحقیقت مین آپ کا نمک سلیمانی ہر گھر دن مین ہر وقت موجود رکھنے کے لایق ہے -

جناب حکیم عبدالرحمن صاحب مقام میرپور ضلع سلہٹ سے ۱۱- اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کو تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح مینے آپکے نمک سلیمانی کو تحریر کرکے فائدہ اٹھایا ویسا ہی روغن برقی بھی استعمال سے مفید ثابت ہوا مہربانی کرکے دو شیشی روغن برقی زریعہ وی پی روانہ فرمائیے

عام کمزوری و کمی پیدائش خون

مستورات کے ایام کی خرابی

جیبی تسمہ — نشان بہار

ڈاکٹر لالور

کا

فاسفوڈائن

دماغی کمزوری - فالج - کھڑا بی ڈرائونے
خواب دیکھنا - قوی کا قبل از وقت
انحطاط اور نظام جسمانی کی وہ تمام
بدنظمی اور عوارض جو قوت نامیہ کے کم
ہو جانیسے لاحق ہون - ان امراض
کے لیے ضرور قابل اعتماد علاج ہین
اس دوانے چالیس برس سے زیادہ اپنی عام شہرت
قایم رکھی ہے -
فاسفورس کے
اس مرکب سے
عصبی کمزوری

خبردار

"فاسفوڈائن" کا نام قانون ٹریڈمارک
کے مطابق محفوظ کرلیا گیا ہے - اسلیے اسکی نقل (رنگ مین یا کسی
دوسری حیثیت سے) فروخت کرنے والون سے عدالتی چارہ جوئی کیجائیگی -
صرف یہی ایک دوا ہے جسکو کلکتہ کی نمایش واقع ۱۸۸۳ء مین اعلی سند ملی تھی -

اسکی قوت بخش تاثیر پہلے ہی روز استعمال
کرنیسے ظاہر ہوجاتی ہے عصبی اور دماغی
توتون مین زیادتی کے ساتھ ہی مریض کے
دلمین عادت کے بالکل خلاف تقویت اور تسکین پیدا
ہوجاتی ہے - ہاضمہ مین قوت آجاتی - بھوک بڑھجاتی
اور قبض رفع ہوجاتا ہے - نیند آرام سے آتی اور فرحت بخش
ہوتی ہے چہرہ بھر جاتا ہے - لب سرخ - آنکھین روشن اور جلد صاف
اور صحت مند ہوجاتی ہے - بالونمین مضبوطی آجاتی
ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعضاے
اس قسم اندام کی تغذیہ پر کیسا عظیم اثر کرتی ہے -
دنیا کے تمام حصون

اور اسی ذیل کی دوسری بیماریون مین فوری اور مستقل
نفع ہوتا ہے اور تمام فاسد خیالات اور علامات تکلیف
حیرت انگیز سرعت سے دور ہوجاتے ہین -

کے باشندون اور فن طبابت کے اعلی ماہرونکی ہزارون مستند شہادتون سے
یہ عالمگیر فیصلہ بخوبی ہوگیا ہے کہ سائنس کی تحقیقاتی دنیا مین فاسفورس کے کسی
دوسرے مرکب کو ایسی تنا صفت اور معززین کی قدردانی نصیب نہین ہوئی

ہندستان بھر کے دواساز اور دوا فروش بحساب فی بوتل (خورد) عہ، (کلان) ۹عہ فروخت کرتے ہین -

صرف ڈاکٹر لالور کی

"فاسفوڈائن لیبوریٹری" واقع ہیمپ اسٹیڈ - لندن - انگلستان

مین بنایا جاتا ہے

Kamal Ahmad Farooqi 21.6.27

گراموفون

TRADE MARK

"GRAMOPHONE"

"HIS MASTER'S VOICE"

براہ راست

دی گراموفون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ ۔ حضرت گنج ۔ لکھنؤ

سے کیوں نہ خرید کیجئے ۔ جہاں سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے ۔

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۲۵	۱۰ - انچھ یکطرفہ	[illegible]
نمبر۲ الف	۴۵	" " دوطرفہ	[illegible]
نمبر۵	۲۳	۱۲ " یکطرفہ	[illegible]
نمبر ۱۱	۱۱۲	" " دوطرفہ	[illegible]
نمبر ۱۲ میانہ	۲۲۵	" یکطرفہ	[illegible]

ہمارے یہاں گراموفون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۷۵ سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی مل سکتے ہیں دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیان کمانیان ساؤنڈ بکس ریکارڈ وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے گراموفون سانگ بک جسمین تقریباً ۵۵۰ گراموفون ریکارڈون کے گانے مع مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت [illegible]

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱ ۔ حضرت گنج ۔ لکھنؤ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

مفید عام پریس واقع ارادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ مین باہتمام محمد علی طبع ہوا